اولیاءِ حق و باطل

تالیف:
شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ

ناشر الدار السلفیہ ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

Www.IslamicBooks.Website

آٹھویں صدی ہجری کے امام ومجدد شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

کی نادر الوجود تصنیف

"اَلْفُرْقَانُ بَیْنَ اَوْلِیَاءِ الرَّحْمٰنِ وَاَوْلِیَاءِ الشَّیْطٰنِ" کا اردو ترجمہ

اولیاءِ حق وباطل

ترجمہ

انصار زبیر محمدی

توثیق ترجمہ و تقدیم	مراجعہ و تصحیح
دکتور فضل الرحمٰن المدنی	مولانا عبدالمجید اصلاحی

ناشر

اَلدَّارُ السَّلَفِيَّه، ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات الدار السّلفیہ نمبر ۲۱۵

نام کتاب	:	اولیاءِ حق و باطل
مصنف	:	شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ
مترجم	:	انصار زبیر محمدی
مراجعہ وتصحیح	:	مولانا عبد المجید اصلاحی
توثیق ترجمہ وتقدیم	:	دکتور فضل الرحمٰن المدنی
طابع	:	اکرم مختار
ناشر	:	الدار السّلفیہ ممبئی
تعداد اشاعت (بار دوم)	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	مئی ۲۰۰۴ء
قیمت	:	۱۱۵ روپئے

ملنے کا پتہ

دار المعارف

۱۳ محمد علی بلڈنگ، بھنڈی بازار، ممبئی - ۳

فون: ۲۳۴۵۶۲۸۸

Www.IslamicBooks.Website

بسم الله الرحمن الرحيم

د/ عبد الرحمن بن عبد الكريم اليحيى
ص . ب ١٢١١١٨ الرياض ١١٦٩٩

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين، أما بعد:

فإني قد أذنت للأخ الشيخ / انضمار زبير المحمدي بترجمة كتاب شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله، المسمى (الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان) الذي قمت بتحقيقه وتخريج أحاديثه والتعليق عليه، وذلك بترجمته إلى اللغة الأردية، وله ما يشاء من الاختصار النافع المفيد في غير المتن، سائلاً المولى عز وجل أن يثيب الشيخ / أنضمار على جهوده الطيبة، وأن ينفع به الإسلام والمسلمين.

عبد الرحمن
٨ / ٣ / ١٤٢١هـ

Www.IslamicBooks.Website

كتاب الفرقان بين أولياء الرحمن
وأولياء الشيطان تأليف
الإمام العالم العلامة شيخ
الإسلام بقية السلف الكرام
أحمد ابن عبد الحليم
ابن عبد السلام
ابن تيمية
قدس الله
روحه
ونور
ضريحه
آمين
ثم آمين

Www.IslamicBooks.Website

كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله قال الحسن البصري رحمه الله ادعى قوم
انهم يحبون الله فانزل الله هذه الاية محنة لهم وقد بين الله فيها ان من
اتبع الرسول فان الله يحبه ومن ادعى محبة الله ولم يتبع الرسول صلى الله عليه وسلم
فليس من اولياء الله ولا يكون من اوليائه وان كان كثير من الناس يظنون
في انفسهم او في غيرهم انهم من اولياء الله ولا يكونون اولياء الله فاليهود
والنصارى يدعون انهم اولياء الله واحباؤه قال تعالى قل فلم يعذبكم بذنوبكم
بل انتم بشر ممن خلق الاية وقال تعالى وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هودا
او نصارى تلك امانيهم الى قوله ولا هم يحزنون وكان مشركو العرب يدعون
انهم اهل الله لسكناهم مكة ومجاورتهم البيت وكانوا يستكبرون به
على غيرهم كما قال تعالى قد كانت اياتي تتلى عليكم فكنتم على اعقابكم تنكصون مستكبرين
به سامرا تهجرون وقال تعالى واذ يمكر بك الذين كفروا ليثبتوك او يقتلوك
الى قوله وهم يصدون عن المسجد الحرام وما كانوا اولياءه ان اولياؤه
الا المتقون فبين سبحانه ان المشركين ليسوا اولياءه ولا اولياء بيته انما
اولياؤه المتقون وثبت في الصحيحين عن عمرو بن العاص رضي الله عنه قال
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول جهارا من غير سر ان ال فلان ليسوا لي با
ولياء يعني طائفة من اقاربه انما وليي الله وصالح المؤمنين وهذا موافق
لقوله تعالى فان الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين ومن كان صالحا من
المؤمنين وهم المؤمنون المتقون اولياء الله ودخل في ذلك ابو بكر
وعمر وعثمان وعلي وسائر اهل بيعة الرضوان الذين بايعوا تحت الشجرة
وكانوا الفا واربعمائة وكلهم في الجنة كما ثبت في الصحيح عن النبي صلى الله عليه وسلم

الصفحة الأولى من مخطوط مكتبة الرياض

Www.IslamicBooks.Website

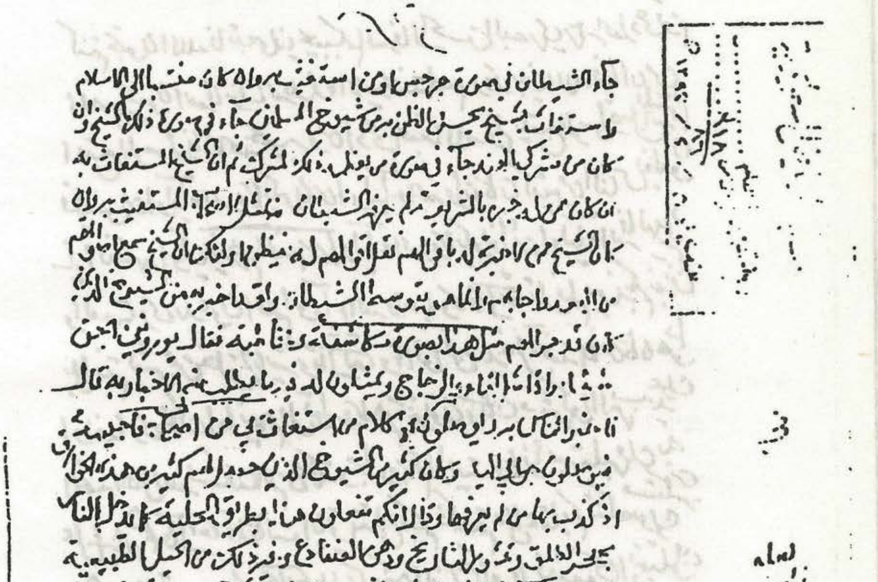

الصفحة الأخيرة من مخطوط مكتبة الرياض

Www.IslamicBooks.Website

كتاب الفرقان بين أوليا الرحمن

وأوليا الشيطان تأليف

٢٩٨٩

الشيخ الإمام العالم العامل العالم

تقي الدين أبي العباس أحمد بن عبد الحليم

٤٤٨٠٦

ابن عبد السلام بن تيمية

الحراني الحنبلي تغمده الله

برحمته وأسكنه فسيح

جنته بمحمد وآله

والحمد لله رب العالمين وهو الذي يقبل التوبة عن عباده ويعفو عن السيئات

وكتب في ليلة يسفر صباحها في الثلث الأخير من ليلة الثلاثا

الرابع عشر من شهر رجب الفرد الحرام سنة [illegible]

الخط يبقى زمانا بعد كاتبه وصاحب الخط تحت الأرض مدفونا

يا رب اغفر لعبد كان كاتبه يا قاري الخط قل إن شئت آمينا

حسبي الله لا إله إلا هو عليه توكلت وإليه أنيب

الصفحة الأولى من المخطوط الثاني

الشيطان في صورة من يستغيث به [illegible] كان نصرانيا استغاث [illegible]
بجرجس او غيره جا الشيطان في صورة جرجس او غيره ممن يستغيث به وان كان
منتسبا الى الاسلام وقد استغاث بشيخ يحسن به الظن من شيوخ المسلمين جاه في
صورة ذلك الشيخ وان كان من مشركي الهند جاه في صوره من يعظمه ذلك المشرك
ثم ان الشيخ المستغاث به ان كان ممن له خبره بالشرع لم يعرفه الشيطان انه
يتمثل لاصحابه المستغيثين به وان كان الشيخ ممن لا خبره له باقوالهم ونقل اقوالهم
له فيظن اولئك ان الشيخ سمع اصواتهم من البعد واجابهم وانما هو بتوسط الشيطان
ولقد اخبر بعض الشيوخ الذين كان قد جرى لهم مثل هذا بصوره مكاشفه ومخاطبه فقال
يروني الجن شيا براقا مثل الما والزجاج ويمثلون له فيه ما يطلب منه الاخبار
به قال فاخبر الناس به ويوصلون الي الكلام من استغاث بي من اصحابي
فاجيبه فيوصلون جوابي اليه وكان كثير من الشيوخ الذين حصل لهم كثير من
هذه الخوارق اذا كذب بها من لم يعرفها وقال انكم تفعلون هذا بطريق
الحيله كما يدخل النار بحجر الطلق وقشور النارنج ودهن الضفادع وغير ذلك
من الحيل الطبيعيه يتعجب هولا المشايخ ويقولون والله نحن لا نعرف شيا
من هذه الحيل فلما ذكر لهم الخبير انهم لصادقون في ذلك ولكن هذه الاحوال
الشيطانيه اقروا بذلك وتاب منهم من تاب الله عليه لما تبين لهم الحق
وتبين لهم من وجوه انها من الشياطين وراوا انها من الشياطين
لما راوا انها تحصل بمثل البدع المذمومه في الشرع وعند المعاصي لله ورسوله
ولا تحصل عند ما يحبه الله ورسوله من العبادات الشرعيه فعلموا
[illegible] انها خوارق الشيطان لاوليائه لا من كرامات الرحمن
لاوليائه والله اعلم بالصواب

[illegible] من نسخ هذه النسخه المباركه [illegible]
[illegible] عشر شهر رجب الفرد الحرام سنه تسع وستين [illegible] على يد كاتبها [illegible]
[illegible] ابو الوهاب احمد بن عبد الله بن محمد بن خطاب [illegible]
[illegible] الحنفي في الدنيا والاخره [illegible]
وصلى الله على [illegible] محمد وآله وصحبه [illegible]

الصفحة الأخيرة من المخطوط الثاني

Www.IslamicBooks.Website

فہرست کتاب

نمبر شمار	موضوعات	صفحات
	فہرست موضوعات	9
۱	عرض ناشر	15
۲	تقدیم	17
۳	کلمۂ مترجم	21
۴	مقدمۂ محقق	31
۵	ابن تیمیۃ ایک مختصر تعارف	33
۶	ابن تیمیۃ کی شخصیت	34
۷	بیماری، وفات اور جنازہ	36
۸	قلمی مخطوطات کے چند نمونے	
۹	خطبۃ الکتاب	39
۱۰	اولیاء رحمانی اور اولیاء شیطانی کا فرق	41
۱۱	فصل(۱) : اولیاء اللہ کے اوصاف	49
۱۲	ولایت اور ولی کا لغوی واصطلاحی مفہوم	51
۱۳	افضل ترین اللہ کے ولی	53
۱۴	کفار ومشرکین کا دعویٰ اور اس کا ابطال	58
۱۵	اصحاب صفہ کے متعلق غلط فہمیاں	62
۱۶	انصار اور بعض اکابر مہاجرین اصحاب صفہ میں سے نہ تھے	64
۱۷	اولیاء، اقطاب اور ابدال کے سلسلہ میں وارد تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں	64

Www.IslamicBooks.Website

۱۸	ایمان کے باب میں تمام آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے	69
۱۹	جو شخص اللہ کا ذکر نہ کرے وہ شیطان کا ولی ہے	72
۲۰	ذکر رحمٰن کا مفہوم	75
۲۱	فصل (۲) : منافقین کی نشانیاں اور چند جاہلی اعمال	77
۲۲	ایمان و نفاق شخص واحد میں	77
۲۳	فصل (۳) : اولیاء اللہ کے طبقے	82
۲۴	انبیاء کی تقسیم اولیاء کی تقسیم کے طرز پر	90
۲۵	فصل (۴) : امت محمدیہ کی قسمیں اور معتزلہ اور مرجئہ کا رد	94
۲۶	کوئی موحد جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا	96
۲۷	فصل (۵) : ایمان اور کفر کی حقیقت اور مومنین کی ایک دوسرے پر فوقیت	99
۲۸	فصل (۶) : ایمان مجمل اور ایمان مفصل	102
۲۹	فصل (۷) : ایمان و تقویٰ ولایت الٰہی کی شرط ہے	108
۳۰	فصل (۸) : جائز اور مباح امور میں اللہ کے ولی دوسروں سے ممتاز نہیں ہوتے	112
۳۱	صوفی کی وجہ تسمیہ	113
۳۲	فضیلت اور برتری کا معیار تقویٰ ہے، حسب ونسب نہیں	114
۳۳	فقر کا شرعی مفہوم	115
۳۴	مہاجرین کی صفت	116
۳۵	معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی چند وصیتیں	121
۳۶	فصل (۹) : معصوم ہونا ولایت کے لئے شرط نہیں ہے	126

Www.IslamicBooks.Website

۳۷	الہام کی صحت کا معیار	128
۳۸	عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل میں چند احادیث	130
۳۹	صدیق کا مرتبہ محدث سے اونچا ہے	134
۴۰	انبیاء کی اطاعت واجب ہے اولیاء کی نہیں	135
۴۱	کتاب و سنت میں کسی چیز کا ثبوت نہ ہو تو وہ باطل ہے	140
۴۲	رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت	143
۴۳	شیطان والوں کی پہچان	146
۴۴	فصل (۱۰) : حقیقت اور شریعت	153
۴۵	فصل (۱۱) : انبیاء علیہم السلام کی افضلیت اور خوشبختوں کے مراتب	159
۴۶	سابقین اولین میں سے خلفاء اربعہ افضل ہیں	162
۴۷	اولیاء کو انبیاء سے افضل کہنا صریح گمراہی ہے	162
۴۸	ولایت الٰہی اتباع رسل پر موقوف ہے	165
۴۹	فلسفیانہ الحاد تصوف کے رنگ میں	166
۵۰	نبوت کی فلسفیانہ تشریح	169
۵۱	فلاسفہ کی گمراہی کا سبب	172
۵۲	فرشتے صوفیوں کی نظر میں	274
۵۳	اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم سیکھنے کا مدعی گمراہ ہے	174
۵۴	قرآن و سنت میں جبریل علیہ السلام اور فرشتوں کے اوصاف	176
۵۵	ابن عربی اور جنید	185
۵۶	فلاسفہ صوفیوں کی باغیانہ جسارت	186
۵۷	معیت کی صحیح تعریف	190

Www.IslamicBooks.Website

۵۸	معیت کا تقاضہ حلول اور الحاد نہیں	197
۵۹	فصل (۱۲) : دینی اور تکوینی حقائق کا مسئلہ	201
۶۰	مسئلۂ تقدیر	211
۶۱	تقدیر پر بھروسہ کر کے نیکی ترک کر دینا اور گناہ کرنا مشرکین کا طریقہ ہے	211
۶۲	گنہ گار اور نیک لوگ برابر نہیں ہوسکتے	212
۶۳	قضاۃ (جج) تین قسمیں	220
۶۴	خضر علیہ السلام کے ساتھ قصۂ موسیٰ کی حجت پیش کرنا غلط ہے	221
۶۵	ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام	223
۶۶	فصل (۱۳) : قانون تشریعی اور تکوینی کے درمیان فرق	224
۶۷	تکوینی ارادہ	224
۶۸	امر تکوینی کی آیات حسب ذیل ہیں	225
۶۹	امر دینی کی آیات حسب ذیل ہیں	227
۷۰	اذن کی آیات	228
۷۱	اذن دینی	228
۷۲	قضاء کا مسئلہ	229
۷۳	قضاء دینی	229
۷۴	تکوینی اور دینی بعثت	231
۷۵	ارسال	232
۷۶	ارسال تکوینی	232

Www.IslamicBooks.Website

۷۷	ارسال دینی	233
۷۸	دینی ارادہ	233
۷۹	جعل تکوینی	233
۸۰	جعل دینی	233
۸۱	تحریم	234
۸۲	تحریم تکوینی	234
۸۳	تحریم دینی	234
۸۴	شیطان کے شر سے بچنے کی دعا	234
۸۵	رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی حق وباطل کا میزان ہے	236
۸۶	معجزہ اور کرامت کا مقصد اور چند معجزات	243
۸۷	کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم	246
۸۸	کرامات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ	250
۸۹	ایمانی حالات کے برعکس شیطانی حالات والے	255
۹۰	کرامات اولیاء اور مشابہ احوال شیطانی میں فرق	260
۹۱	قبروں کی تعظیم مشرکین اور اہل بدعت کا طریقہ ہے	264
۹۲	شیطانی مکر و فریب کی چند مثالیں	268
۹۳	غاروں اور جنگلوں میں ٹک رہنا بدعت ہے	269
۹۴	خوارق عادت کے باب میں لوگوں کی تین قسمیں	271
۹۵	احوال شیطانی کے مقویات	272
۹۶	تلاوت قرآن اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم	273
۹۷	خارق عادت کی قسمیں	277

Www.IslamicBooks.Website

۹۸	کرامت کی بنیاد ایمان اور تقویٰ	281
۹۹	فصل (۱۴) : تمام جن وانس کیلئے نبی کریم ﷺ کی رسالت عامہ	283
۱۰۰	جنوں کا سماع	288
۱۰۱	انسانوں کے ساتھ جنوں کے حالات	289
۱۰۲	شیطانی مکر اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے درجہ کے لحاظ سے ہوتا ہے	290
۱۰۳	شیطان معبودان باطلہ کی شکل میں	291
۱۰۴	فہرست کتاب	
۱۰۵	فہرست مراجع ومصادر	294

Www.IslamicBooks.Website

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عرض ناشر

ہمارے عزیز مولانا انصار زبیر محمدی سلمہ اللہ نے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ کی معروف اور معرکۃ الآراء کتاب "الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطٰن" کا "اولیاء حق وباطل" کے نام سے نہایت سلیس اور آسان اردو ترجمہ کیا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ آں عزیز نے ایسی جامع اور اہم کتاب کے اردو ترجمے کا حق ادا کر دیا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی یہ کتاب حق وباطل کے معرکے میں حق کی دلیل وحجت کا کام دیتی ہے، اس کتاب کا اصل موضوع اولیاء الرحمٰن کے حقیقی اوصاف، ان کے درجات، ان کی محبت اور اتباع کا مدلل بیان ہے، ساتھ ہی جھوٹے مکار صوفیوں اور نام نہاد ولیوں کے کذب وافتراء کا پردہ فاش کیا ہے، اور اولیاء واقطاب اور ابدال کے بارے میں منکر اور موضوع احادیث کا دلائل کے ساتھ ابطال کیا ہے؟

ولایت اور تصوف کا حقیقی شرعی مفہوم نہایت دلنشین انداز میں کتاب وسنت کے دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے، اور اس غلط فہمی کا ازالہ کیا ہے کہ ائمہ مجتہدین ومحدثین کرام اور سلف صالح کی جماعت نے صوفیاء اور اولیاء کا بالکلیہ انکار کیا ہے، ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں مصلحین امت کی جو جماعت ابتداء سے مشہور ہے جیسے صحابۂ کرام، تابعین وتبع تابعین، محدثین، مجددین امت، سب کے سب اللہ کے ولی بندے تھے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی اس اہم کتاب میں انہیں ربانی اور روحانی اور اللہ کے دوست اور ولی بندوں میں شامل فرما کر ان کی اتباع کی دعوت دی ہے۔ اور فضیل بن عیاض، حسن بصری، امام احمد بن حنبلؒ، امام بخاری اور محدثین ومجددین کی جماعت کو امت محمدیہ کے محسنین اور مصلحین میں شامل فرما کر ان کی ذات سے عقیدت اور محبت کا اظہار فرمایا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

لیکن اسی کے ساتھ اولیاء، فرشتوں اور اہل حق کے ساتھ من گھڑت باتوں کے انتساب کو باطل قرار دیا ہے، اور امت میں مشہور نام نہاد، صوفیاء مثلاً ابن عربی اور ان کے متبعین کی اچھی طرح قلعی کھولی ہے، خصوصاً ان پیروں اور فقیروں کو جو غاروں اور جنگلوں میں رہنے کو تصوف اور احسان سمجھتے تھے ان کی خرق عادات باتوں کو جھوٹی اور باطل قرار دیا ہے۔ پھر کتاب وسنت کے دلائل سے حقیقی کرامات کی جن کی بنیاد ایمان اور تقویٰ پر تھی تائید فرمائی ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا ہے کہ جنوں اور انسانوں سب کے لئے نبی کریم ﷺ کی نبوت عام تھی، اور آپ کی نبوت پر ایمان لائے بغیر کسی کا نہ ایمان کامل ہوگا نہ وہ عند اللہ مغفرت کے مستحق ہوں گے۔

اس طرح یہ کتاب حق و باطل کے درمیان مضبوط حد فاصل کا کام دیتی ہے، امت اسلامیہ میں اس کتاب کو قبول عام حاصل ہوا، اور علامہ ابن تیمیہؒ کی یادگار کتابوں میں اس کا شمار ہوا۔

ہمارے عزیز مولانا انصار زبیر محمدی جنہوں نے جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں سے اپنی تعلیم مکمل کر کے سعودی عرب کے بعض اہم مقامات پر تبلیغ و دعوت کے کام میں مصروف رہے، انہوں نے اس کتاب کا نہایت سلیس ترجمہ کر کے عوام کی اصلاح کا بڑا سامان مہیا کر دیا ہے، اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

ادارہ ''الدار السّلفیہ'' نے اس اہم اور مفید کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری اٹھائی اور اسے نہایت اعلیٰ معیار پر شائع کر کے اس کتاب کا حق ادا کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کتاب کے مؤلف، مترجم، اور الدار السّلفیہ کے ذمہ داروں کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور عوام میں اس کتاب کو عام فرمائے۔ آمین

مختار احمد ندوی

مدیر الدار السّلفیہ

۴راکتوبر ۲۰۰۲ء

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

از: ڈاکٹر فضل الرحمٰن المدنی حفظہ اللہ
(مفتی وشیخ الجامعۃ المحمدیۃ منصورہ، مالیگاؤں)

الحمد لله كفىٰ وسلام على عباده الذين اصطفى، وبعد:

امام ربانی شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیۃ الحرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ) کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، آپ کا شمار ان مجددین و مصلحین میں ہوتا ہے جن کے بارے میں ارشاد نبوی ہے: "**إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها**" رواہ ابوداود (۴۲۹۱)، والحاکم فی المستدرک (۴/ ۵۲۲) وصححہ الألبانی اسنادہ فی الصحیحۃ (رقم: ۵۹۹)۔

بلاریب آپ اس طائفۂ منصورہ میں سے ہیں، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہے: "**لاتزال طائفة من أمتي قائمة بأمر الله لا يضرهم من خذلهم أو خالفهم حتى يأتي أمر الله وهم ظاهرون على الحق**" رواہ البخاری (۶/ ۶۳۲) ومسلم (رقم: ۱۰۳۷) واللفظ لہ۔ کیونکہ آپ نے ایک ایسے دور میں آنکھیں کھولیں جس میں ہر طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر حملے ہو رہے تھے، ایک طرف اگر صلیبیوں نے مسلم ممالک پر بزن بولدیا تھا تو دوسری طرف تاتاریوں کا لشکر جرار طوفان بلاخیز کی طرح بلاد اسلامیہ پر حملہ کرتا اور تباہی وبربادی، قتل وخونریزی اور ظلم وبربریت کی ناقابل بیان داستانیں رقم کر رہا تھا، فاطمیوں کی خیانت اور یہودیوں سے سازباز کا فتنہ الگ تھا، مزید برآں امراء وسلاطین کا بگاڑ، اسلام سے دوری

Www.IslamicBooks.Website

مسلم ممالک کے داخلی اختلافات ، تقلید جامد، تعصب مذہبی، الحادوزندقہ ، فلسفہ وتصوف، اور شعبدہ بازی کے فتنے اسلام اور مسلمانوں دونوں کی مٹی پلید کررہے تھے۔

غرضیکہ اسلام اور مسلمانوں کو داخلی اور خارجی دونوں سطح پر زبردست خطرات کا سامنا تھا، ایسے دور میں اللہ جل شانہ نے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جو سیف وسنان، اور حجت وبرہان دونوں کے دھنی اور میدان علم ومیدان جنگ دونوں کے شہسوار تھے۔ نصوص کتاب وسنت کے استحضار، اقوال صحابہ وتابعین ودیگر علماء امت کی معرفت وحفظ، مسائل کے استنباط واستخراج، امر بالمعروف والنھی عن المنکر ، افہام وتفہیم ، اور مناقشہ ومناظرہ میں انہیں بڑا کمال حاصل تھا، تقریر کے ساتھ تحریر اور خطابت وتدریس کے ساتھ تصنیف وتالیف کا بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی اعلیٰ صلاحیت اور بہت عمدہ ذوق عطا فرمایا تھا۔

عقیدہ، تفسیر ، اصول تفسیر ، حدیث ، اصول حدیث ، فقہ ، اصول فقہ ، ادیان ومذاہب ، تاریخ وسیرت، منطق وفلسفہ ، ادب وبلاغت ، غرضیکہ ہر فن کے وہ بحر زخار تھے۔

انہوں نے اگر ایک طرف میدان کارزار میں دشمنوں سے جہاد کیا، تو دوسری طرف یہود ونصاریٰ ، فلاسفہ ومناطقہ ، شیعہ وروافض ، زنادقہ وملاحدہ ، اور صوفیاء ودیگر مبتدعین کے باطل افکار ونظریات اور شکوک وشبہات کا بڑے ہی علمی انداز میں اور حجج قاطعہ وبراہین ساطعہ کے ساتھ انتہائی جرأت وبیباکی سے جواب دیا، آپ نے مختلف موضوعات پر ایسی کتابیں، رسالے، مقالات اور فتاوے تحریر فرمائے جن کی علمی قوت ، اہمیت اور افادیت آج بھی مسلم ہے۔

امام ابن تیمیہ کی تحریر کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کتاب وسنت ، اجماع وقیاس ، اور اقوال صحابہ کے دلائل سے مزین ہوتی ہے ، اس میں عقلی ونقلی دلائل کی ایسی قوت ، حق وصداقت کی ایسی پرزور تائید اور باطل کا ایسا دندان شکن جواب اور تردید ہوتی ہے کہ حق وباطل واضح ہو جاتا ہے ، اس میں معلومات کی وسعت اور بیان واسلوب کا ایسا جمال وجلال ہوتا ہے کہ خصم بھی ......اگر اس کے اندر ذرا بھی قبول حق اور عدل وانصاف کا مادہ ہے تو...... پورے انشراح صدر اور

Www.IslamicBooks.Website

اطمینان قلب کے ساتھ حق کے اعتراف پر مجبور ہو جاتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فضل خاص ہے کہ عموماً حق ان کے ساتھ اور وہ حق کے ساتھ ہوتے ہیں، اور اس باب میں انہیں بہت سے ائمہ مشہورین پر فوقیت حاصل ہے، اللہ نے انہیں ہمت و جرأت، علم ومعرفت، اور حق وباطل کی بصیرت کے ساتھ نقد صحیح کا بڑا عظیم ملکہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ انہوں نے اپنے دور کے تقریباً تمام قابل ذکر باطل افکار و نظریات، ادیان و ملل، اور فرق و مذاہب کا بصیرت افروز جائزہ لیا اور ان کے بطلان کو واضح، ان کی خطرناکیوں اور فتنوں سے لوگوں کو متنبہ کیا۔

امام ابن تیمیہ کی انہیں بیش قیمت علمی کتابوں میں سے ایک مشہور کتاب " الفرقان بین أولیاء الرحمن وأولیاء الشیطان" ہے جس میں انہوں نے "ولایت" کے مفہوم ومقام، حقیقی اولیاء کے تعارف اور ان کے اوصاف کے تفصیلی بیان کے ساتھ، ولایت کے مدعیان باطل، اولیاء الشیطان کی دسیسہ کاریوں اور بے بنیاد خارق عادات وواقعات اور شیطانی احوال کی خوب نقاب کشائی کی ہے، نیز اس میں جادوگروں اور سفلی کرنے والوں کے جھوٹے دعووں اور علم وترقی کی آڑ میں روحوں کی حاضری کا ڈھونگ رچانے والوں کی بھی تردید کی ہے۔

ولایت اور اولیاء اللہ کی آڑ میں شرک وکفر، بدعات وضلالات، اور اوہام وخرافات کی گرم بازاری، جیسے امام ابن تیمیہ کے دور میں تھی آج بھی ہے، بلکہ اس کی فتنہ سامانیاں آج کچھ زیادہ ہی ہیں، اس واسطے ضرورت تھی کہ اس قیمتی کتاب کو مختلف زبانوں میں نشر کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے، عربی میں اس کے متعدد ایڈیشن نکل چکے ہیں، اور دکتور عبدالرحمن بن عبدالکریم الیحییٰ نے چھ قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر اس کی تصحیح و تحقیق کی ہے اور احادیث کی تخریج کے ساتھ اسے اپنے قیمتی حواشی وتعلیقات سے بھی مزین کیا ہے۔

برادر عزیز انصار زبیر المحمدی نے موضوع اور کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اسے اردو کا جامہ پہنایا ہے، میں نے اردو ترجمہ کو جستہ جستہ پڑھا اور اصل کتاب سے ملایا ہے، الحمد للہ انصار

Www.IslamicBooks.Website

زبیر صاحب اس کی ترجمانی میں کافی کامیاب ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور اردوداں طبقہ کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، (آمین)۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

دکتور / فضل الرحمٰن دین محمد المدنی
الجامعۃ المحمدیۃ، منصورہ مالیگاؤں
ضلع: ناسک مہاراشٹرا، الہند، ۴۲۳۲۰۳

۱۱/ ۱۰/ ۲۰۰۰ء

Www.IslamicBooks.Website

كلمة المترجم

إن الحمد لله ، نحمده و نستعينه ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأشهد أن محمداً عبده و رسوله.

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ(١٠٢)﴾.

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا(١)﴾.

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا(٧٠)يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا(٧١)﴾. أما بعد:

"الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان" آٹھویں صدی ہجری کے امام ومجدد شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جامع اور وقیع تالیف ہے، جس کا موضوع عقیدہ ہے۔

کتاب کے موضوعات:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی یہ کتاب قرآن وسنت کی روشنی میں جھوٹی کرامات ، جعلی الہامات، دجل وفریب اور جادوگری کے نام پر کرامت کا دعویٰ کرنے والے شیطانی اولیاء کی اصل حقیقت بے نقاب کرتی ہے، اور یہ وضاحت کرتی ہے کرامت کا اصل معیار ولایت الٰہی ہے اور ولایت الٰہی کا معیار تقویٰ ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

چونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے دور میں اس قسم کی چیزیں بہ کثرت وقوع پذیر تھیں، جھوٹی ولایت اور جعلی کرامتوں کا رواج عام تھا، اس لئے آپ نے خالص کتاب وسنت کی روشنی میں اس موضوع پر قلم اٹھا کرامت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمائی۔

اس دور میں بھی ہمارے درمیان ایک ایسا طبقہ موجود ہے جو عوام کے دلوں کی باتیں جاننے کا دعویٰ کرتا ہے، پیری ومریدی کے نام پر لوگوں کی جیبوں پر ڈاکے ڈالتا ہے، دجل وفریب کو اپنی کرامت شمار کرتا ہے، اور بھولے بھالے عوام کو دین اسلام کی اصل تعلیمات سے دور رکھتا ہے، اس واسطے اس دور میں بھی اس کتاب کی اہمیت ابن تیمیہ کے عہد سے کسی طرح کم نہیں۔

کتاب "الفرقان......" کا اجمالی تعارف :

کتاب کا محقق نسخہ چودہ فصلوں پر مشتمل ہے، کتاب کا بنیادی مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے، اس میں یہ موضوع تفصیل سے چھیڑا گیا ہے، کہ اولیاء رحمان اور اولیاء شیطان میں کیسے فرق کیا جاسکتا ہے، اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب تین بڑے اہم مباحث پر مشتمل ہے، ولایت، خوارق عادت، اور جن وانس کے تعلقات۔

مصنف علیہ الرحمۃ نے ولایت کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا ہے کہ ولایت کی دو قسمیں ہیں :

۱- ولایت رحمانی ۲- ولایت شیطانی۔

اللہ تعالیٰ کی ولایت ایمان وتقویٰ اور سنت رسول ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے، اور اولیاء اللہ کا اعتبار ان کے حالات وکردار اور کتاب وسنت میں وارد ان کے اوصاف سے ہے، انہیں ایمان وقرآن کے نور سے، ایمان کے باطنی حقائق اور اسلام کے ظاہری شرائع سے پہچانا جاتا ہے۔

افضل ترین اولیاء اللہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں، اور انبیاء میں رسول افضل

Www.IslamicBooks.Website

ہیں، اور رسولوں میں اولو لعزم سب سے افضل ہیں، اور اولوالعزم رسولوں میں محمد ﷺ افضل ترین ہیں۔

ایمان و تقویٰ کے لحاظ سے اولیاء کے درجے ہیں، مختلف جس کا ایمان اور تقویٰ جتنا زیادہ مضبوط ہوگا، وہ اتنا ہی بڑا ولی شمار ہوگا۔

اس کے بعد اولیاء کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے:

۱- سابقین مقربین، ۲- اصحاب یمین مقتصدین۔

اس کے بعد ہر قسم کی الگ الگ تعریف کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ کسان، تاجر، مجاہد اور قاری قرآن سب اللہ کے ولی ہو سکتے ہیں، اور اولیاء اللہ کا کوئی مخصوص لباس نہیں ہوتا، بلکہ وہ مخلوق کے اندر چھپے رہتے ہیں، اولیاء اللہ معصوم نہیں ہوتے، کسی کو ولی تسلیم کرنے کے لئے اس کے اعمال و افعال کو کتاب و سنت پر پیش کیا جائے گا، جو موافق ہوگا اسے قبول کر لیا جائے گا، اور جو مخالف ٹھہرے گا اسے رد کر دیا جائے گا۔

البتہ شیطان کی ولایت فسق و کفر اور شرک کے کاموں پر اس کی اطاعت اور ہر اس حکم کی نافرمانی سے حاصل ہوتی ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں، شیطانی اولیاء کی پہچان یہ ہے کہ وہ ناپاک اور گندے رہتے ہیں، مخلوقات سے فریاد طلب کرتے ہیں، کبھی جنوں سے کبھی شیطانوں سے، قرآن سننا ناپسند کرتے ہیں مگر گانے اور قوالی سے خوش ہوتے ہیں وغیرہ۔

اسی طرح جن کا ایمان و عبادت صحیح نہ ہو وہ ولی نہیں ہو سکتے، جیسے بچے اور دیوانے اس لئے ایمان و تقویٰ ولایت کے لئے شرط ہے۔

خوارق عادت:

لوگ جس چیز کے عادی ہوں اس کے مخالف کوئی واقعہ ہو تو اسے خوارق عادت کہتے ہیں، اسکی مختلف قسمیں ہیں، انہیں میں سے معجزات اور کرامات، اور احوال شیطانی اور اسکے مشابہ حالات بھی اسی میں شامل ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

کبھی کبھی اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان کے خوارق عادات امور بعض لوگوں پر مشتبہ ہو جاتے ہیں، حالانکہ اللہ کے ولیوں کی کرامتیں، ان کے زہد و تقویٰ اور اتباع سنت کی وجہ سے ہیں، اور اللہ کے پسندیدہ اولیاء کی کرامتیں، مقصد کے لحاظ سے معجزات نبی ﷺ کا ایک حصہ ہیں، جن کا مقصد حجت کا قیام یا لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ کرامت کمال ولایت کی دلیل نہیں ہے، بلکہ کرامت کا صدور حسب ضرورت ہوتا ہے کہ ایک کمزور ایمان مسلمان اس کرامت کا محتاج ہوتا ہے، جب کہ کتنے ایسے کامل اولیاء اللہ ہیں جو ان سے بے نیاز ہوتے ہیں، اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے مقابلہ میں تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے زیادہ کرامتیں ظاہر ہوئیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ کرامت کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسے فخریہ بیان کیا جائے، بلکہ بہت سے نیک لوگ تو ایسے ہیں جو اسے ناپسند کرتے ہیں، اور جب کبھی ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اس کے زوال کی دعا کرتے ہیں۔

رہے احوال شیطانی تو اس کی پہچان فسق و فجور، نافرمانی اور رسول ﷺ کی مخالفت ہے، پس جو شخص شیطان کا جتنا بڑا مطیع ہوگا اس کی شیطانی کرامت اسی لحاظ سے تعجب خیز ہوگی۔

گانے بجانے اور رقص و سرود کے وقت شیطانی احوال زور پکڑتے ہیں، جبکہ توحید و ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور خصوصاً آیۃ الکرسی کی تلاوت کے وقت کمزور اور سرد پڑ جاتے ہیں، بدعت و شرکیہ مقامات پر شیطانی کرامتوں کا ظہور بہ کثرت ہوتا ہے۔

انسانوں کے ساتھ جنوں کے حالات:

انسانوں کے ساتھ جنوں کی عموماً تین حالتیں ہوتی ہیں:

ا۔ پہلی حالت: جس میں آدمی جنوں کو صرف انہی باتوں کا حکم دیتا ہے جن کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے، صرف ایک اللہ کی عبادت کرنا، اس کے رسول کی اطاعت کرنا، وغیرہ، تو ایسا شخص افضل ترین اولیاء اللہ میں سے ہے، اس بارے میں وہ اللہ کے رسول

Www.IslamicBooks.Website

ﷺ کا خلیفہ سمجھا جائے گا۔

۲- دوسری حالت : جس میں انسان جناتوں کو مباح (جائز) امور میں استعمال کرتا ہے، اور انہیں ان باتوں کا حکم دیتا ہے، جو اس پر واجب ہیں، اور ان باتوں سے منع کرتا ہے، جو ان پر حرام ہیں، تو یہ شخص اگر اولیاء اللہ میں ہوگا تو اس کا شمار عام اولیاء میں ہوگا۔

۳- تیسری صورت : جس میں انسان جنوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کے کاموں میں استعمال کرتا ہے، خواہ شرک میں یا کفر وفسق میں، جیسے کسی معصوم کے قتل کرنے میں انہیں استعمال کرتا ہے، یا کسی برے کام کے لئے ان کو استعمال کرتا ہے، تو اس کا حکم اس کام کی نوعیت کے مطابق ہوگا، یعنی اگر ان سے شرک وکفر طلب کیا گیا تو کفر ہوگا اور اگر فسق کا کام طلب کیا گیا تو فسق ہوگا۔

یہ اس کتاب کی اجمالی بحثیں ہیں، جنہیں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ فصلوں میں مفصل اور مدلل بیان کیا ہے، جسے آپ کتاب کے اندر پائیں گے۔

(کتاب کا یہ اختصار ڈاکٹر عبد الرحمٰن عبد الکریم الیحییٰ کے محقق نسخہ سے مستفاد ہے)

الفرقان کے مخطوطے اور تراجم :

عمومی طور پر ہمیں اس کے چار محقق نسخوں سے واقفیت ہو سکی :

۱- الفرقان بین اولیاء الرحمن واولیاء الشیطان، تحقیق شریف محمد ہزاع مصر، مطبوع دار الصحابۃ للتراث، ط۱، ۱۴۱۰ھ، ۱۹۹۰م۔

۲- دوسرا نسخہ المکتب الاسلامی بیروت سے زہیر الشاویش کی تحقیق سے شائع ہوا ہے۔

۳- تیسرا محقق نسخہ عبد القادر الأرناؤط کا ہے، جو ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵م میں مکتبہ دار البیان دمشق اور مکتبہ المؤید طائف دونوں کے تعاون سے شائع ہوا ہے۔

۴- اس کتاب کا چوتھا نسخہ جو سب سے معتمد ہے وہ دار الفضیلۃ ریاض سے ۱۴۱۹ھ میں

Www.IslamicBooks.Website

شائع ہوا ہے، یہ ایڈیشن ڈاکٹر عبد الرحمٰن الیحیی کی تحقیق پر مشتمل ہے ، جو ان کے پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے، جسے انھوں نے جامعۃ الإمام ریاض میں پیش کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

ڈاکٹر عبد الرحمٰن عبد الکریم یحییٰ نے اپنی اس تحقیق میں الفرقان کے چھ (۶) قلمی نسخوں کا ذکر کیا ہے:

(۱) پہلا مخطوطہ ریاض سعودی عرب کے مکتبہ عامہ میں عبد اللہ بن عقیق کے ہاتھوں کا لکھا ہوا ہے، جس کا سنہ کتابت ۱۰۶۶ھ اور صفحات کی کل تعداد (۵۴) ہے۔

(۲) دوسرا مخطوطہ جامعۃ الملک سعود ریاض کی لائبریری میں (۳۳) اوراق پر مشتمل محمد بن الحاجی ۱۱۱۴ھ کا لکھا ہوا ہے۔

(۳) تیسرا مخطوطہ بھی ریاض کے مکتبہ عامہ میں (۳۹) صفحات پر مشتمل ہے جس کے پہلے اور آخری ورق پر یہ لکھا ہے "یہ نسخہ تصحیح شدہ ہے"۔

(۴) چوتھا مخطوطہ بھی ریاض سعودی عرب کی جنرل لائبریری میں عبد اللہ بن مبارک ابو عقیل کے قلم سے ۱۲۹۰ھ کا تحریر کردہ ہے، جو (۷۹) صفحات پر مشتمل ہے، مگر اس میں غلطیاں زیادہ ہیں۔

(۵) اس کتاب کا پانچواں مخطوطہ (۴۶) اوراق پر مشتمل مکتبہ عامہ ریاض میں ہے، جسے عبد العزیز بن ناصر بن راشد بن ترکی نے تیرہویں صدی ہجری میں تحریر کیا تھا، اس کے بعض حاشیوں پر تصحیح و تعلیق بھی ہے۔

(۶) چھٹا مخطوطہ جامع ازہر مصر کی لائبریری میں (۴۹) اوراق پر مشتمل ہے جسے ۹۰۹ھ میں احمد بن عبد اللہ بن محمد بن خطاب نے عام خط میں تحریر کیا ہے۔

(۷) ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبد الکریم یحییٰ نے ان تمام مخطوطات و تحقیقات کو سامنے رکھ کر یہ تحقیقی کارنامہ انجام دیا ہے، جس پر انہیں جامعۃ الإمام سے پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض

Www.IslamicBooks.Website

کی گئی ہے، اپنے محقق نسخے میں انہوں نے تمام مخطوطات کے ابتدائی یا آخری صفحہ کا فوٹو شائع کیا ہے، ان کے اس محقق نسخے کا پہلا ایڈیشن ۱۴۲۰ھ میں ریاض سے شائع ہوا ہے۔

تراجم:

ہمیں اس کتاب کا صرف ایک ترجمہ نظر آیا، جو المکتبۃ السلفیۃ لاہور سے شائع ہوا ہے، جس کا ترجمہ مولانا غلام ربانی مرحوم نے کیا ہے۔

اس ترجمہ میں نصوص کو یکسر حذف کر دیا گیا ہے۔

بعض آیات بھی مکمل درج نہیں کی گئی ہیں۔

ترجمہ کی زبان بھی انتہائی قدیم ہے۔

احادیث کے نصوص درج کرنے کے بجائے بیشتر مقامات پر صرف ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے، اور اس میں بھی حد درجہ اختصار سے کام لیا گیا ہے، حوالہ جات کا قطعاً اہتمام نہیں کیا گیا ہے، بلکہ ان محقق نسخوں سے اس کا تقابل کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ترجمہ کسی ایسے قدیم نسخہ سے کیا گیا ہے جو غلطیوں سے پُر رہا ہوگا، البتہ آج سے بیس تیس برس پہلے کے حالات میں اس ترجمہ کو وقت کی ایک اہم ضرورت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے، لیکن اب چونکہ تحقیق وریسرچ کا دور ہے، اس لئے مناسب ہے کہ ملت کے سامنے محقق چیزیں پیش کی جائیں اور اسلاف کے کارناموں کی قدر کی جائے۔

کچھ اس ترجمہ کے بارے میں:

۱- ہم نے اس ترجمہ میں مؤلف رحمہ اللہ کے کلام کا اختصار کرنے سے گریز کیا ہے۔

۲- ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت کا مکمل ترجمہ پیش کیا ہے۔

۳- بوقت ضرورت ترجمہ کے بجائے ترجمانی سے کام لیا ہے۔

۴- احادیث کی مفصل تخریج کے اختصار میں ہم نے متفق علیہ احادیث پر اکتفا کیا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

۵- بوقت ضرورت سنن و مسانید کی احایث پر مؤلف ہی کی تحقیق سے حکم لگادیا ہے۔

۶- بیشتر قرآنی آیات کا ترجمہ مولانا محمد جونا گڈھی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن (مطبوعہ مجمع ملک فہد)، اشرف الحواشی اور علامہ نواب وحید الزماں حیدرآبادی کے ترجمہ قرآن سے اخذ کیا ہے۔

الفرقان کا بنیادی موضوع :

الفرقان - زیر نظر کتاب - کا بنیادی اور اصل موضوع عقیدہ ہے، اس لئے کہ عقیدہ ہی اسلام کی اصل اور بنیاد ہے، صحیح اسلامی عقیدہ کے بغیر انسان کا سارا عمل ضائع وبرباد ہو جاتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت مشرکین کا حال یہ تھا کہ وہ حج کرتے اور صدقہ وخیرات دیتے تھے، مگر اپنے باطل معبودوں کی پرستش بھی کرتے تھے، جب آپ ﷺ نے انہیں توحید کی دعوت دی تو انھوں نے جواب دیا کہ: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى﴾ (الزمر: ۳)۔

"ہم تو ان کی عبادت صرف اسلئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) ہمیں اللہ سے قریب کردیں گے"۔

یا ﴿هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ﴾ (یونس: ۱۸)۔

"یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔

جس پر قرآن نے انہیں کافر ومشرک گردانا، اور ان کے اعمال کو رائیگاں قرار دیا، اس لئے کہ ان کے اعمال میں شرک کی آمیزش تھی، بلکہ کھلا ہوا شرک تھا، ٹھیک اسی طرح آج اولیاء واقطاب اور ابدال کے نام پر مسلمانوں میں ایسے عقائد رچ بس گئے ہیں، جو کفار مکہ ومشرکین عرب کے عقائد کے ہم مثل ہیں۔

اگر آپ کسی قبوری مسلمان سے پوچھیں کہ قبروں پر نذر ونیاز کیوں کرتے ہو؟ ان پر

Www.IslamicBooks.Website

چادریں کیوں چڑھاتے ہو، یہ لوگ تو مردہ ہیں، بھلا یہ تمہاری حاجت روائی کیوں کر کر سکتے ہیں، یہ تو خود محتاج ہیں، تو وہ شخص وہی جواب دے گا جو مشرکین دیتے تھے، کہ ﴿**مانعبدهم إلا ليقربونا إلى الله زلفى**﴾ (الزمر: ۳)۔

یعنی یہ اولیاء کرام اللہ کے یہاں ہماری سفارش کریں گے، ہم تو ان کا وسیلہ اس لئے اختیار کرتے ہیں، کہ ہم جیسے گنہ گاران کے ذریعہ اللہ تک پہنچ جائیں وغیرہ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اولیاء کرام کا درجہ بلند اور مقام اونچا ہے ہے، جو انہیں ان کے اچھے اعمال کی وجہ سے ملتا ہے، مگر کسی کے بلند درجہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کا شریک اور ساجھی دار قرار دے کر اس سے مدد طلب کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ﴿**ولم يكن له كفواً أحد**﴾ میں اس قسم کے تمام عقائد کی نفی کردی ہے۔

آج کرامت وغیرہ کے نام پر مسلمانوں میں بہت ساری بدعقیدگیاں پھیلی ہوئی ہیں، جس کا ہم شب وروز مشاہدہ بھی کرتے ہیں، اس قسم کے باطل نظریات اور غلط عقائد پر صحیح رہنمائی کے لئے ہم نے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کو ترجمہ کے لئے منتخب کیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم تمام مسلمانوں کو اپنے عقائد واعمال کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے، آمین، اور کتاب کے مؤلف، محقق، مترجم، مصحح، ناشر اور جملہ معاونین کے حق میں اسے اجر وثواب کا ذریعہ بنائے، اور ان کی نیکیاں قبول فرما کر جنت میں داخلہ آسان فرمائے، آمین۔

شکر وسپاس:

عقیدہ کے موضوع پر ابن تیمیہ کی اس کتاب کی اشاعت پر سب سے پہلے ہم اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرتے ہیں، جس کی مدد اور توفیق سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

محقق کتاب ڈاکٹر عبد الرحمٰن بن عبد الکریم یحییٰ حفظہ اللہ کے شکر گذار ہیں، جنھوں نے اپنے محقق نسخہ کے اختصار، ترجمہ و تعلیق کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ہند وپاک کے معروف مترجم مولانا عبد المجید اصلاحی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں،

Www.IslamicBooks.Website

جنہوں نے اس ترجمہ کو اوّل تا آخر پڑھ کر ضروری ومفید اِصلاح فرمائی۔

استاذ محترم ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب مدنی حفظہ اللہ (مفتی وشیخ الجامعۃ المحمدیہ منصورہ مالیگاؤں) کے شکر گزار ہیں، جنہوں نے تقدیم ونظر ثانی فرما کر ترجمہ کی توثیق فرمائی۔

کام کے آغاز ہی سے دلی خواہش تھی کہ اس کتاب کی طباعت واِشاعت بھی اس کے شایانِ شان کسی مرکزی ادارہ سے ہو، ایسا ادارہ جو ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے افکار کا مرکز اور آپ کی تحریک کا داعی ہو، اس میں کوئی شک نہیں کہ آزادئ ہند کے بعد ابن تیمیہؒ کی تحریک کو جلا بخشنے میں جامعہ سلفیہ بنارس اور جامعہ محمدیہ منصورہ مالیگاؤں کا اہم کردار رہا ہے۔

خوش قسمتی سے راقم الحروف آخر الذکر ادارہ کا خوشہ چیں رہا ہے، اس کے ماہر اساتذہ، پرشکوہ لائبریری اور درسگاہوں سے کسب فیض کیا ہے، کتاب کا مراجعہ بھی شیخ الجامعہ حفظہ اللہ نے کیا ہے۔

ان تمام حسنات کا سہرا جامعہ کے مؤسس وبانی، رئیس وسرپرست فضیلۃ الشیخ / مختار احمد ندوی حفظہ اللہ کے سر ہے جنہوں نے اپنی عمر عزیز کا بیشتر حصہ جامعہ محمدیہ اور الدار السّلفیہ کے ذریعہ تحریک ابن تیمیہ کو فروغ دینے میں گزارا ہے۔ جن کی زیر نگرانی ابن تیمیہؒ کی متعدد مولفات کے اُردو تراجم اور عربی تحقیقات چھپ چکی ہیں، جو مجلّہ صوت الحق اور البلاغ کے ذریعہ بھی دعوت توحید کی نشر واشاعت میں اِنتہائی مستعدی سے سرگرم عمل رہتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے آپ میرے ہی نہیں بلکہ جملہ محمدی برادارن کے مشرف ومربی ہیں۔ اس عظیم کام کی تکمیل کے بعد جب میں نے مدیر الجامعہ حفظہ اللہ اور جامعہ کے جواں سال وفعال ناظم برادمحترم اکرم مختار حفظہ اللہ سے اس کتاب کی طباعت واشاعت کے موضوع پر گفتگو کی تو میری درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے فارغین جامعہ کی حوصلہ افزائی وقدردانی کا عمدہ نمونہ فراہم کیا۔

فجزاهم الله خير الجزاء ونفع بهم الإسلام والمسلمين، ووفقهم لمايحبه ويرضاه إنه ولي ذلك والقادر عليه، وصلى الله علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين.

ابوعبدالرحمٰن انصار بن زبیر المحمدی
بندی کلاں۔ محمد آباد گوھنہ
ضلع مئو، یوپی، الہند ۲۷۶۴۰۳

۲۰ / جمادی الاولیٰ ۱۴۲۳ھ ۱۳ / جولائی ۲۰۰۲ء

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إن الحمد لله ، نحمده و نستعينه ونستغفره ، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ، وأشهد ألا إله إلا الله وحده لا شريك له ، وأشهد أن محمداً عبده و رسوله ... أما بعد :

یہ کتاب "**الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان**" شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تالیف ہے، اس کا شمار ان قیمتی کتابوں میں سے ہے جو نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہونچی ہیں۔ اس کے اوصاف حسب ذیل ہیں :

۱- ولایت الٰہی کے مفہوم ومدعا کے جتنے سرحدی مقامات ہیں ان میں سے ایک مقام کی یہ حفاظت کرتی ہے۔

۲- ولایت کے مدعیان باطل، فسوں کار اور انہی جیسے دیگر حضرات جن شیطانی احوال اور بے بنیاد خارق عادات واقعات کے دعویدار ہیں، انہیں باطل قرار دیتی ہے۔

۳- دور حاضر کے روحانی حضرات یا وہ حضرات جو روحوں کو حاضر کر لینے کا کمال پیش کرتے ہیں، ان روحوں کو جو سائنس اور علمی ارتقاء کے پس پردہ پوشیدہ رہتی ہیں، اور پھر اس سائنس اور علمی ارتقاء کو قدردانی اور احترام کا رنگ دے دیا جاتا ہے، یہ لوگ جن باتوں کا دعویٰ کرتے ہیں یہ ان کا پردہ چاک کرتی ہے۔

الغرض یہ کتاب بہترین انداز سے مذکورہ حضرات کی قلعی کھولتی ہے اور ان کے اور اللہ کے سچے اصحاب ایمان کے حالات کے درمیان فرق وامتیاز پیش کرتی ہے۔ یہ اپنے موضوع پر ایک نادر کتاب ہے گو یکتا نہیں ہے۔

اب تک یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، تاہم اسے مکمل اہتمام حاصل نہیں ہوا،

Www.IslamicBooks.Website

چنانچہ اس کے الفاظ کی تصحیح کی گئی اور نہ ہی قارئین کی ضرورت کے پیش نظر اس کے نصوص اور عبارتوں کی توثیق کی گئی، جیسا کہ آپ کو اس کتاب کے تحقیقی حواشی سے اندازہ ہوگا۔

نام کے اعتبار سے یہ کتاب مؤلف ہی کی ایک دوسری کتاب سے ملتی جلتی ہے، جس کا نام "**الفرق بین الحق والباطل**" یا "**الفرقان بین الحق والباطل**" ہے جس کی وجہ سے یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں، جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں مختلف موضوعات پر مشتمل الگ الگ کتابوں کے نام ہیں۔

"**الفرقان بین الحق والباطل**" میں اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر گفتگو کی گئی ہے، جبکہ زیر نظر کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہو رہا ہے ولایت کے موضوع پر گفتگو کرتی ہے، اور اولیاء اللہ اور اعداء اللہ کے درمیان فرق کرتی ہے۔ یہ کتاب سلوک و تصوف کے موضوع پر ہے جبکہ دوسری کتاب توحید کے بیان میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید پر اس کا ثناخواں اور شکر گذار ہوں کہ اس نے میرے لئے اس کتاب کی تحقیق کے مراحل آسان فرمائے۔

میں نے اس کتاب کی تصحیح و توثیق، اور اسے پیش کرنے کی حتی المقدور سعی و کاوش کی ہے اس میں جس حد تک کامیابی مجھے ملی ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناخواں ہوں، اور جو غلطی یا کمی سرزد ہو گئی ہے وہ اجتہاد کے بعد ہی ہوئی ہے، راہ صواب جاتی رہی تو کیا ہوا، اجر و ثواب تو ان شاء اللہ ملے گا ہی۔ کوتاہی تو انسان کی فطرت میں داخل ہے، تاہم مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے، رحم فرمائے اللہ تعالیٰ اس شخص پر جو ہمارے عیبوں کی نشان دہی کر دے۔ (آمین)

دکتور/ عبدالرحمٰن بن عبدالکریم یحییٰ

ص ب: ۲۱۵۳۸

الریاض، ۱۱۴۸۵

Www.IslamicBooks.Website

ابن تیمیہؒ ایک مختصر تعارف

علامہ ابن تیمیہؒ جیسی عبقری شخصیت کا تعارف چند سطروں میں بیان کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے، مگر "مالا یترك كله لا یترك جله" کے پیش نظر مختصر تذکرہ حسب ذیل ہے۔

تراجم کی کتابوں میں ابن تیمیہ کا نام ونسب یوں بیان کیا جاتا ہے، أبو العباس أحمد بن عبدالحليم بن عبد السلام بن عبد الله بن محمد بن الخضر بن محمد بن الخضر بن علی بن عبد الله بن الحرانی الدمشقی، "تیمیہ" شیخ الاسلام کی ایک دور کی دادی --- الخضر بن محمد کی دادی --- کا نام ہے۔ ابن تیمیہ اسی مناسبت سے مشہور ہے، ان کے دادا "عبد السلام" بھی "ابن تیمیہ" کی نسبت سے معروف ہیں، جنھیں "جد" یعنی دادا کہہ کر ممتاز کیا جاتا ہے، امام شوکانیؒ نے انہی کی کتاب "منتقی الأخبار من أحادیث سید الأخیار" کی شرح "نیل الأوطار" کے نام سے لکھی ہے، جو تمام مسلمانوں میں بے حد مقبول ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا سال ولادت ۶۶۱ھ اور سال وفات ۷۲۸ھ ہے، اس طرح انھوں نے کل (۶۷) سال کی عمر پائی۔

یہ بہت طویل عمر نہیں ہے لیکن شیخ الاسلامؒ نے اس مدت میں جو علمی اور اصلاحی کارنامے انجام دیئے، اور جس طرح ان کا ذکر خیر اور عمدہ تاثیر باقی بلکہ روزافزوں ہے اس کے پیش نظر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے کارناموں نے ان کو عمر جاوداں عطا کردی ہے، جب تک دنیا باقی رہے گی اس وقت تک ابن تیمیہ کو یاد کیا جاتا رہے گا، اور لوگ ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کرتے رہیں گے۔

جو لوگ ابن تیمیہ کو پڑھے بغیر ان کی شخصیت اور کارناموں پر حکم لگاتے ہیں ہم ان کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے، لیکن جن لوگوں نے ان کو کسی نہ کسی حد تک پڑھا ہے، وہ جانتے ہیں کہ ان کا شمار "عباقرہ" میں تھا، لیکن ایسی شخصیتیں جن کی مثال کم ملتی ہے، اور جن کی علمی وفنی تحقیقات سب

Www.IslamicBooks.Website

کیلئے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ابن تیمیہ نے علم و فضل، دین وسیاست اور شعر وادب جس جانب بھی رخ کیا اپنی دھاک بٹھادی، اور اپنا لوہا منوالیا، انہوں نے حجرۂ درس میں بیٹھ کر صرف زبان و قلم ہی سے اسلام کی خدمت نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو موقع فراہم کیا تو انہوں نے سیف وسنان سے بھی اسلام کی خدمت کی اور تاتاریوں کے حملوں کو روکنے میں برابر آگے رہے۔

موصوف کو اللہ تعالیٰ نے ساتویں و آٹھویں صدی ہجری کے پر آشوب دور میں شاید اس لئے پیدا کیا کہ وہ دلائل کی قوت سے تنہا اہل باطل کو زیر کریں تاکہ حق کی سربلندی کا منظر سامنے آئے، اور یقیناً یہی ہوا، ابن تیمیہ نے فلاسفہ، مناطقہ، باطنیہ، صوفیاء، اسماعیلیہ، روافض اور ملاحدہ ہر ایک کا بہترین رد کیا، اور آج تک ان کی تحریروں کی قوت اور شادابی باقی ہے۔

ابن تیمیہ کی شخصیت:

ابن تیمیہؒ کا شمار اسلام کی ان عظیم و نادر شخصیات میں ہوتا ہے جن کی عظیم قلمی خدمات اور فکری و عملی کمالات کی وجہ سے آج تک لوگ انہیں خراج عقیدت پیش کرتے آئے ہیں۔

ابن تیمیہؒ نے اسلام کے پیغام اور دعوت کو سمجھا، اور اس کی اشاعت و دفاع کیلئے ہر طرح کی قربانی پیش کی اور یہ ثابت کر دیا کہ مومن کی عزیمت واخلاص کے سامنے بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی بے اثر ہے۔

ابن تیمیہ اپنے عہد کے مجدد تھے اور اسلام میں مجدد کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب معاشرہ میں فواحش اور منکرات کا زور ہو جاتا ہے، ابن تیمیہ کے وقت میں خرابیاں متنوع تھیں، شیخ حامد الفقی نے ایک بڑی خرابی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس عہد میں مسلمان اللہ کے ذکر سے غافل اور دنیا پرستی میں غرق تھے، ظاہری شان و شوکت اور مال و متاع کی کثرت ان کا مطمح نظر تھا، اسی کیلئے وہ تگ ودو کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ مال و دولت اور خدم و حشم کی کثرت ہو

Www.IslamicBooks.Website

تاکہ ظاہری طور پر دوسروں کو مرعوب کرسکیں، لیکن اسلام کی تعلیمات پر عمل کا ان میں کوئی جذبہ نہ تھا۔

ایک مقام پر شیخ حامد الفقی نے لکھا ہے کہ ابن تیمیہ کے عہد میں یونانی، ہندی اور ایرانی فلسفہ کے بادل چھائے ہوئے تھے، تقلید و ہوا پرستی کا یہ حال تھا کہ علماء و مشائخ کو ربوبیت کا مقام حاصل تھا، حکام ظلم و جور کے عادی تھے، اوہام و خرافات اور شرک و بدعات کا ہر طرف غلبہ تھا، اور صوفیاء کے غیر شرعی طریقوں سے لوگ مانوس تھے۔ اور ان تمام خرابیوں کی اصل وجہ یہ تھی کہ مسلمان کتاب و سنت سے بیگانہ تھے، علماء کو ضرور یہ معلوم تھا کہ اسلام کا تقاضہ کیا ہے لیکن مفاد پرستی اور لذت کوشی کا ایسا غلبہ تھا کہ وہ اسلام کی صحیح ترجمانی سے قاصر تھے، قرآن و حدیث کو تبرک و تلاوت تک محدود کردیا گیا تھا، اس کی آیات میں لوگ کوئی پیغام عمل نہیں دیکھ پاتے تھے، اسی طرح کائنات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت اور جلال و جبروت کے مظاہر بھی ان کی آنکھوں سے اوجھل تھے۔

ابن تیمیہ نے توحید ربوبیت اور توحید الوہیت میں پختگی کیلئے ان کے سامنے غور و فکر کی دعوت پیش کی، یعنی کتاب و سنت میں غور و فکر کے ساتھ ساتھ کائنات پر بھی غور کریں، اور دیکھیں کہ شرک کی تردید کے عقلی و نقلی دلائل کتنی کثرت سے موجود ہیں۔(۱)

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے پوری عمر حوادث و مصائب کا انتہائی عزیمت و ہمت اور دلیری سے مقابلہ کیا، زہد و تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ فجر کی نماز کے بعد تقریباً نصف دن تک ذکر و فکر میں مشغول رہتے، اور فرماتے کہ یہ میرا صبح کا ناشتہ ہے، یہ نہ ہو تو میری قوت زائل ہونی شروع ہو جاتی ہے، اس کے بعد کبھی افتاء کا کام کرتے اور پھر خدمت خلق کے کاموں میں مصروف ہو جاتے، ظہر کی نماز باجماعت پڑھ کر اسی قسم کے امور میں مصروف رہتے، نماز مغرب کے بعد طلبہ کو درس دیتے، پھر عشاء کے بعد کافی رات گئے تک علمی کاموں میں منہمک رہتے، تاہم اس دوران بھی ذکر الٰہی اور استغفار میں برابر لگے رہتے۔

(۱) راہ حق کے تقاضے، ص: ۱۴، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری کی تحریر سے ایک اقتباس۔

Www.IslamicBooks.Website

تصنیف میں سرعت کا یہ حال تھا کہ بسا اوقات ایک دن میں پوری جلد لکھ ڈالتے تھے، ''رسالہ حمویہ'' ظہر وعصر کے مابین ایک ہی نشست میں لکھ دیا تھا۔ (۲)

بیماری، وفات اور جنازہ:

ابن تیمیہؒ نے قید وبند کی مصیبتیں تو بارہا جھیلیں، وفات کے آخری ایام بھی قید ہی میں گذارے، اور قید ہی میں وفات ہوئی، زندگی کے آخری پانچ ماہ قید میں رہے، جن میں بیس دن کے قریب مرض الموت کے تھے، امام صاحبؒ کے بھائی زین الدین عبدالرحمٰن کا کہنا ہے کہ پانچ ماہ کی مدت میں ہم دونوں نے اسی (۸۰) قرآن مجید (بطور دور) ختم کئے، تین پارے روزانہ کا معمول تھا، ۸۱ ویں مرتبہ شروع کر کے سورۃ القمر ﴿وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌ، إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ﴾ [القمر: ۵۳، ۵٤] پر پہنچے تھے کہ راہی بہ آخرت ہو گئے، کم وبیش بیس دن بیمار رہ کر ۲۰/ ذی قعدہ ۷۲۸ھ سوموار کی رات سحری کے وقت انتقال ہوا۔ إنا لله وإنا إليه راجعون۔

اس ناگہانی خبر سے کہرام مچ گیا، سارے شہر میں صف ماتم بچھ گئی، بازار بند ہو گئے، دوکانوں پر کھانا تک اس دن نہیں پکا، مدرسوں میں عام چھٹی ہو گئی، مضافات شہر سے کثیر تعداد میں لوگ قلعہ کے پاس جمع ہو گئے، علماء، وزراء، عوام و اقارب کا امنڈتا سیلاب جنازہ میں شرکت کیلئے حاضر ہوا، جنازہ پر تقریباً دو لاکھ حاضری کا اندازہ کیا گیا، پندرہ ہزار عورتوں کا تخمینہ اس کے علاوہ ہے، دمشق کی تاریخ میں اس قسم کے جنازہ کی مثال نہیں ملتی، بلکہ امام احمد بن حنبلؒ کے بعد کسی جنازہ پر اتنی حاضری کبھی نہیں ہوئی، (۳)۔

دفن کے بعد بھی اطراف واکناف کے لوگ قبر پر آکر نماز جنازہ پڑھتے رہے، سارے

(۲) حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص: ۱۶۸۔

(۳) امام احمد بن حنبلؒ کے جنازہ میں شرکاء کی تعداد (۱۰۰۰۰۰۰) دس لاکھ کے قریب تھی، اور اس صدی میں علامہ ابن بازؒ کے جنازہ میں بھی دس سے پندرہ لاکھ کے قریب لوگوں نے شرکت کی۔

Www.IslamicBooks.Website

عالم اسلام کی مساجد میں امام صاحب کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی گئی، مصر، دمشق، مدینہ منورہ، عراق، یمن، تبریز، بصرہ، چین (۴) وغیر ذلک۔

جمعہ کے دن ان الفاظ میں آپ کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا "الصلاۃ علی ترجمان القرآن" ترجمان قرآن کی (غائبانہ) نماز جنازہ ہے۔

امام صاحب کی وفات جیل میں ہوئی، جہاں ابتدائے کار میں آپ کے شایان شان برتاؤ کیا گیا، لیکن آخری دنوں میں ظلم و تشدد کی انتہا ہو گئی، تحقیق و مطالعہ، تسوید و تحریر، اور حد یہ ہے کہ فکر و تعقل تک پر پابندی عائد کر دی گئی، گویا اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے یہ مقدر کر دیا تھا کہ آپ کی زندگی بھی جہاد کے میدان میں گذرے اور موت بھی جہاد کے میدان میں واقع ہو، اس عالم دین نے جہاد کا حق ادا کر دیا، اور اپنی زبان سے جہاد کے شرائط پورے کئے، اس نے اپنے قلم سے جہاد کے فرائض ادا کئے، جب اس کی زباں بندی کی گئی تو اشہب قلم طرارت بھرنے لگا، اس کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ آوازۂ حق بن کر لوگوں کے کانوں تک پہنچے جن سے حق کے مخالفوں کا زور ٹوٹا اور دین کے حامیوں کی نصرت ہوئی، پھر جب اس کے قلم پر بھی پابندی عائد کر دی گئی تو اس نے دنیا میں رہنا گوارہ نہیں کیا اور اپنے رب سے جاملا۔

غرضیکہ ابن تیمیہؒ کے کردار و سیرت کی بلندی تک نگاہ کا پہنچنا مشکل ہے، پھر چند سطروں میں آپ کے کارناموں کو کیسے گنایا جا سکتا ہے، یہ چند اقتباسات محض ہم نے اس لئے ذکر کر دیئے کہ ابن تیمیہؒ کی شخصیت کو پڑھنے اور جاننے کی تڑپ رکھنے والے اصل کتابوں کی طرف رجوع کر کے اپنی پیاس بجھا سکیں۔ (۵)

---

(۴) ابن تیمیہ کی وفات کے ساٹھ ستر برس بعد ابن بطوطہ نے چین کا سفر کیا تھا، جہاں اسے موجودہ شہر بیجنگ کے قریب عرب قبائل اور مسلمان تاجروں کی ایک بڑی تعداد ملی، مولانا آزاد کے بقول انہی لوگوں نے ابن تیمیہ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی ہوگی۔

(۵) ابن تیمیہؒ کے حالات جاننے کیلئے "حیات شیخ الاسلام ابن تیمیہ" محمد ابو زہرہ مصری، ترجمہ رئیس احمد جعفری، التاج المکلل: از ۴۲۹ تا ۴۳۹، البدایہ والنہایہ: ۱۴/ ۴۲۵، تاریخ الاسلام، العقود الدریہ فی مناقب

Www.IslamicBooks.Website

امام الہند، ابن تیمیہ الہند مولانا ابو الکلام آزادؒ کے ایک اقتباس کے ساتھ ہم اس گفتگو کو ختم کرتے ہیں :

''آج کل مسلمانوں میں جس فتنۂ عقائد نے سر اٹھایا ہے اور بحکم ''بل قالوا مثل ما قال الأولون '' وہ تمام فتنے اکٹھا ہو کر پلٹ آئے ہیں، جو عقائد اسلامیہ کے مختلف دوروں میں فرداً فرداً ظاہر ہوئے تھے، اس لحاظ سے آج معارف ابن تیمیہؒ سے بڑھ کر اور کوئی چیز مطلوب و مقصود وقت نہیں''(٦)۔

انصار زبیر محمدی

== شیخ الاسلام ابن تیمیہ للحافظ عمر بن علی البزار، الإعلام للزرکلی، الجامع لسیرۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ، خلال سبعۃ قرون، عزیر شمس و علی محمد عمران، وغیرہ کا مطالعہ فرمائیں۔

(٦) تذکرہ ، مولانا ابو الکلام آزادؒ، ص : ١٥٧۔

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله نستعينه و نستهديه و نستغفره ، و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلا مضل له ، و من يضلل فلا هادي له ، و نشهد ألا إله إلا الله وحده لا شريك له ، و نشهد أن محمداً عبده و رسوله.(١)

تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ، ہم اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی سے ہدایت اور مغفرت کے طالب ہیں، ہم اپنے دلوں کی بدی اور اعمال بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا ، اور جسے گمراہ کردے اسے کوئی راہ راست پر لانے والا نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اور اس کا کوئی ساجھی اور شریک نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔

جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور سچا دین دیکر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام مذاہب پر غالب کردے ، اس دین کی صداقت کیلئے اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو قرب قیامت انعامات الٰہی کی بشارت دینے اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا ، اللہ کے حکم سے اللہ کے دین کا داعی اور ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا۔

---

(۱) یہ خطبہ خطبۂ حاجت کے نام سے مشہور ہے ، جسے صحابۂ کرام کی ایک بڑی جماعت نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے ، مزید تفصیل کیلئے دیکھئے :

صحیح مسلم ، ج ۲ کتاب الجمعہ ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ ، حدیث رقم : ۸۶۸ ، ص : ۵۹۳۔

و مسند الامام احمد ، ۱ / ۳۰۲ ، ۳۹۲ ، ۳۹۳ ، ۲۳۴۔

و سنن ابو داؤد ، ج ۲ ، کتاب النکاح ، باب فی خطبۃ النکاح ، حدیث رقم : ۲۱۱۸-۲۱۱۹ ، ص : ۵۹۱-۵۹۲۔

و سنن الترمذی ، ج ۲ ، ابواب النکاح ، باب ماجاء فی خطبۃ النکاح ، حدیث رقم ، ۱۱۱۱ ، ص : ۲۸۵۔

و سنن النسائی ، ج ٦ ، کتاب النکاح ، مایستحب من الکلام عند النکاح ، ص : ۸۹۔

وایضاً رواہ ابن ماجۃ والدارمی۔

Www.IslamicBooks.Website

اس ذات پاک کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو غلط راستے سے بچا کر صحیح راستے پر رواں دواں کیا، اندھے پن سے نکال کر انہیں دیدہ بینا عطا کیا، ضلالت اور گمراہی کے غار سے نکال کر بھلائی کی روشن شاہراہ کی توفیق بخشی، بے نور آنکھوں کو بینائی ملی، بہروں کو سماعت ملی، اور دلوں کے بند دریچے وا ہوئے، آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کو جدا جدا کیا، مومن کون ہیں، کافر کون ہیں، حق کیا ہے، باطل کیا ہے، ہدایت کیا ہے، گمراہی کیا ہے، راستی کیا ہے، بے راہی کیا ہے، جنتی کون ہیں، بدبخت دوزخی کون ہیں، اللہ کے اولیاء کون ہیں، اور اس کے دشمن کون ہیں، آپ کے ذریعہ اللہ نے سب کی وضاحت کر دی۔

چنانچہ جس کیلئے نبی کریم محمد عربی ﷺ یہ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ہے، تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں ہے، اور جس کیلئے نبی کریم ﷺ گواہی دے دیں کہ وہ اللہ کے دشمنوں میں ہے تو بلاشبہ اس کا شمار شیطان کے دوستوں میں ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اولیاءِ رحمانی واولیاءِ شیطانی کا فرق

اولیاء رحمان اور اولیاء شیطان کے درمیان فرق وامتیاز کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(٦٢)الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ(٦٣)لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(٦٤)﴾ (۱)

”یادرکھو! جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی (دوست) ہیں، قیامت کے دن نہ توان کو ڈر ہوگا نہ غم، اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے، جو لوگ ایمان لائے اور پرہیز گار رہے ان کیلئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشی ہے اور آخرت میں بھی، اللہ کے فیصلے بدلے نہیں جاسکتے، یہی بڑی کامیابی ہے“۔

نیز ارشاد ہے :﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ(٢٥٧)﴾(۲)

”ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں، وہ انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ ہمیش اسی میں پڑے رہیں گے“۔

اور فرمایا:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(٥١)فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ(٥٢)وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللَّهِ

(۱) سورۃ یونس :۶۲-۶۴۔

(۲) سورۃ البقرۃ :۲۵۷۔

Www.IslamicBooks.Website

جَهْدَ أَيمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ(٥٣) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ(٥٤) إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ(٥٥) وَمَنْ يَتَوَلَّ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ(٥٦)﴾ (٣)

"اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ ، یہ لوگ تمہاری مخالفت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بیشک انہیں میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہ راست نہیں دکھاتا، آپ دیکھیں گے کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے، وہ ان کو اپنا دوست بنانے میں بڑی جلدی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بیٹھے بیٹھائے ہم کسی مصیبت میں پھنس جائیں، بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح دیدے یا اپنے پاس سے کوئی اور چیز لائے، تو اس وقت یہ منافق اس بدگمانی پر جو اسلام کے غلبہ اور اس کی صداقت کی نسبت اپنے دلوں میں چھپاتے تھے پشیمان ہوں گے اور اس سے مسلمانوں پر ان کا نفاق کھل جائے گا، تو مسلمان ان کے حال پر افسوس کرتے ہوئے آپس میں کہیں گے کہ کیا یہ وہی لوگ ہیں جو آپس میں بڑے زور و شور سے اللہ کی قسمیں کھاتے اور ہم سے کہا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اور اندر اندر یہود کی تائید میں کوشش کرتے تھے، تو ان کے سارے اعمال غارت ہوئے اور یہ ناکام ہوئے، اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب و پسندیدہ ہوگی، اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر سخت اور تیز ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہ کریں گے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی

(٣) سورۃ المائدۃ: ۵۱-۵۶۔

Www.IslamicBooks.Website

وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔ مسلمانو! تمہارا دوست خود اللہ تعالیٰ ہے، اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں، جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکاۃ ادا کرتے ہیں، اور وہ رکوع کرنے والے (نماز پڑھنے والے) ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ اور مسلمانوں سے دوستی کرے وہ یقین مانے کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہے گی ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَخَيْرٌ عُقْبًا(٤٤)﴾ (۴)

اس سے ثابت ہوا کہ سب اختیار برحق اللہ ہی کو حاصل ہے، اور وہ ثواب دینے اور انجام کے اعتبار سے بہت ہی بہتر ہے، شیطان کے دوستوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ(٩٨)إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ(٩٩)إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ(١٠٠)﴾(۵)

"قرآن پڑھتے وقت شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرو (یعنی 'أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم' پڑھا کرو) ایمان والوں اور اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلق نہیں چلتا، ہاں! اس کا غلبہ ان لوگوں پر یقیناً ہے جو اس سے دوستی پیدا کرتے ہیں، اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا(٧٦)﴾ (٦)

"جو لوگ ایمان والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، اور جو کافر ہیں وہ شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں، اس لئے تم شیطان کے دوستوں کے ساتھ خوب لڑو، یقین مانو

---

(۴) سورۃ الکھف: ۴۴۔

(۵) سورۃ النحل: ۹۸-۱۰۰۔

(٦) سورۃ النساء: ٧٦۔

Www.IslamicBooks.Website

شیطان کی تدبیریں بودی اور سخت کمزور ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا(۵۰)﴾(۷)

"اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سبھی نے سجدہ کیا، ابلیس جنوں میں سے تھا، اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی نافرمانی کی، کیا پھر بھی تم اسے اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر اپنا دوست بناتے ہو؟ حالانکہ وہ تم سب کا دشمن ہے، ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدلہ ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا(۱۱۹)﴾(۸)

"اور جو شخص اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا دوست بنائے گا، وہ صریح گھاٹے میں ڈوبے گا"۔

اور فرمایا: ﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (۱۷۳)فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيمٍ(۱۷۴)إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِي إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (۱۷۵)﴾(۹)

"وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لئے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ، تو اس بات سے ان کا ایمان اور بھی زیادہ ہو گیا، اور کہنے لگے کہ اللہ

---

(۷) سورۃ الکھف: ۵۰۔

(۸) سورۃ النساء: ۱۱۹۔

(۹) سورۃ آل عمران: ۱۷۳-۱۷۵۔

Www.IslamicBooks.Website

تعالیٰ ہماری مدد کو کافی ہے، اور وہ بہت اچھا کارساز ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ساتھ اور اس کے فضل سے واپس آئے، انہیں کوئی تکلیف (برائی) نہ پہنچی، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہی کی جستجو کی، اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے، یہ خبر دینے والا شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے، تم ان کافروں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ہی ڈرو اگر تم مومن ہو"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ(٢٧)وَإِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ أَتَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ(٢٨)قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ(٢٩)فَرِيقًا هَدَىٰ وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلَالَةُ إِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ مِن دُونِ اللَّهِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ(٣٠)﴾(١٠)

"ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کا دوست بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے، اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے، اور اللہ نے بھی ہم کو یہی بتایا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا ہے، کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے، اے پیغمبر! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے انصاف کا حکم دیا ہے، اور یہ کہ ہر سجدہ کے وقت تم اپنا رخ سیدھا رکھو، اور اللہ کی عبادت کرو اس طور پر کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو، اللہ تعالیٰ نے جیسے تم کو پہلے پیدا کیا ویسے ہی تم پھر دوبارہ پیدا ہو گے۔

بعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض لوگوں پر گمراہی ثابت ہو گئی، ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیطانوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے، اور اس کے باوجود یہ سمجھتے ہیں کہ وہ سیدھے

---

(١٠) سورۃ الاعراف: ٧-٢٧-٣٠۔

Www.IslamicBooks.Website

راستے پر رہیں"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ﴾(۱۱)

"اور یہ شیاطین تو اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ یہ تم سے جدال وکج بحثی کریں"۔

ابراہیم خلیل علیہ السلام نے فرمایا: ﴿يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِنَ الرَّحْمَانِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ وَلِيًّا(٤٥)﴾(۱۲)

"اے میرے والد بزرگوار! مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ پر اللہ کا عذاب نہ آپڑے، اور آپ شیطان کے دوست نہ بن جائیں"۔

اور فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ(١)إِنْ يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ(٢)لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ(٣)قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ(٤)رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا

(۱۱) سورۃ الانعام: ۱۲۱۔

(۱۲) سورۃ مریم: ۴۵۔

Www.IslamicBooks.Website

وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(٥)﴾(١٣)

اے ایمان والو! میرے اور خود (اپنے) دشمنوں کو اپنا دوست نہ بناؤ، تم ان سے دوستانہ ملاپ کرتے ہو اور وہ تو جو سچا دین سچا کلام (قرآن) تمہارے پاس آیا ہے اسے مانتے ہی نہیں، وہ تو اتنے ظالم ہیں کہ پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی صرف اس وجہ سے جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کیلئے (اپنے وطن سے) نکلے ہو اور میری خوشی چاہتے ہو تو ان سے ہرگز دوستی نہ رکھو۔

اور جو تم چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کر کے کرتے ہو ہم سب کو خوب جانتے ہیں، اور جو تم میں سے ایسا کرے گا تو سمجھ لو کہ وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا، یہ کافر اگر کہیں تم پر قابو پا جائیں تو کھلم کھلا تمہارے دشمن ہو جائیں، اور ہاتھ اور زبان دونوں سے تمہارے ساتھ برائی کرنے میں کوتاہی نہ کریں، (دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں)۔

اور ان کی اصلی تمنا یہ ہے کہ کاش تم بھی انہیں کی طرح کافر ہو جاؤ، قیامت کے دن نہ تمہاری رشتے داریاں ہی تمہارے کچھ کام آئیں گی اور نہ تمہاری اولاد ہی تمہارے کچھ کام آئے گی، اس دن اللہ تعالیٰ ہی تم میں حق وباطل کا فیصلہ کرے گا، اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

مسلمانو! تمہارے لئے ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے برملا کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے ہو، کچھ بھی سروکار نہیں، ہم تم لوگوں کے عقیدوں کو باطل مانتے ہیں جب تک کہ تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ، ہم میں تم میں ہمیشہ کیلئے بغض وعداوت ظاہر ہو گئی، مگر ہاں! ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے اتنی بات تو بیشک کہی کہ تمہارے لئے ضرور مغفرت کی دعا کروں گا، اور تمہارے لئے اللہ کے سامنے مجھے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں، اے ہمارے

---

(١٣) سورۃ الممتحنۃ :١-٥۔

Www.IslamicBooks.Website

پروردگار ہم تجھی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے، اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے زور و ظلم کا تختۂ مشق نہ بنا، اور اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہ معاف کر بیشک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے"۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل اول: اولیاءُ اللہ کے اوصاف:

یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ لوگوں کے اندر رحمٰن کے دوست بھی ہوتے ہیں اور شیطان کے دوست بھی، ضروری ہو جاتا ہے کہ جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان دونوں میں فرق ظاہر کیا ہے، اسی طرح ان میں امتیاز قائم کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے دوست وہ ہیں جو مومن اور متقی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(٦٢)الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ(٦٣)﴾ (١)

"یادرکھو! جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی (دوست) ہیں، قیامت کے دن نہ تو ان کو ڈر ہوگا نہ غم، اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے، جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے"۔

صحیح حدیث میں وارد ہے جسے امام بخاری وغیرہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے اس میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "يقول الله تعالىٰ: من عادىٰ لي ولياً فقد بارزني بالمحاربة أو فقد آذنته بالحرب وما تقرب إلي عبدي بمثل أداء ماافترضت عليه ولا يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع ، وبي يبصر، وبي يبطش ، وبي يمشي، ولئن سألني أعطيته ولئن استعاذني لأعيذنه،وما ترددت عن شيء أنا فاعله ترددي عن قبض نفس عبدي المؤمن يكره الموت وأكره مساء ته ولا بد له منه" (٢).

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے مجھ سے جنگ ٹھان لی (یا فرمایا کہ میں نے اس سے جنگ کا اعلان کر دیا) اور میرا بندہ مجھ سے جو قربت حاصل کر لیتا ہے مثلاً جو فریضہ میں نے اس پر عائد کیا ہے اس کی ادائیگی کرتا ہے اور پھر نوافل کے ذریعہ

(١) سورۃ یونس: ٦٢-٦٣۔

(٢) انظر: صحیح البخاری، ج ٥ / کتاب الرقاق، باب التواضع، رقم الحدیث: ٧ ٦١٣، ص: ٢٣٨٤۔

Www.IslamicBooks.Website

مسلسل قربت حاصل کرتا جائے حتی کہ میرے اندر اس سے محبت پیدا ہو جائے، اور جب اس کی محبت میرے اندر پیدا ہو جائے گی تو میں اس کا کان بن جاؤں گا جس سے وہ سنے گا، اس کی آنکھ بن جاؤں گا جس سے وہ دیکھے گا، اس کا ہاتھ بن جاؤں گا جس سے وہ پکڑے گا، اور اس کا پاؤں بن جاؤں گا جس سے وہ چلے گا، چنانچہ وہ میرے ذریعہ سنے گا، دیکھے گا، پکڑے گا اور چلے گا، اب وہ مجھ سے مانگے گا تو ضرور دوں گا، میری پناہ کا طالب ہو گا تو اسے پناہ دوں گا، مجھے جو کام کرنا ہوتا ہے اس سے میرے اندر اس درجہ پس و پیش نہیں ہوتا جس درجہ اس بندۂ مومن کی روح قبض کرنے سے ہوتا ہے، جسے موت ناپسند ہوتی ہے، مجھے بھی اسے تکلیف دینا پسند نہیں ہوتا، مگر حقیقت یہ ہے کہ موت سے اسے رستگاری نہیں ہے"۔

یہ حدیث ان سب حدیثوں میں سب سے زیادہ صحیح ہے جو اولیاء کے بارے میں آئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے مجھ سے اعلان جنگ کیا، ایک اور حدیث میں ہے: "وإني لأثأر لأولياءي كما يثأر الليث الحرب" (۳)

"میں اپنے دوستوں کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح ایک غضبناک شیر بدلہ لیا کرتا ہے"۔

یعنی جو شخص میرے دوستوں سے دشمنی کرتا ہے، اس سے میں ان کا بدلہ اس طرح لیتا ہوں جس طرح شیر خشمگیں اپنا بدلہ لیتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء وہ ہوتے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں، اس سے دوستی کرتے ہیں، وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس بات کو ناپسند کرتے ہیں جو اسے ناپسند ہوتی ہے، جس چیز سے وہ راضی ہوتا ہے اس سے وہ بھی راضی، اور جس پر وہ ناراض ہوتا ہے اس پر وہ بھی نارض ہوتے ہیں، وہ اسی بات کا حکم دیتے ہیں جس کا حکم وہ دیتا ہے، اور اس بات سے منع کرتے ہیں جس سے اس نے منع کیا ہے،

---

(۳) اخرجہ البغوی فی شرح السنۃ عن انس بن مالک، و قال ابن حجر فی الفتح: "فی سندہ ضعف"، انظر شرح السنۃ للبغوی ۵/ ۲۱-۲۲، رقم: ۱۲۴۹، الفتح ۲۴/ ۷/ ۱۳۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی کو دیتے ہیں جسے دینا اسے پسند ہو، اور اسے دینے سے باز رہتے ہیں جسے نہ دینا اسے پسند ہوتا ہے، جیساکہ ترمذی وغیرہ میں نبی ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے: " **أوثق عرى الإيمان الحب في الله والبغض في الله** " (۴).

"ایمان کا سب سے مضبوط دستہ یہ ہے کہ اللہ کے باب میں محبت کی جائے اور اللہ کے باب میں عداوت کی جائے"۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: "**من أحب لله وأبغض لله وأعطى لله ومنع لله فقد استكمل الإيمان**" (۵).

"جس نے اللہ کے لئے محبت کی، اللہ کیلئے بغض رکھا، اللہ ہی کیلئے دیا، اور اللہ ہی کیلئے دینے سے انکار کیا، تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا"۔

ولایت اور ولی کا لغوی واصطلاحی مفہوم

ولایت عداوت کی ضد ہے، ولایت اصل میں محبت اور قرب کو کہتے ہیں، عداوت غصے اور دوری کو کہتے ہیں، کہا گیا ہے کہ ولی کو ولی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اطاعت کی باتوں سے تسلسل رکھتا ہے، یعنی پے در پے عبادت کرتا ہے، لیکن پہلا معنی زیادہ صحیح ہے۔

ولی وہ ہوتا ہے جو قریب ہو، چنانچہ کہا گیا ہے کہ "**هذا يلي هذا**" یعنی یہ چیز اس چیز کے قریب ہے، یہیں سے نبی کریم ﷺ کا قول مروی ہے: "**ألحقوا الفرائض بأهلها فما بقي فلأولى رجل ذكر**" (۶).

---

(۴) رواہ احمد فی المسند ۴/ ۲۸۶، عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ، والطبرانی فی الکبیر عن ابن عباس، وفی الصغیر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما، وھو حدیث حسن۔

(۵) رواہ ابوداود، ج ۵، کتاب السنۃ، باب الدلیل علی زیادۃ الایمان ونقصانہ، حدیث رقم: ۴۶۸۱، ص: ۸۰، من حدیث ابی امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ، وھو حدیث حسن، والترمذی، ابواب صفۃ القیامۃ، حدیث رقم: ۲۶۴۲، ص: ۸۷، واحمد فی المسند، ۳/ ۴۳۸-۴۴۰۔

(۶) رواہ البخاری، ج ۱۲، کتاب الفرائض، باب میراث الولد من ابیہ وامہ، حدیث رقم: ۶۷۳۲، ص: ۱۱، ومسلم، رقم: ۱۶۱۵، فی الفرائض، باب "الحقوا الفرائض باھلھا، ص: ۱۲۳۳۔

Www.IslamicBooks.Website

”میراث پہلے اصحاب الفروض کو دو، جو باقی بچے وہ اس مرد کیلئے ہوگا جو میت کا سب سے زیادہ قریبی ہو“۔

”رَجُل“ کا لفظ مرد ہی کیلئے آتا ہے، لیکن پھر بھی اس کے ساتھ تاکید کیلئے ’ذکر‘ (مرد) کا اضافہ فرمایا، تاکہ یہ بات کھل کر آجائے کہ یہ حکم مردوں کیلئے خاص ہے، اور اس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک نہیں ہیں، جیساکہ زکاۃ کے بارے میں فرمایا: ”فابن لبون ذکر“ (۷) ابن لبون کا لفظ خود مذکر ہے تاہم تاکید کیلئے پھر ذکر کا اضافہ کیا گیا۔

جب ولی اللہ کی محبت ورضا اور غصہ وناراضگی میں اسی کا تابع رہے، جو بات اللہ تعالیٰ کو پسند ہو اس کا حکم دے اور جو ناپسند ہو اس سے منع کرے تو اس ولی کا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہوتا ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ﴾ (۸)

”میرے اور خود اپنے دشمنوں کو ان سے دوستانہ ملاپ رکھتے ہوئے اپنا ولی نہ بنالو“۔

پس جس نے اللہ کے دوستوں سے دشمنی کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی اور جس نے اس سے دشمنی کی وہ اس سے برسرپیکار ہوا، اسی لئے فرمایا: ”من عاد لي ولياً فقد بارزني بالمحاربة“ ”جس نے میرے دوست سے دشمنی کی اس نے میرے خلاف اعلان جنگ کیا“۔

---

(۷) ھذا اللفظ رواہ ابو داؤد رقم: ۱۵۶۷، فی الزکاۃ، باب زکاۃ السائمۃ، عن ابی بکر رضی اللہ عنہ، ونصہ:

”هذه فريضة الصدقة التي فرضها رسول الله ﷺ على المسلمين التي أمر الله عز وجل بها نبيه ﷺ، فمن سئلها من دون المسلمين على وجهها فليعطها ومن سئل فوقها فلا يعطه فيما دون خمس وعشرين من الإبل والغنم، في كل خمس ذود شاة، فإذا بلغت خمساً وعشرين ففيها بنت مخاض إلى أن تبلغ خمساً وثلاثين فإن لم يكن فيها بنت مخاض فابن لبون ذكر“.

ورواہ البخاری ۳ / ۲۵۱ بمعناہ، والنسائی ۵ / ۱۸، ۲۳ فی الزکاۃ، باب زکاۃ الإبل، وابن ماجۃ رقم: ۱۸۰۰ فی الزکاۃ، باب إذا اخذ المصدق سناً دون سن او فوق سن، من حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ۔

(۸) سورۃ الممتحنۃ: ۱۔

Www.IslamicBooks.Website

افضل ترین اللہ کے ولی؟

اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ فضیلت انبیاء کو حاصل ہے، اور انبیاء میں سب سے زیادہ فضیلت انہیں حاصل ہے جو مرسل ہوں، اور مرسل نبیوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے اولوالعزم رسول نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، اور محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ﴾(۱)

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوحؑ کو حکم دیا تھا، اور آپ کی طرف بھی ہم نے اسی کی وحی کی ہے، اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا، کہ اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ (پھوٹ) نہ ڈالنا"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا(۷) لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا(۸)﴾(۲)

"جب ہم نے پیغمبروں سے تبلیغ رسالت کا عہد لیا، اور خاص کر آپ سے اور نوح اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہم السلام سے، اور ان سب سے پکا عہد لیا تا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سچے لوگوں سے ان کی سچائی کا حال دریافت کرے، اور کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

اولوالعزم رسولوں میں سب سے افضل نبی کریم ﷺ ہیں، اور اولوالعزم رسولوں میں سب سے افضل محمد ﷺ ہیں جو خاتم النبیین اور امام المتقین ہیں، اور اولاد آدم کے

---

(۱) سورۃ الشوریٰ: ۱۳۔

(۲) سورۃ الأحزاب: ۷، ۸۔

Www.IslamicBooks.Website

سردار ہیں۔

قیامت کے دن جب انبیاء اکٹھے ہوں گے تو رسول اللہ ﷺ ہی ان کے امام ہوں گے، جب ان کا وفد بنے گا تو نبی کریم ﷺ ہی ان کے خطیب ہوں گے، آپ اس مقام محمود کے حامل ہیں جس پر پہلی اور پچھلی امتیں رشک کریں گی۔

پرچم حمد کے حامل، حوض کوثر کے مالک، روز قیامت لوگوں کی شفاعت کرنے والے، اور صاحب وسیلہ وفضیلت نبی کریم ﷺ ہی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے افضل کتاب اور اپنے دین کی سب سے اعلیٰ وارفع شریعت دیکر مبعوث فرمایا، آپ ﷺ وہ ہیں کہ جن کی امت کو اللہ تعالیٰ نے بہترین امت قرار دیا، جو عالم انسانیت کے لئے برپا کی گئی، آپ ﷺ کی ذات میں اور آپ کی امت کے اندر وہ تمام فضائل ومحاسن جمع کر دیئے جن کی بدولت آپ پیشرووں میں ممتاز اور منفرد ہوگئے۔

محمد ﷺ کی امت پیدا تو سب سے آخر میں ہوئی لیکن مبعوث سب امتوں سے پہلے ہوگی، چنانچہ صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد وارد ہے:

"نحن الآخرون السابقون يوم القيامة بيد أنهم أوتوا الكتاب من قبلنا وأوتيناه من بعدهم فهذا يومهم الذي اختلفوا فيه، يعنى الجمعة، فهدانا الله له، الناس لنا تبع فيه، غداً لليهود وبعد غدٍ للنصارىٰ" (۳)۔

"قیامت کے دن ہم آخر میں آنے والے مگر سب سے آگے ہوں گے، فرق صرف اس قدر ہے کہ انہیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان سے پیچھے دی گئی، یہ ان کا دن ہے جس میں ان کا اختلاف ہو گیا تھا، (یعنی جمعہ کا دن) اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دن بتا دیا، اب لوگ اس بات

---

(۳) دیکھئے: صحیح بخاری، ج ۱، کتاب الجمعة، باب فرض الجمعة، وباب هل على من لم يشهد الجمعة غسل، وفي الأنبياء، باب ماذكر عن بنی اسرائیل۔ ومسلم، ج ۲، کتاب الجمعة، باب هداية هذه الأمة ليوم الجمعة، حديث رقم: ۸۵۵، ص: ۵۸۵-۵۸۶، من حديث ابي هريرة رضي الله عنه.

Www.IslamicBooks.Website

میں بھی ہم سے پیچھے ہیں، چنانچہ دوسرا دن یہود کا اور تیسرا دن نصاریٰ کا پڑتا ہے"۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "أنا أول من تنشق عنه الأرض" (۴)

"میں پہلا شخص ہوں گا جو پھٹنے کے بعد زمین سے برآمد ہوگا"۔

نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "آتي باب الجنة فأستفتح فيقول الخازن من أنت ؟ فأقول أنا محمد ، فيقول بك أمرت أن لا أفتح لأحد قبلك" (۵)۔

"میں جنت کے دروازہ پر آکر دروازہ کھولنے کا مطالبہ کروں گا، محافظ کہے گا کہ آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا میں محمد ہوں، وہ کہے گا، آپ ہی کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں"۔

آپ ﷺ اور آپ کی امت کے فضائل بے شمار ہیں، اللہ تعالیٰ نے بعثت کے وقت ہی سے آپ کو اپنے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق و امتیاز کرنے والا بنایا ہے، اس لئے کوئی شخص اس وقت تک ولی ہو نہیں سکتا جب تک کہ وہ نبی ﷺ پر اور جو کچھ آپ لائے ہیں اس پر ایمان نہ لائے، اور ظاہر و باطن میں ان کی اتباع نہ کرے۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور ولایت کا دعویٰ کرے اور نبی ﷺ کی پیروی نہ کرے، وہ اولیاء اللہ میں داخل نہیں ہے، بلکہ آپ کی مخالفت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور شیطان کے دوستوں میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي

---

(۴) رواه الترمذي، رقم: (۳۶۹۳) في المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، من حديث عبد الله بن عمر رضي الله عنهما۔ وابو داود، رقم: (۴۶۷۳) في السنة، باب التخيير بين الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، من حديث ابي هريرة۔ و مسلم، رقم: (۲۲۷۸) من حديث ابي هريرة بلفظ "واول من ينشق عنه القبر"، فهو حديث صحيح۔

(۵) رواه مسلم رقم: (۱۹۷) في الإيمان، باب قول النبي ﷺ: "انا اول الناس يشفع في الجنة"، واحمد في المسند، ۳/ ۱۳۶، من حديث انس بن مالك رضي الله عنه۔

(۶) سورة آل عمران: ۳۱۔

Www.IslamicBooks.Website

يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾(٦)

کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دعویٰ کیا کہ ہم اللہ سے محبت کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ ان کے امتحان کے لئے نازل فرمادی، اس میں اس نے بیان کردیا ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے گا، اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھے گا، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہو اور آپ ﷺ کی اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ میں سے نہیں ہے، گو بہت سے لوگ اپنے یا دوسروں کے حق میں یہ تصور رکھتے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ اولیاء اللہ نہیں ہوتے، یہود و نصاریٰ بھی تو دعویدار ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے (ولی) دوست اور محبوب ہیں، اور یہ کہ ان کے سوا کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا، بلکہ وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ وہ اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ﴾(٧)

"آپ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی پیارے ہو تو وہ تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض عذاب کیوں دے گا، نہیں، بلکہ تم اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو"۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ(١١١) بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (١١٢)﴾(٨)

"اور یہودی کہتے ہیں کہ یہود کے سوا اور نصرانی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کے سوا جنت میں

---

(٧) سورۃ المائدۃ: ١٨۔

(٨) سورۃ البقرۃ: ١١١-١١٣۔

Www.IslamicBooks.Website

کوئی نہیں جانے پائے گا، یہ ان کے اپنے خیالی پلاؤ ہیں، اے پیغمبر ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو، بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ جس نے اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیا، اور وہ نیکو کار بھی ہے تو اس کے لئے اس کا اجر اس کے پروردگار کے یہاں موجود ہے، اور آخرت میں ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف طاری ہو گا، اور نہ وہ کسی طرح آزردہ خاطر واداس ہوں گے"۔

Www.IslamicBooks.Website

کفار و مشرکین کا دعویٰ اور اس کا ابطال

مشرکین عرب کا یہ دعویٰ تھا کہ مکہ مکرمہ میں رہنے اور بیت اللہ کے پڑوسی ہونے کی وجہ سے ہم اللہ کا کنبہ ہیں، اور اس کی وجہ سے وہ دوسروں پر اپنی بڑائی جتایا کرتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَى عَلَيْكُمْ فَكُنتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ(٦٦) مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ سَامِرًا تَهْجُرُونَ(٦٧)﴾(١)

"میری آیتیں تو تمھارے سامنے پڑھی جاتی تھیں، پھر بھی تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے بھاگتے تھے، اکڑتے، اینٹھتے، اسے چھوڑ دیتے تھے، جیسے وہ کوئی افسانہ گو ہو"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ(٣٠)وَإِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ(٣١)وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ(٣٢)وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ(٣٣)وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ(٣٤)﴾ (٢)

"اور اس واقعہ کا بھی ذکر کیجیے، جب کہ کافر لوگ آپ کی نسبت تدبیر سوچ رہے تھے کہ آپ کو قید کر لیں، یا آپ کو قتل کر ڈالیں، یا آپ کو جلا وطن کر دیں، اور وہ تو اپنی تدبیریں کر رہے تھے، اور اللہ تعالیٰ اپنی تدبیر کر رہا تھا، اور سب سے زیادہ مستحکم تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے سن لیا، ہم بھی

---

(١) سورۃ المؤمنون: ٦٦-٦٧۔

(٢) سورۃ الأنفال: ٣٠-٣٤۔

Www.IslamicBooks.Website

اگر چاہیں تو ایسا قرآن کہہ ڈالیں،(تصنیف کرلیں) یہ تو کچھ بھی نہیں صرف اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، جو پہلے سے منقول چلی آرہی ہیں۔

اور اے پیغمبر! وہ وقت یاد کریں جب کہ ان کافروں نے کہا کہ اللہ اگر یہ قرآن واقعی تیری طرف سے اترا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا، یا ہم پر کوئی دردناک عذاب واقع کردے، اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرے گا کہ آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دے، اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے گا اس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے ہوں، اور ان میں کیا بات ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ سزا نہ دے حالانکہ وہ لوگ مسجد حرام سے روکتے ہیں، جبکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں، اس کے متولی تو سوائے متقیوں کے اور اشخاص نہیں، لیکن ان میں اکثر لوگ علم نہیں رکھتے"۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں صاف صاف بیان کردیا کہ مشرکین میرے دوست نہیں ہیں، اور نہ ہی میرے گھر کے دوست ہیں، اپنے والے تو وہ ہیں جو متقی اور پرہیزگار ہیں۔

بخاری و مسلم میں حضرت عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے خود سنا ہے آپ برملا فرمارہے تھے :"إن آل فلان ليسوا لي بأولياء (يعني طائفة من أقاربه) إنما وليي الله وصالح المؤمنين"۔(۳)

"کہ فلاں لوگ (اپنے اعزہ واقارب کی ایک جماعت کی طرف اشارہ ہے) میرے دوست نہیں ہیں، میرا دوست تو اللہ ہے، اور پھر مومنین میں وہ لوگ ہیں جو صالح اور نیکوکار ہیں"۔

یہ ارشاد اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق ہے :﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ(٤)﴾(۴)

"اللہ تعالیٰ آپ کا دوست ہے، جبریلؑ اور نیک مومن آپ ﷺ کے دوست ہیں، اور

(۳) رواہ البخاری، ج ۵، کتاب الأدب، باب تبل الرحم ببلالها، حدیث رقم :(۵۶۴۴) ص :۲۲۳۳۔ و مسلم، کتاب الإیمان، باب موالاۃ المؤمنین ومقاطعۃ غیرھم والبراءۃ منھم۔ ورواہ احمد في المسند، ج ۴، ص :(۲۰۳).

(۴) سورۃ التحریم :۴۔

Www.IslamicBooks.Website

اس کے بعد فرشتے آپ کے مددگار ہیں"۔

نیک مومن سے مراد وہ شخص ہے جس کا شمار اہل ایمان اور نیکوکاروں میں ہو، مومن و متقی اللہ کے دوست ہوتے ہیں، ان لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور وہ تمام لوگ داخل ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے پاس درخت کے نیچے بیعت رضوان کا شرف حاصل کیا تھا، یہ لوگ تعداد میں چودہ سو (۱۴۰۰) تھے، اور وہ سب کے سب جنتی ہیں، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لایدخل النار أحد ممن بایع تحت الشجرة" (۵)

"درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے ایک بھی دوزخ میں نہ جائے گا"۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں وارد ہے: "إن أولیائي المتقون أین کانوا أو حیث کانوا" (۶)۔

"میرے اولیاء متقی لوگ ہیں، جہاں کہیں بھی ہوں اور جس حیثیت میں بھی ہوں"۔

بعض کفار جس طرح اللہ کے ولی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، حالانکہ وہ اللہ کے ولی نہیں ہوتے بلکہ دشمن ہوتے ہیں، اسی طرح بعض منافقین بھی اسلام کا اظہار کرتے ہیں، بہ ظاہر لا إلہ إلا اللہ، محمد رسول اللہ کی شہادت کا اقرار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں بلکہ انس و جن سبھی کے رسول ہیں، مگر بباطن ان کا عقیدہ اس کے خلاف ہوتا ہے، وہ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا رسول نہیں سمجھتے، بلکہ بادشاہوں کی طرح ایک بادشاہ سمجھتے ہیں، جس کی لوگ اطاعت کیا کرتے تھے، اور وہ لوگوں پر اپنے فکر و خیال کا سکہ جماتے تھے، یا یہ کہتے ہیں کہ نبی

---

(۵) رواہ مسلم، في فضائل الصحابة، باب فضائل اصحاب الشجرة، حدیث رقم: (۲۴۹۶)، ص: ۱۹۴۲۔ وسنن ابي داؤد، ج ۵، کتاب السنة، باب في الخلفاء، حدیث رقم: (۴۶۵۳) ص: ۴۱۔ وسنن الترمذي، ج ۵، ابواب المناقب، باب ماجاء في فضل من بایع تحت الشجرة، عن ام مبشر الأنصاریة رضي اللہ عنھا۔

(۶) رواہ احمد في المسند، ۵/ ۲۳۵، من حدیث معاذ رضي اللہ عنہ، بلفظ "إن اولی الناس بي المتقون من کانوا وحیث کانوا"، اسنادہ صحیح۔ وسنن ابي داؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلھا، حدیث رقم: (۴۲۴۲) ص: ۴۴۲، ۴۴۳۔

Www.IslamicBooks.Website

ﷺ رسول اللہ تو ہیں لیکن وہ امیوں کے رسول ہیں، اہل کتاب کے نہیں، اکثر یہود و نصاریٰ کا یہی تصور ہے۔ یا یوں عقیدہ رکھتے کہ محمد عامۃ الناس کے رسول ہیں، باقی جو لوگ اللہ کے خاص اولیاء ہیں، ان کے رسول نہیں ہیں، اللہ کے یہ خاص اولیاء آپ کی رسالت کے محتاج نہیں ہیں، ان کو اللہ کی طرف جانے کا جو راستہ معلوم ہے وہ نبی کریم ﷺ کے راستے سے ایک الگ شئے ہے، جیسا کہ خضرؑ کا راستہ اور تھا اور موسیٰؑ کا راستہ اور تھا۔ یا ان حضرات کا یوں تصور ہے کہ اللہ کے خاص اولیاء اللہ تعالیٰ سے وہ تمام چیزیں بلا واسطہ حاصل کر لیتے ہیں جن کی انہیں ضرورت ہوتی ہے، اور جن سے وہ فائدہ اٹھاتے ہیں، یا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ظاہری احکام دے کر بھیجے گئے تھے، ظاہری احکام میں تو ہم ان سے اتفاق کرتے ہیں، باقی باطنی اسرار و حقائق کا علم تو نہ انہیں دیا گیا تھا، نہ ہی آپ ان سے واقف تھے، یا یہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بہ نسبت ان حقائق سے زیادہ باخبر ہیں، یا اتنے ہی باخبر ہیں جتنا کہ رسول اللہ ﷺ باخبر تھے، مگر یہ خبر اور واقفیت انہیں دیگر طریقہ سے حاصل ہوئی ہے، اس طریقہ سے نہیں جس طریقہ سے آپ کو حاصل ہوئی تھی۔

Www.IslamicBooks.Website

اصحابِ صُفّہ کے متعلق غلط فہمیاں

مذکورہ حضرات میں کچھ لوگوں کا خیال ہے اہل صفہ رسول اللہ ﷺ سے بے نیاز تھے، آپ ﷺ کی بعثت ان کی جانب سرے سے ہوئی ہی نہ تھی، کچھ حضرات یہ تصور رکھتے ہیں کہ باطنی طور پر اہل صفہ کو اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ وحی کے ذریعہ بتادیا تھا جو شب معراج میں آپ ﷺ پر بذریعہ وحی ظاہر کیا گیا تھا، اس لئے اہل صفہ آپ کے ہم رتبہ ہو گئے۔

ان حضرات کو فرط جہالت سے اتنا بھی سمجھنے کی توفیق نہ ہوئی کہ واقعہ اسراء تو مکہ میں ہوا، جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿سُبْحَانَ الذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ﴾(۱)

"پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے اس مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے"۔

اور صفہ مدینہ میں نبی ﷺ کی مسجد میں شمال کی طرف تھا، اس میں وہ مسافر اترا کرتے تھے جن کا نہ کوئی گھر ہوتا تھا، اور نہ کوئی دوست جس کے یہاں وہ مہمان بن کر قیام کر سکیں۔

مومنین ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے یہاں آیا کرتے تھے، چنانچہ کسی کو کوئی جگہ مل جاتی تو وہ وہاں اتر جاتا مگر جس کے لئے کوئی جگہ میسر نہ ہوتی تو مسجد میں قیام کرتا حتیٰ کہ اسے کوئی جگہ ہاتھ آجاتی تو پھر اس جگہ وہ منتقل ہو جاتا۔

اہل صفہ کوئی متعین لوگ نہ تھے جن کا قیام ہمیشہ صفہ ہی پر ہوتا، بلکہ وہ کم وبیش ہوتے رہتے تھے، ایک شخص کچھ مدت کے لئے وہاں قیام کرتا پھر وہاں سے چلا جاتا، جو لوگ صفہ میں اترتے تھے، وہ منجملہ مسلمانوں کے ہوتے، علمی اور دینی اعتبار سے انہیں کوئی امتیاز حاصل نہ تھا، بلکہ ان کے اندر تو وہ لوگ بھی ہوتے جو بعد میں اسلام سے پھر گئے تھے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں قتل کیا تھا، جیسے قبیلہ عرینہ کے لوگ جو مدینہ میں اتر پڑے تھے انہیں مدینہ کی آب وہوا

---

(۱) سورۃ الإسراء :۱۔

Www.IslamicBooks.Website

راس نہ آئی اور بیمار پڑ گئے، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ دودھ دینے والی اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پیئیں، اس علاج سے وہ صحتیاب ہو گئے تو چرواہے کو قتل کر بیٹھے اور ریوڑ کو ہانک لے گئے، نبی کریم ﷺ نے ان کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے، چنانچہ وہ پکڑ کر لائے گئے، اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے، ان کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلاخیں ڈالی گئیں، اور انہیں حرّہ (سیاہ نوکیلے پتھروں کی سرزمین) میں چھوڑ دیا گیا، وہاں پانی کی طلب ہوتی مگر پانی نہیں ملتا۔

ان کا قصہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ (۲)

اسی حدیث میں وارد ہے کہ وہ صفہ میں اترے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ صفہ میں اس طرح کے لوگ بھی آتے تھے، بہترین مسلمانوں میں سعد بن ابی وقاصؓ بھی یہاں اترے تھے، صفہ میں اترنے والوں میں یہ سب سے افضل تھے، پھر وہ چلے گئے اور ان کی جگہ ابوہریرہ اور دوسرے صحابہ کرامؓ تشریف لائے۔

ابو عبد الرحمٰن سلمی نے "تاریخ من نزل الصفة" (اصحاب صفہ کی تاریخ) مرتب کی ہے، جس سے اس موضوع پر تفصیلی روشنی پڑتی ہے۔

---

(۲) رواہ البخاري، ج ٦، كتاب المحاربين من اهل الكفر والردة، باب من لم يسق المرتدون، حديث رقم: (٦٤١٩)، ص: ٢٤٩٥۔ وصحيح مسلم، ج ٣، كتاب القسامة، باب حكم المحاربين والمرتدين، حديث رقم: (١٦٧١)، ص: ١٢٩٦۔

Www.IslamicBooks.Website

انصار اور بعض اکابر مہاجرین اصحاب صفہ میں سے نہ تھے،

اولیاء، اقطاب، اور ابدال کے سلسلہ میں وارد تمام حدیثیں صحیح نہیں ہیں

انصار اور حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبیدہ بن الجراحؓ وغیرہ جیسے اکابر مہاجرین اصحاب صفہ میں داخل نہ تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ کا ایک غلام صفہ میں اترا تھا، اور نبیء کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ "یہ سات اکابر اقطاب میں کا ایک ہے"، مگر اس حدیث کے کذب ہونے پر اہل علم کا اتفاق ہے، گرچہ ابو نعیم نے اسے "حلیۃ الأولیاء" میں بیان کیا ہے۔

۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸

اسی طرح اولیاء، ابدال، نقباء، نجباء، اوتاد اور اقطاب کی تعداد کے متعلق نبی کریم ﷺ سے جتنی بھی حدیثیں روایت کی گئی ہیں، جن میں ان کی تعداد چار یا سات یا بارہ یا چالیس یا ستر یا تین سو یا تین سو تیرہ بتائی گئی ہے، یا یہ کہ قطب ایک ہے، تو ان میں سے کوئی چیز بھی نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت نہیں ہے، اور ان الفاظ میں لفظ 'ابدال' کے سوا کوئی بھی لفظ سلف صالحین کی زبان پر نہیں آیا۔

ان کے متعلق یہ بھی مروی ہے کہ وہ چالیس آدمی ہیں اور وہ شام میں ہیں، یہ حدیث مسند احمد میں حضرت علیؓ سے مروی ہے جو سنداً منقطع ہے ثابت نہیں ہے، حالانکہ یہ مسلم ہے کہ حضرت علیؓ اور جو صحابہ ان کے ساتھی تھے وہ حضرت معاویہؓ اور ان کے شامی ساتھیوں سے افضل تھے، یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام لوگوں میں جو افضل ہوں وہ حضرت علیؓ کے لشکر میں نہ ہوں، اور حضرت معاویہؓ کے لشکر میں ہوں۔

۳- **اولیاء**: ولی لغت میں قریب کو اور شرع میں اللہ کا علم رکھنے والے، پیہم اس کی اطاعت کرنے والے اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ صوفیاء کی اصطلاح میں: ولی اسے کہتے ہیں جس کا معاملہ حق نے اپنے ذمہ لیا ہو، معصیت سے اسے محفوظ رکھا ہو اور اسے بے یار و مددگار نہ چھوڑا ہو، حتی کہ کمال میں اسے رجاء کے درجہ تک پہنچا دیا

Www.IslamicBooks.Website

علامہ ابن تیمیہ" مجموع فتاویٰ (۱۱/ ۶۲) میں فرماتے ہیں کہ "ولی" ولاء سے مشتق ہے، جو قرب کے معنی میں ہے ،جس طرح کہ "عدو" (دشمن) عدُوسے مشتق ہے، جو دوری کے معنی میں ہے، پس اللہ تعالیٰ کا ولی وہ ہے جو اللہ سے قربت اختیار کرے ،اللہ کی پسندیدہ اور اسکو راضی کر دینے والی چیزوں میں اس کی موافقت کرے، اور اس کے اوامر کی بجاآوری کے ذریعہ اس کی قربت اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

(دیکھئے : تہذیب اللغۃ، ۱۵/ ۷ ۴۴، وفتح الباری، اصطلاحات الصوفیۃ للسمر قندی ص ۲۰)

۴- **الأبدال** :جو تبدیل سے ماخوذ ہے ،جس کے معنی تبدیلی کے ہیں، اور صوفیاء کی اصطلاح میں ابدال کی تعداد سات ہے، جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہتے ہیں، اور اپنا ہم شکل ایک جسم وہاں چھوڑ دیتے ہیں، اس طرح سے کہ کسی کو ان کی گمشدگی (چلے جانے) کا پتہ نہیں چل پاتا، اور وہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کے قالب میں ہیں، یہ صوفیاء کی اصطلاح ہے، جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے، جیسا کہ مؤلف نے بیان کیا ہے۔

(دیکھئے : تہذیب اللغۃ، ۱۴/ ۱۳۲، واصطلاحات الصوفیۃ للسمر قندی، ص ۸)

۵- **نقیب** :امین اور کفیل کے معنی میں ہے، صوفیاء کی اصطلاح میں نقباء وہ لوگ ہیں جو اسم باطن کے ذریعہ بر روئے کار [illegible] انہوں نے لوگوں کے باطنی امور کو جھانک کر دیکھا اور پھر دلوں کے سربستہ راز کو نکال لائے، رازوں پر جو پردے پڑ [illegible] ہیں وہ ان کی نگاہوں سے ہٹ چکے ہیں، ان کی تعداد تین سو ہے۔

صوفیاء کی اس اصطلاح کی کوئی اصل نہیں ہے، اس لئے کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

(دیکھئے : تہذیب اللغۃ، ۹/ ۲۹۷، وکتاب التعریفات للجرجانی، ص ۲۶۶)

۶- **نجیب** :اس اعلیٰ حسب نسب والے کو کہتے ہیں جو بزرگی میں اپنے باپ کے ہم پلہ ہو۔

(تہذیب اللغۃ، ۱۱/ ۱۲۵)

صوفیاء کی اصطلاح میں نجباء کی تعداد چالیس ہے، جو مخلوق کا بوجھ اٹھانے میں مصروف ہیں، ایسا ان کی فطری رحمت وشفقت کی وجہ سے ہے، یہ دوسروں کے حق ہی میں تصرف کیا کرتے ہیں۔ (دیکھئے :التعریفات للجرجانی، ص ۱۲۵)

صوفیاء کی یہ اصطلاح بے بنیاد ہے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، نیز شریعت کے مخالف بھی ہے، اس لئے کہ شریعت تو خود اپنے اور دوسروں کی مصلحت میں بھاگ دوڑ کا حکم دیتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ﴾ سورۃ الفرقان :۲۰

"ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے"۔

۷- **وتد** :لغت میں اس لکڑی کو کہتے ہیں جو دیوار یا زمین میں گاڑ دی گئی ہو، اس کی جمع اوتاد ہے، کہا جاتا ہے :"وتدته" أي أثبته ،یعنی کسی چیز کو جڑ دیا یا ٹھادیا۔ (لسان العرب :۳/ ۴۴۴)

صوفیاء کی اصطلاح میں اوتاد وہ چار لوگ ہیں جو دنیا کے چاروں گوشوں پر متعین ہیں، یعنی مشرق ومغرب اور شمال وجنوب، اللہ تعالیٰ انہیں کے ذریعہ ان سمتوں کی حفاظت فرماتا ہے، کیونکہ وہ لوگ اللہ رب العالمین کے محل نظر ہیں، اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک بے بنیاد بات ہے، جیسا کہ مؤلف نے بیان کیا ہے۔ (اصطلاحات الصوفیۃ للسمر قندی، ص ۷)

Www.IslamicBooks.Website

۸- **القطب**: لغت میں وہ لوہا جس کے ارد گرد چکی گھومتی ہے، "قطب القوم" قوم کے سردار کو کہتے ہیں (تہذیب اللغۃ، ۹/ ۴)

صوفیاء کی اصطلاح میں: وہ اکیلا شخص جو ہر زمانہ میں تمام عالم کے مقابل اللہ تعالیٰ کے زاویہ نگاہ میں ہوتا ہے، یہ حضرت اسرافیل کے قالب میں ہوتا ہے، مؤلف نے بیان کیا ہے کہ اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ (التعریفات للجرجانی، ص ۱۸۵)

Www.IslamicBooks.Website

صحیحین میں ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تمرق مارقة من الدين على حين فرقة من المسلمين يقتلهم أولى الطائفتين بالحق"(۹)

"مسلمانوں کے اختلاف کے وقت دین سے ایک جماعت نکل جائے گی، جسے حق سے قریب ترین جماعت قتل کردے گی"۔

اس حدیث میں دین سے نکلنے والے جن لوگوں کا ذکرہ کیا گیا ہے وہ حروری خوارج تھے، جب حضرت علیؓ کی خلافت میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا تو یہ دین سے نکل گئے تھے، جس پر حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں نے انہیں قتل کردیا تھا۔

پس یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھی حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کی بہ نسبت حق سے زیادہ قریب تھے، تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابدال اعلیٰ چھاؤنی کو چھوڑ کر ادنیٰ چھاؤنی میں شامل ہوں، اسی طرح وہ حدیث جسے بعض لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی شخص نے یہ اشعار پڑھے:

لَقَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِىْ ‌ ‌ ‌ فَـلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيْ

إلاَّ الْحَبِيْبَ الَّـذِيْ شَغَفْتُ بِهٖ ‌ ‌ ‌ فَعِنْـدَهٗ رَقْـيَتِيْ وَتِرْيَـاقِيْ

"محبت کا سانپ میرے دل کو ڈس گیا ہے، اس کا علاج نہ طبیب سے ہو سکتا ہے نہ جھاڑ پھونک سے، ہاں اگر اس کا علاج کسی سے ممکن ہے تو وہ محبوب ہے جس پر میں شیدا ہوں، اسی کے پاس میرا علاج ہے اور اسی کے پاس میرے زہر کا تریاق ہے"۔

ان اشعار کو سن کر نبی ﷺ پر وجد طاری ہو گیا، حتیٰ کہ آپ کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی، مگر علماء حدیث نے بہ اتفاق اس حدیث کو موضوع (جھوٹی) کہا ہے۔

اس سے بھی زیادہ جھوٹی روایت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا کپڑا اپھاڑ کر ٹکڑے

---

(۹) رواہ مسلم، رقم: (۱۰۶۵) في الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ص: ۷۴۱-۷۴۶، بخاری میں "يقتلهم اولى الطائفتين بالحق" کے الفاظ نہیں ہیں، دیکھئے صحیح بخاری، ج ۳، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، حدیث رقم: ۳۴۱۴، ص: ۱۳۲۱۔

Www.IslamicBooks.Website

ٹکڑے کر ڈالا، اور اس میں سے ایک ٹکڑا جبریل علیہ السلام نے اٹھا کر عرش پر لٹکا دیا۔

یہ اور اس طرح کی حدیثیں ایسی ہیں کہ مزاج شناس نبوت کے نزدیک ان کا جھوٹا ہونا بالکل ظاہر ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت حضرت عمرؓ سے ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ باہم باتیں کرتے تھے، اور میں ان دونوں کے درمیان زنگی کی طرح ہوتا تھا“۔

یہ جھوٹی اور موضوع حدیث ہے، علماء حدیث اس کے موضوع ہونے پر متفق ہیں۔

ہماری اس گفتگو کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص ظاہر میں رسالت عامہ کا اقرار کرے اور باطن میں اس کا عقیدہ اس کے برعکس ہو تو وہ منافق ہے، اور اگر وہ باطن میں نبی کریم ﷺ اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کا منکر ہونے کے باوجود اپنے یا اپنی طرح کے دوسرے آدمیوں کو اولیاء اللہ سمجھے تو اس کی وجہ یا تو دشمنی اور بغض وعناد ہے یا جہالت ہے، جیسا کہ بہت سے یہود ونصاریٰ کا عقیدہ ہے کہ وہ اولیاء اللہ ہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، لیکن وہ کہتے ہیں کہ آپ اہل کتاب کی طرف نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں، ہم پر ان کی اتباع لازم نہیں ہے، اس لئے کہ ہمارے یہاں ان سے پہلے رسول آچکے ہیں، اس لئے یہ تمام لوگ اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق اولیاء اللہ ہونے کے مدعی ہونے کے باوجود سب کے سب کافر ہیں، اولیاء اللہ تو وہ ہیں جن کی خوبیاں اللہ تعالیٰ نے خود اپنے اس قول میں بیان فرمادیا ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (٦٢) الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ (٦٣)﴾ (٥)

”یاد رکھو! جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ولی (دوست) ہیں، قیامت کے دن نہ تو ان کو ڈر ہوگا نہ غم، اور نہ وہ آزردہ خاطر ہوں گے، جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے“۔

---

(٥) سورۃ یونس: ٦٢، ٦٣۔

Www.IslamicBooks.Website

تمام آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لانا ضروری ہے۔

ایمان کی ضروری شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، جو رسول بھی اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ہوں، اور جو کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ ہو، سب پر ایمان لانا ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ(١٣٦)فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (١٣٧)﴾(١)

"مسلمانو! تم یہود و نصاریٰ کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور قرآن پر اور جو ہم پر اترا اس پر، اور جو صحیفے ابراہیم، واسماعیل، اسحاق و یعقوب اور اولاد یعقوب علیہم السلام پر اترے ان پر، اور موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کو جو کتاب ملی اس پر، اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا ان پر، ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کا فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی ایک اللہ کے فرمانبردار ہیں، تو اگر تمہاری طرح یہ لوگ بھی انہی چیزوں پر ایمان لے آئیں جن پر تم ایمان لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے، اور اگر انحراف کریں تو سمجھو کہ وہ تمہاری ضد پر ہیں، تو اے پیغمبر ان کے شر سے اللہ کا حفظ وامان آپ کے لئے کافی ہوگا، اور وہ سننے والا اور ہر ایک کے حال سے واقف ہے"۔

اور فرمایا: ﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ

(١) سورۃ البقرۃ: ۱۳۶، ۱۳۷۔

Www.IslamicBooks.Website

وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ(۲۸۵)لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَ اعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَاأَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (۲۸٦)﴾(۲)

"یہ پیغمبر (یعنی محمد ﷺ) اس کتاب پر ایمان لائے جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتری، اور مومن بھی ایمان لائے، سب اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، اس کے رسولوں میں سے کسی میں ہم تفریق نہیں کرتے، اور کہتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم نے تیرا ارشاد سنا اور مان لیا (اطاعت کی) اے ہمارے رب! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں، اور ہمیں تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی اس نے کیا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا، اور جو برا کام کیا اس کا وبال اسی پر پڑے گا، اے ہمارے پروردگار! ہمارے بھول چوک پر ہم کو نہ پکڑنا، اے ہمارے رب! ہمارے اگلے لوگوں پر جیسا بوجھ تو نے ڈالا تھا ویسا ہم پر مت ڈال، اے ہمارے پروردگار! جس بوجھ کو اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں وہ ہم سے مت اٹھوا، اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے، اور ہمارے عیبوں کو ڈھانپ لے، (دنیا و آخرت میں) ہمیں رسوا نہ کرنا، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے، ہمیں تو کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما"۔

اور اسی سورۃ کے شروع میں فرمایا: ﴿الم(۱)ذَلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ(۲)الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ(۳) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ(٤)أُولَئِكَ

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۸۵، ۲۸٦۔

Www.IslamicBooks.Website

عَلَى هُدًى مِنْ رَبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(٥)﴾(٣)

"الم، اس کتاب (کے اللہ کی ہونے) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان رکھتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور ہمارے دیئے ہوئے (مال) میں سے خرچ کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا، اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں، یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں، اور یہی لوگ فلاح اور نجات پانے والے ہیں"۔

پس ایمان کے لئے یہ ماننا ضروری ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجا ہے، جو شخص آپ کی لائی ہوئی شریعت اور احکام پر ایمان نہ لائے وہ سرے سے مومن ہی نہیں ہے، چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ کے متقی اور اولیاء میں سے ہو۔

اور جو شخص آپ کی لائی ہوئی شریعت کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کرے تو وہ بھی کافر ہے، مومن نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلاً(١٥٠)أُوْلَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا(١٥١)وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُوْلَئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا(١٥٢)﴾(٤)

"جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں، اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق رکھیں، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ بعض نبیوں پر تو ہمارا ایمان ہے اور بعض پر نہیں، اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان کوئی راستہ

---

(٣) سورۃ البقرۃ: ١-٥۔

(٤) سورۃ النساء: ١٥٠-١٥٢۔

Www.IslamicBooks.Website

بنائیں، یقین مانو کہ سب اصلی کافر ہیں، اور کافروں کے لئے ہم نے اہانت آمیز سزا تیار کر رکھی ہے، اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے تمام پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں، اور ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے، یہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ پورا ثواب دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے"۔

رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین اوامر و نواہی، وعد و وعید اور حلال و حرام کی تبلیغ کا ذریعہ سمجھے، حلال وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ حلال قرار دیں، اور حرام وہ ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ حرام ٹھہرائیں، دین وہی ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع قرار دیا ہو۔

جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ کسی ولی کو محمد ﷺ کی پیروی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کا راستہ معلوم ہے، تو وہ کافر ہے، شیطان کا دوست ہے۔

رہا اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوقات کو پیدا کرنا، انہیں روزی دینا، ان کی دعائیں قبول کرنا، اور ان کے دلوں کو ہدایت دینا، دشمنوں پر انھیں فتح دینا، اور دیگر تمام امور جو جلب منفعت اور دفع مضرت سے تعلق رکھتے ہیں، سب کے سب اللہ واحد کے اختیار میں ہیں، جن اسباب و ذرائع سے وہ چاہے انھیں انجام دیتا ہے، اس طرح کی چیزوں میں رسولوں کے واسطہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔

جو شخص اللہ کا ذکر نہ کرے وہ شیطان کا ولی ہے :

محمد ﷺ کے لائے ہوئے دین و شریعت پر عدم ایمان کفر ہے۔ کوئی شخص زہد و عبادت اور علم میں خواہ کتنا ہی بلند مقام حاصل کر لے، اگر محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لائے تو وہ مومن نہیں ہے، اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ولی ہے۔ علماء یہود و نصاریٰ میں بھی تو اصحاب

Www.IslamicBooks.Website

علم اور عابد وزاہد تھے، اسی طرح عرب، ترکی، اور ہندوستان وغیرہ کے مشرکین میں بھی علماء اور عبادت گزار لوگ موجود ہیں، ہندوستان اور ترکی میں بڑے بڑے حکماء ہیں، جو صاحب علم ہیں یا اپنے دین کے مطابق زہد وعبادت میں مشغول ہیں مگر محمد ﷺ کی تمام باتوں پر ایمان نہیں رکھتے ہیں، لہٰذا وہ کافر ہیں، اللہ کے دشمن ہیں، گو ان کے فرقہ کے لوگ انہیں اللہ والے کیوں نہ سمجھتے ہوں، جیسا کہ حکماء ایران اور مجوسی سب ہی کافر تھے۔

اسی طرح ارسطو جیسے حکماء یونان بھی مشرک تھے، اصنام اور کواکب پرست تھے، ارسطو عیسیٰ مسیح علیہ السلام سے تین سو سال پہلے گزرا ہے، وہ سکندر بن فلپس مقدونی کا وزیر تھا، روم ویونان کی تاریخیں اس سے ملتی ہیں، یہود و نصاریٰ بھی اسی سے اپنی تاریخ لکھتے ہیں، یہ وہ ذوالقرنین نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ارسطو ذوالقرنین کا وزیر تھا، چونکہ ذوالقرنین کو بھی کبھی کبھی سکندر کے نام سے پکارا جاتا تھا، اس لئے ان لوگوں کو دھوکہ ہوا، (غلط فہمی ہوئی) کہ سکندر مقدونی ہی سکندر ذوالقرنین ہے، ابن سینا اور ایک جماعت کا یہی خیال ہے، حالانکہ یہ غلط ہے، یہ مشرک سکندر جس کا وزیر ارسطو تھا کا زمانہ ذوالقرنین کے بعد کا ہے، اس نے نہ وہ معروف دیوار بنائی تھی نہ ہی یاجوج ماجوج کے ملک پہنچا تھا، یہ وہ سکندر ہے جس کے وزیروں میں شامل ارسطو روم کی مشہور و معروف تاریخ اسی سے لیا کرتا تھا۔

عرب، ہند، ترکی اور یونان وغیرہ کے بعض مشرکین علم، زہد، اور عبادت میں شاد کام تھے مگر وہ پیغمبروں کی اتباع نہیں کرتے تھے، نہ ان کی لائی ہوئی شریعتوں کو مانتے تھے، نہ ہی جو خبریں اور اطلاعات انہوں نے فراہم کی تھیں ان کی تصدیق کرتے تھے، اور نہ ہی جو حکم وہ دیتے تھے اس کی وہ اطاعت کرتے تھے، یہ لوگ نہ ہی مومن تھے نہ ہی اللہ والے، ان سے تو شیطانوں کا اتصال تھا، جو ان کے یہاں آکر کچھ باتوں کا انکشاف کرتے تھے، ان کے کچھ خوارق عادات (۵)

---

(۵) خارقِ عادت:

ہر وہ عمل جو انسانوں کے نزدیک مانوس و معروف عادات واطوار کے مخالف ہو، پس اگر یہ چیز نبی کے ذریعہ ظہور

Www.IslamicBooks.Website

پذیر ہو تو اسے معجزہ کہتے ہیں، اور اس کے ساتھ چیلنج بھی ہوتا ہے، اور کوئی دوسرا شخص اس طرح دکھلانے کی طاقت نہیں رکھتا، اس کی مختلف قسمیں ہیں، اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کے بعض معجزات کا ذکر کیا ہے۔

اور اگر یہ خارق عادت (عام معروف ومانوس اطوار کے خلاف چیز) اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کے ذریعہ ظاہر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں، اور اس کے ساتھ چیلنج نہیں ہوتا، اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے آخر میں صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد کے اولیاء کی کرامتوں کو بیان کیا ہے۔

اور اگر یہ خارق عادت چیز شیطان کے اولیاء میں سے کسی ولی کے ذریعہ ظاہر ہو تو حقیقت میں یہ چیز خارق عادت نہیں ہوتی۔

پس یا تو یہ دھوکا ہوگا یا حیلہ یا تخیل ہوگا، یا ایسے کام ہونگے جنھیں شیطان انجام دیتا ہے، جیسے جادوگروں اور مکاروں کے ہاتھوں کوئی چیز ظاہر ہوتی ہے، اور مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کے آخر میں اس کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں۔

اور (مخاطبہ) اور (مکاشفہ) اور (مشاہدہ) بھی مذکورہ بالا اشیاء کے ضمن میں داخل ہیں۔ پس اگر انسان خرق عادات کے طور پر کوئی ایسی بات سنے جسے دوسرے لوگ نہیں سن سکتے، تو وہ مخاطبہ کہلائے گا، اور اگر اس خرق عادت شےء کا تعلق دیکھنے (مشاہدہ) سے ہو اس طرح سے کہ انسان خواب یا بیداری میں ایسی چیزیں دیکھے جنھیں دوسرے لوگ نہیں دیکھتے، وہ مشاہدہ کہلاتی ہیں، اور اگر بندہ وحی یا الہام یا سچی فراست کے ذریعہ وہ باتیں جان لے جنھیں دوسرے لوگ نہیں جان سکتے تو یہ مکاشفہ کہلائے گا، اور کبھی مذکورہ بالا تمام چیزوں کو ہی کشف اور مکاشفہ کا نام دے دیا جاتا ہے، یعنی کہ یہ چیزیں اس بندے کے لئے کھول دی گئیں۔

خارق عادت امور کی یہ تقسیم بہت سارے متاخرین نے کی ہے، مگر ائمہ متقدمین میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے لوگوں نے معجزہ کا اطلاق ہر خارق عادت عمل پر کیا ہے، اور اسے آیات (نشانی) کا نام دیا ہے۔

(دیکھئے: التعریفات للجرجانی، ص: ۱۸۴، ومجموع فتاوی ابن تیمیہؒ، ۱۱/۳۱۱)

Www.IslamicBooks.Website

تصرفات تھے جن کا تعلق سحر کاری سے تھا، ان کا شمار ان سادھوؤں اور ساحروں میں تھا جن کے یہاں شیاطین آیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ (٢٢١) تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ (٢٢٢) يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ (٢٢٣)﴾ (٦)

"کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں، وہ ہر ایک جھوٹے، گنہگار پر اترتے ہیں، اچٹتی ہوئی سنی سنائی پہنچا دیتے ہیں، اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہیں"۔

وہ تمام حضرات جو کشف کرامات اور خارق عادات کے دعویدار ہیں، پیغمبروں کی اتباع نہ کریں تو ان کا جھوٹ بولنا اور ان سے شیطانوں کا جھوٹی باتیں کرنا لازم ہے۔ شرک، ظلم، بے حیائی کی باتوں، مبالغہ آرائی، شعبدی بدعات وخرافات، اور فسق وفجور سے ان کے اعمال کا آلودہ ہونا ضروری ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان پر شیطان اترتے ہیں، اور ان کے دوست بن جاتے ہیں، پس وہ شیطان کے اولیاء ہیں نہ کہ رحمان کے اولیاء، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَانِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ (٣٦)﴾ (٧)

"اور جو شخص رحمان کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، وہی اس کا ساتھ ہوتا ہے"۔

ذکر رحمٰن کا مفہوم:

رحمٰن کا ذکر وہی ذکر ہے جسے دے کر رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا ہے، اور وہ ذکر 'قرآنِ کریم' ہے، جو شخص قرآن کو نہ مانے، اس کی باتوں کو سچا نہ سمجھے، اور اس کے حکم کو واجب نہ سمجھے، تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے، اس لئے اس پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے، جو اس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَهَذَا ذِكْرٌ مُبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ لَهُ

(٦) سورۃ الشعراء: ٢٢١-٢٢٣۔ (٧) سورۃ الزخرف: ٣٦۔

Www.IslamicBooks.Website

مُنكِرُونَ(٥٠)﴾(٨)

"اور یہ نصیحت وبرکت والا قرآن بھی ہم نے نازل کیا ہے، توکیاتم اس کاانکارکروگے ؟"۔

اور فرمایا:﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى(١٢٤)قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا(١٢٥)قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى(١٢٦)﴾(٩)

"اور جس نے ہماری یاد سے روگردانی کی، تواس کی زندگی تنگی میں گزرے گی، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھاکر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا اے میرے پروردگار! تونے مجھے اندھاکر کے کیوں اٹھایا، حالانکہ میں تودنیامیں اچھاخاصادیکھتابھالتاتھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گاکہ اسی طرح ہوناچاہیئے تھا، دنیامیں تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تونے اسے بھلادیا(ان کی کچھ خبرنہ لی)توآج توبھی بھلادیاجائے گا"۔

اس سے معلوم ہواکہ ذکرسے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آیات ہیں، اسی لئے اگرکوئی شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ کارات دن ذکرکرتارہے، اور ساتھ ہی انتہادرجہ کازاہد وعابد بھی ہو اور عبادت میں حد سے آگے نکل جائے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے اس ذکر کی اتباع نہ کرے جو اس نے نازل فرمایاہے، یعنی "قرآنِ عزیز" تواس کاشمار شیطان کے دوستوں میں ہے، خواہ ہوامیں اڑتا پھرے، یاپانی پرچلاکرے، کیوں کہ ہوامیں بھی تواسے شیطان ہی اڑاکرلے جاتاہے۔(١٠)

---

(٨) سورۃطہ :١٢٤-١٢٦۔(٩) سورۃالأنبیاء :٥٠۔ (١٠) مجموع فتاویٰ ١١/ ٢٢٥ یہ بحث تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۲) : منافقین کی نشانیاں اور چند جاہلی اعمال

ایمان و نفاق شخص واحد میں :

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں ایمان تو ہوتا ہے، لیکن ان میں کچھ حصہ نفاق کا بھی موجود ہوتا ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **" أربع من كن فيه كان منافقاً خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتىٰ يدعها، إذا حدث كذب ، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان، وإذا عاهد غدر "(۱)**

" جس آدمی میں یہ چار عادتیں ہوں وہ خالص منافق ہے، اور جس کے اندر ان میں کی ایک عادت ہو اس میں نفاق کی ایک عادت ہوگی، جب تک کہ اسے ترک نہ کردے، (۱) بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) وعدہ کرے تو مکر جائے، (۳) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور (۴) معاہدہ کرے تو بے وفائی کرے "۔

صحیحین ہی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

"الإيمان بضع و ستون أو بضع وسبعون شعبة ، أعلاها قول لاإله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق، والحياء شعبة من الإيمان"(۲)

" ایمان کی ساٹھ سے کچھ زیادہ یا ستر سے کچھ زیادہ شعبے ہیں، سب سے بلند شعبہ " لاالہ

---

(۱) رواہ البخاری، ۱/ ۸۴، في الإيمان، باب علامات النفاق، وفي المظالم، باب إذا خاصم فجر، وفي الجهاد، باب إثم من عاهد ثم غدر، و مسلم، رقم : (۵۸)، في الإيمان، باب بيان خصال المنافق، اور " وإذا ائتمن خان " کا لفظ مسلم میں نہیں ہے۔

(۲) دیکھئے : صحیح البخاری، ج۱، کتاب الإیمان، باب امور الإیمان، حدیث رقم : (۹)، ص : ۱۲۔ و صحیح مسلم، ج۱، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان، حدیث رقم : (۵۸) ص : ۶۳، وایضاً رواہ الترمذي وابو داؤد وابن ماجۃ۔

Www.IslamicBooks.Website

الا اللہ" کہنا اور سب سے ادنیٰ شعبہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے، اور حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے"۔

پس نبی اکرم ﷺ کے بیان کے مطابق جس شخص میں مذکورہ عادتوں میں کوئی ایک عادت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک عادت ہو گی، جب تک کہ اسے ترک نہ کر دے، اور صحیحین میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ذرر ضی اللہ عنہ سے جو بہترین مومن تھے فرمایا: **"إنك امرؤ فيك جاهلية ، فقال :يا رسول الله! أعلىٰ كبر سني؟ قال :"نعم". (٣)**

"تم میں جاہلیت کا اثر ہے، پس ابو ذرر ضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! کیا اس درجہ عمر رسیدہ ہونے کے بعد بھی مجھ میں جاہلیت کا اثر باقی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں"!۔

اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"أربع في أمتي من أمر الجاهلية : الفخر في الأحساب، والطعن في الأنساب، والنياحة على الميت ، والإستسقاء بالنجوم"(٤)**

"میری امت میں چار باتیں جاہلیت کی ہوں گی، حسب (خاندان) پر فخر کرنا، نسب میں طعنہ زنی کرنا، میت پر نوحہ کرنا، اور ستاروں کے ذریعہ مینہ طلبی"۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"آية المنافق ثلاث:إذا حدث كذب ، وإذا وعد أخلف، وإذا ائتمن خان" وفي**

---

(٣) رواه البخاری، في الادب، باب ماينهى عن السباب، وفي الإيمان، باب المعاصي من امر الجاهلية، وفي العتق، باب العبيد إخوانكم، ومسلم رقم :(١٦٦١)، في الإيمان، باب إطعام المملوک، ج ٣ / ١٢٨٢۔

(٤) رواه مسلم، رقم :(٩٣٤)، في الجنائز، باب التشديد في النياحة، واحمد في المسند، ٥ / ٣٤٢، ٣٤٣، ٣٤٤، من حديث ابي مالك الأشعري رضي الله عنه۔

(٥) رواه البخاری، ١ / ٨٣، في الإيمان، باب علامات المنافق، وفي الشهادات، باب من امر بإنجاز الوعد۔ ومسلم، رقم :(٥٩)، في الإيمان، باب بيان خصال المنافق۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیح مسلم " وإن صام وصلىٰ وزعم أنه مسلم "(۵)

"منافق کی تین علامتیں ہیں : جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے، صحیح مسلم میں اتنا اضافہ ہے کہ "اگرچہ روزہ رکھے، نماز پڑھے، اور مسلمان ہونے کا دعویدار ہو"۔

بخاری میں ابن ابی ملیکہ کا یہ قول مذکور ہے : **"أدركت ثلاثين من أصحاب محمد ﷺ كلهم يخاف النفاق على نفسه" (٦)**

"یعنی مجھے محمد ﷺ کے تیس صحابہ کرام کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہے، ان میں سے ہر ایک اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ رکھتا تھا"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ فَبِإِذْنِ اللَّهِ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ (١٦٦) وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا وَقِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوِ ادْفَعُوا قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَاتَّبَعْنَاكُمْ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ﴾(۷)

"اور تمہیں جو کچھ اس دن پہنچا جس دن دو جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تھی، وہ سب اللہ کے حکم سے تھا، اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہری طور پر جان لے، اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے، جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یا کافروں کو ہٹاؤ، تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے، اس دن وہ بہ نسبت ایمان کے کفر سے بہت قریب تھے"۔

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ایمان کے بالمقابل کفر سے قریب تر قرار دیا، معلوم ہوا کہ ان میں کفر اور ایمان ملا جلا ہے، اور ان کا کفر قوی تر ہے، بعض میں کفر و ایمان مخلوط ہوتے ہیں، مگر ایمان قوی تر ہوتا ہے، اور جب اولیاء اللہ مومنین و متقین ہی ٹھہرے تو ظاہر ہے کہ بندے کا ایمان اور تقویٰ جس قدر زیادہ ہوگا اتنی ہی اللہ تعالیٰ سے اس کی ولایت میں اضافہ ہوگا۔

---

(٦) دیکھئے : صحیح البخاری، ۱/۱۰۱، في الإيمان، باب خوف المؤمن من ان يحبط عمله وهو لا يشعر۔

(۷) سورۂ آل عمران : ۱٦٦۔

Www.IslamicBooks.Website

پس جو شخص ایمان و تقویٰ میں کامل تر ہوگا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی دوستی اور ولایت کامل تر ہوگی، اللہ تعالیٰ کی دوستی میں بعض دوسروں پر اتنی ہی فضیلت رکھتے ہیں جتنی فضیلت انہیں ایمان و تقویٰ میں حاصل ہے۔

اسی طرح لوگ اللہ سے دشمنی رکھنے میں بھی اتنا ہی بڑھے ہوئے ہوتے ہیں، جتنا وہ کفر و نفاق میں بڑھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ (١٢٤) وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَىٰ رِجْسِهِمْ وَمَاتُوا وَهُمْ كَافِرُونَ (١٢٥)﴾(٨)

"اور جس وقت کوئی سورت نازل کی جاتی ہے، تو منافقوں میں سے بعض لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگتے ہیں کہ بھلا اس سورت نے کس کا ایمان بڑھا دیا، تو جو پہلے سے ایمان والے ہیں اس سورت نے ان کا تو ایمان بڑھا دیا، اور وہ اپنی جگہ خوشیاں مناتے ہیں، اور جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا روگ ہے اس سورت نے ان کی پچھلی خباثت پر ایک خباثت اور بڑھائی، اور یہ لوگ کفر ہی کی حالت میں مر گئے"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ﴾(٩)

"ترجمہ مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے۔

اور فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ (١٧)﴾(١٠)

"اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں قرآن سننے سے ان کو اور زیادہ ہدایت ملتی ہے، اور اللہ تعالیٰ انہیں پرہیزگاری کی توفیق دیتا ہے"۔

---

(٨) سورۃ التوبہ: ١٢٤، ١٢٥۔

(٩) سورۃ التوبہ: ٣٧۔

(١٠) سورۃ محمد: ١٧۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ نے منافقوں کے بارے میں فرمایا: ﴿فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا﴾(۱۱)

"ان کے دلوں میں بیماری پہلے سے تھی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو اور بڑھا دیا"۔

اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ ایک شخص میں اس کے ایمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی دوستی بھی ہوتی ہے اور کفر کے بقدر اس کے اندر اللہ تعالیٰ کی دشمنی بھی ہوتی ہے، ارشاد ہے:

﴿وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا﴾(۱۲)

"(ان باتوں سے) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ایمان بڑھاتا ہے، جن میں پہلے سے ایمان ہو"۔

اور فرمایا: ﴿لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ﴾(۱۳)

"تاکہ ان کے پہلے ایمان کے ساتھ اور ایمان زیادہ ہو"۔

---

(۱۱) سورۃ البقرۃ: ۱۰۔

(۱۲) سورۃ المدثر: ۳۱۔

(۱۳) سورۃ الفتح: ۴۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۳) : اولیاء اللہ کے طبقے

اولیاء اللہ کے دو طبقے ہیں : (۱) سابقین مقربین۔ (۲) اصحاب یمین مقتصدین۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی جگہوں پر، سورۃ واقعہ، کے شروع میں، اس کے آخر میں، سورہ نساء، سورہ مطففین اور سورہ فاطر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کبریٰ کا ذکر پہلے حصہ میں اور قیامت صغریٰ کا ذکر آخر حصہ میں فرمایا ہے، پہلے حصہ میں فرمایا: ﴿إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ(۱)لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ(۲)خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ(۳)إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًّا(٤)وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا(٥)فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنبَثًّا(٦)وَكُنتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً(٧)فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ(٨)وَأَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ(٩)وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ(١٠)أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ(١١)فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ(١٢)ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ(١٣)وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ(١٤)﴾(۱)

"جب قیامت جو ضرور واقع ہونے والی ہے واقع ہو جائے گی، اور اس کے واقع ہونے میں کچھ بھی خلاف نہیں، اس وقت لوگوں کا فرق مراتب ظاہر ہو گا، بعضوں کو نیچا دکھائے گی، اور بعضوں کے درجے بلند کرے گی، اور واقع ہو گی اس وقت جب کہ زمین زلزلہ کے ساتھ ہلا دی جائے گی، اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے، پھر وہ مثل پراگندہ غبار کے ہو جائیں گے، اور اس وقت تم لوگوں کی بھی تین قسمیں ہوں گی، ایک تو داہنے ہاتھ والے، سو داہنے ہاتھ والوں کا کیا کہنا ہے، اور ایک بائیں ہاتھ والے، سو بائیں ہاتھ والوں کا کیا ہی برا حال ہے، اور تیسرے جو سامنے آگے بڑھائے گئے ہیں، سو یہ آگے ہی بڑھانے کے قابل ہیں، یہ بارگاہ الٰہی کے مقرب ہیں، ان کو بہشت کے آرام وآسائش کے باغوں میں جگہ دی جائے گی، اور اس گروہ میں بہت تو اگلے لوگوں میں سے ہوں گے، اور تھوڑے پچھلوں سے بھی"۔

---

(۱) سورۃ الواقعۃ :۱-۱۴۔

Www.IslamicBooks.Website

جب قیامت کبریٰ برپا ہوگی تو لوگوں کی تقسیم اس طرح ہوگی، اس قیامت کبریٰ میں اللہ تعالیٰ پہلے لوگوں اور پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا، جیسا کہ قرآن کریم میں کئی جگہوں پر وارد ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے سورت کے آخر میں فرمایا: ﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ (٨٣) وَأَنتُمْ حِينَئِذٍ تَنظُرُونَ (٨٤) وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنكُمْ وَلَٰكِن لَّا تُبْصِرُونَ (٨٥) فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ (٨٦) تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (٨٧) فَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ (٨٨) فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ (٨٩) وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ (٩٠) فَسَلَامٌ لَّكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ (٩١) وَأَمَّا إِن كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الضَّالِّينَ (٩٢) فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ (٩٣) وَتَصْلِيَةُ جَحِيمٍ (٩٤) إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ (٩٥) فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ (٩٦)﴾ (٢)

"پس جب کہ جان بدن سے کھنچ کر گلے میں آپہنچے، اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے رہو، اور کچھ نہ کر سکو، اور ہم تم تیمارداروں کی بہ نسبت اس بیمار جاں بہ لب سے زیادہ نزدیک تر ہیں، مگر تم نہیں دیکھ سکتے، پس اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں، اور خود اختیاری کے دعوے میں سچے ہو، تو ذرا اس روح کو تو لوٹاؤ، پس اگر کوئی بارگاہ الٰہی کے مقربوں میں سے ہے تو اس کیلئے آرام وآسائش ہے، اور بافراغت روزی اور آرام والی جنت ہے، اور اگر وہ داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ اے شخص جو داہنے ہاتھ والوں میں سے ہے، تجھ پر سلام، اور اگر جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے، تو کھولتے ہوئے گرم پانی سے ضیافت ہے، اور آخر کار جہنم میں دھکیل دیا جائے گا، بیشک آخرت کا یہ حال جو بیان کیا گیا بالکل سچ اور یقینی ہے، پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح بیان کر"۔

سورہ دہر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا (٣) إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلَا وَأَغْلَالًا وَسَعِيرًا (٤) إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ

---

(٢) سورۃ الواقعۃ: ٨٣-٩٦۔

Www.IslamicBooks.Website

مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا(٥)عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا(٦)يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا(٧)وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا(٨)إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا(٩)إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا(١٠)فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا(١١)وَجَزَاهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا (١٢)﴾(٣)

''ہم نے اس کو دین کا راستہ بھی دکھایا، پھر اب دو قسم کے آدمی ہیں، یا شکر گزار ہیں یعنی مسلمان، یا نا شکرے یعنی کافر، ہم نے کافروں کیلئے زنجیریں اور طوق اور دوزخ کی شعلوں والی آگ تیار کر رکھی ہے، بیشک نیک لوگ آخرت میں ایسی شراب کے جام پئیں گے جس میں کافور کے پانی کی آمیزش ہوگی، اور کافور کے پانی کا ایک چشمہ ہوگا، جس کا پانی اللہ کے خاص بندے پئیں گے، اور جہاں جائیں گے اس چشمہ کو بہالے جائیں گے، یہ وہ لوگ ہیں، جو اپنی منتیں پوری کرتے ہیں، اور قیامت کے اس دن سے ڈرتے ہیں، جس کی مصیبت سب طرف پھیل جانے والی ہے، اور اللہ کی محبت میں محتاج اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، اور ان کو جتا بھی دیتے ہیں کہ ہم تو تم کو صرف اللہ کی رضامندی کیلئے کھلاتے ہیں، ہم کو تم سے نہ کچھ بدلہ درکار ہے نہ شکر گزاری، ہم کو اپنے پروردگار سے اس دن کا ڈر لگ رہا ہے جو اداسی اور سختی والا دن ہوگا، پس اللہ تعالیٰ نے اس دن کی مصیبت سے ان کو بچالیا، اور ان کو تازگی اور خوشی پہنچائی، دنیا میں ان کے صبر کی وجہ سے اس کے بدلہ میں رہنے کو بہشت اور پہننے کو ریشمی لباس عطا فرمائے''۔

اسی طرح سورہ مطففین میں فرمایا: ﴿كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ(٧)وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ(٨)كِتَابٌ مَّرْقُومٌ(٩)وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ(١٠)الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ(١١)وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ(١٢)إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ(١٣)كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ(١٤)كَلَّا إِنَّهُمْ عَن

(٣) سورۃ الإنسان: ٣-١٢۔

Www.IslamicBooks.Website

رَبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَمَحْجُوبُونَ(١٥)ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ(١٦)ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ(١٧)كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ(١٨)وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ (١٩) كِتَابٌ مَرْقُومٌ(٢٠)يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ(٢١)إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (٢٢) عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ (٢٣)تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ(٢٤)يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ (٢٥)خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ (٢٦)وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ (٢٧)عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ(٢٨)﴾(۴)

”یقیناً بد کاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے، اور تجھے کیا معلوم سجین کیا ہے، یہ (تو) لکھی ہوئی کتاب ہے، اس دن جھٹلانے والوں کو بڑی تباہی ہے، جو روز جزا و سزا کو جھٹلاتے ہیں، اور اس کو وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے آگے نکل جانے والا (اور) گنہ گار ہو، جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے فسانے ہیں، نہیں بلکہ ان کے دلوں پر انہیں کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے، یہی لوگ ہیں جو اس دن اپنے پروردگار کے سامنے نہیں آنے پائیں گے، پھر یہ لوگ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے، پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہی تو وہ چیز ہے جس کو تم دنیا میں جھوٹ جانتے تھے، نیک لوگوں کے نامۂ اعمال علیین میں درج ہوتے رہتے ہیں، اور اے پیغمبر تو کیا سمجھے کہ علیین کیا چیز ہے؟، وہ تو ایک لکھی ہوئی کتاب ہے، اس کا مشاہدہ کرنے کیلئے مقرب فرشتے تعینات ہیں، بیشک نیک لوگ بڑے آرام میں ہوں گے، تختوں پر بیٹھے بہشت کی سیر دیکھ رہے ہوں گے، جب تو ان کو دیکھے تو ان کے چہروں کی خوشحالی کی تازگی صاف پہچان لے، ان کو شراب خالص سر بند پلائی جائے گی، جس کی بوتل کی مہر مشک کی ہو گی، اور سبقت کرنے والوں کو چاہیئے کہ اس میں سبقت کیا کریں، اور اس کی آمیزش تسنیم کی ہو گی، تسنیم جنت کا ایک چشمہ ہے جس سے خصوصیت کے ساتھ مقرب لوگ شاد کام ہوں گے“۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے سلف صالحین سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ تسنیم کا پانی اصحاب یمین کیلئے آمیزہ ہو گا، مگر مقربین خالص پئیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ

(۴) سورۃ المطففین: ۷-۲۸۔

Www.IslamicBooks.Website

نے "یشرب منھا" نہیں "یشرب بھا" فرمایا ہے، کیونکہ 'یشرب' میں 'یروی' کا مفہوم شامل ہے۔ پینے والا گاہ پیتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا، لہذا، جب "یشرب منھا" کہا جائے گا تو اس میں سیری کا مفہوم نہیں ہوگا، مگر "یشرب بھا" کہا جائے گا تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ آسودہ ہوگئے، مقربین اس سے سیراب ہوں گے، مزید کی ضرورت انہیں نہ ہوگی، اس لئے وہ بغیر آمیزش کے پئیں گے، برعکس اصحاب یمین، کہ ان کیلئے خوب آمیزش کی جائے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ دہر میں فرمایا: ﴿كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا(٥)عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا(٦)﴾(٥)

"وہ چشمہ جس میں کافور ملی ہوئی ہے، اس سے اللہ کے بندے سیر ہو کر پئیں گے، اور جہاں چاہیں گے اس چشمہ کو بہالے جائیں گے"۔

اس آیت میں مذکور "عباد اللہ" سے مراد وہ مقربین ہیں، جن کا ذکر سورہ واقعہ میں آیا ہے، وجہ یہ ہے کہ خیر و شر میں جزا نوعیت عمل کے مطابق ہوا کرتی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**من نفس عن مؤمن كربة من كرب الدنيانفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامة ، ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة ، ومن ستر مسلماً ستره الله في الدنيا والآخرة، والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه ، ومن سلك طريقاً يلتمس فيه علماً ، سهل الله له به طريقاً إلى الجنة، وماجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم إلا نزلت عليهم السكينة ، وغشيتهم الرحمة ، وحفتهم الملائكة، وذكرهم الله فيمن عنده، ومن بطأ به عمله لم يسرع به نسبه**"(٦)

"جس نے کسی مومن کی کوئی دنیوی تکلیف دور کی، اللہ تعالیٰ اس کی اخروی تکلیف دور

---

(٥) سورۃ الإنسان: ٥-٦۔

(٦) رواہ مسلم، ج ٤، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر، رقم: (٢٦٩٩) ص: ٢٠٧٤، وایضاً رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ۔

Www.IslamicBooks.Website

کرے گا، اور جس نے کسی تنگدست کی مشکل آسان کی، اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا، اور جو شخص کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت میں اس کی ستر پوشی فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے، اور جو شخص طلب علم کیلئے کچھ راستہ طے کرے، اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جب کبھی لوگ اللہ کے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت اور آپس میں اس کی درس و تدریس کرتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، اور ان پر اللہ کی رحمت چھاجاتی ہے، فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ اپنے درباریوں میں ان کا ذکر خیر کرتا ہے، اور جسے اس کا عمل پیچھے ڈال دے، اسے اس کا حسب نسب آگے نہیں بڑھاتا"۔

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: **"الراحمون یرحمهم الرحمن ، إرحموا من في الأرض یرحمکم من في السماء" (۷) قال الترمذي: حدیث صحیح.**

"رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے، رحم کرو تم اہل زمیں پر، تاکہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے"۔

؎ کرو مہربانی تم اہل زمین پر   خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

سنن میں ایک دوسری صحیح حدیث ہے: **"یقول الله تعالیٰ أنا الرحمن خلقت الرحم وشققت لها اسما من اسمي فمن وصلها وصلته، ومن قطعها بتته" (۸)**

---

(۷) رواہ ابو داؤد، ۵/ ۲۳۱، رقم: (۴۹۴۱)، في الادب، باب في الرحمة، والترمذي، رقم: (۱۹۸۹) من حديث ابي هريرة رضي الله عنه، في البر والصلة، باب في رحمة الناس، ۳/ ۲۱۷، وهو حديث صحيح بشواهده، انظر "مجمع الزوائد" ۸/ ۱۷۸۔

(۸) رواہ ابو داؤد، ۲/ ۳۲۲، كتاب الزكاة، باب صلة الرحم، رقم: (۱۶۹۴)، والترمذي، ۳/ ۲۱۰، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في قطيعة الرحم، رقم: (۱۹۰۷)، واحمد في المسند، ۱/ ۱۹۱-۱۹۲، من حديث عبد الرحمٰن بن عوف، رضی اللہ عنہ، و قال الترمذی: "هذا حديث حسن صحيح"، وایضاً رواہ احمد، ۲/ ۴۹۸، من حديث ابي هريرة رضی اللہ عنہ، فهو حديث صحيح۔

Www.IslamicBooks.Website

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا اور اس کا نام اپنے نام سے مشتق کر کے رکھا ہے، پس جو شخص صلہ رحمی کرے گا میں اس کو ملائے رکھوں گا اور جو رشتوں کو توڑ ڈالے گا، میں اسے توڑ ڈالوں گا"۔

اور فرمایا: **"من وصلها وصله الله ومن قطعها قطعه الله"** (۹)

"جس نے ان (رشتوں) کو ملایا، اللہ تعالیٰ اسے ملاتا ہے، اور جو ان کو توڑتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے توڑتا ہے"۔

اور اس قسم کی احادیث بہ کثرت وارد ہیں۔

اللہ کے اولیاء جیسا کہ گزر چکا ہے دو طرح کے ہیں، مقربین اور اصحاب یمین، نبی کریم ﷺ نے ہر دو قسم کے اولیاء کے اعمال کی تشریح فرمادی ہے، ارشاد ہے: **"يقول الله تعالىٰ: من عاد لي ولياً فقد بارزني بالمحاربة وما تقرب إلي عبدي بمثل أداء ماافترضته عليه ولا يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه، فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به، وبصره الذي يبصر به، ويده التي يبطش بها، ورجله التي يمشي بها"** (۱۰)

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا، اور کوئی بندہ فرائض ادا کرنے سے جس قدر میرے قریب ہوتا ہے اتنا کسی اور ذریعہ سے نہیں ہوتا، اور میرا بندہ نوافل ادا کر کے میری قربت چاہتا ہے یہاں تک کہ میں

---

(۹) رواه الترمذي، عن عبد الله بن عمرو، وقال: حسن صحيح، ورواه البخاري عن ابي هريرة، بلفظ "إن الرحم شجنة من الرحمٰن، فقال الله: من وصلك وصلته، ومن قطعك قطعته"، رواه مسلم، عن عائشة، بلفظ "الرحم معلق بالعرش تقول: من وصلني وصله الله، ومن قطعني قطعه الله"۔

انظر: سنن الترمذي، ج ۳، ابواب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة الناس، رقم: (۱۹۸۹)، ص: ۲۱۷۔ صحيح البخاري، ج ۵، كتاب الادب، باب من وصل وصله الله، رقم: (۵۶۴۲)، ص: ۲۲۳۲۔ و صحيح مسلم، ج ۴، كتاب البر والصلة والآداب، باب صلة الرحم وتحريم قطيعتها، رقم: (۲۵۵۵)، ص: ۱۹۸۱۔

(۱۰) اس حدیث کی تخریج فصل اول، (حاشیہ: ۲) میں گزر چکی ہے،

Www.IslamicBooks.Website

اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے"۔

ابرار یعنی اصحاب یمین وہ ہیں جو فرائض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے جو ان پر حرام کر دیا ہے اسے ترک کر دیتے ہیں، اور اپنے آپ کو نوافل کا پابند نہیں بناتے، اور نہ غیر ضروری مباح چیزوں سے باز رہتے ہیں۔

مقربین: سابقین مقربین وہ لوگ ہیں جو فرائض ادا کرنے کے بعد نوافل کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کرتے ہیں، واجبات اور مستحبات پر عمل پیرا رہتے ہیں، حرام اور مکروہات سے اجتناب کرتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ان تمام محبوب اور پسندیدہ باتوں کو اختیار کر کے اس کا تقرب حاصل کر لیتے ہیں، جو ان کے بس میں ہوتی ہیں، تو مالک ان سے پوری محبت کرنے لگتا ہے، جیسا کہ حدیث قدسی میں گزر چکا ہے: "ویزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه".

"اور میرا بندہ نوافل ادا کر کے میری قربت چاہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں"۔

اس محبت سے مراد مطلق محبت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (٦) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ (٧)﴾ (١١)

"ہمیں سیدھا راستہ بتا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام نازل کیا، نہ کہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ گمراہوں کا راستہ"۔

یہاں انعام سے مراد وہی مطلق اور کامل انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ارشاد میں مذکور ہے: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ

---

(١١) سورۃ الفاتحۃ: ٦، ٧۔

(١٢) سورۃ النساء: ٦٩۔

Www.IslamicBooks.Website

النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا(٦٩)﴾(١٢)

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کرے، تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام نازل کیا، یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوگا، اور وہ لوگ کتنے بہتر ساتھی ہیں“۔

ان مقربین کے حق میں مباح اشیاء اطاعت بن جاتی ہیں، جن کے ذریعہ وہ اللہ عزوجل سے قرب حاصل کرتے ہیں، چنانچہ ان کے تمام اعمال اللہ کی عبادتیں بن جاتے ہیں، پس جس طرح ان کا عمل خالص اور بے آمیز ہو چکا ہوتا ہے، اسی طرح وہ خالص اور بے آمیز شراب نوش جان فرمائیں گے۔

مقتصدین کے اعمال میں بعض چیزیں وہ ہوتی ہیں جو اپنی ذات کیلئے کرتے ہیں، اس لئے نہ تو ان کو ان اعمال پر سزا ملتی ہے اور نہ جزا، ان لوگوں کو خالص شراب نہیں ملے گی، بلکہ دنیا کے اندر انہوں نے جس قدر ملاوٹ کی ہوگی اسی قدر مقربین کی شراب کے مقابلہ میں ان کی شراب کے اندر ملاوٹ ہوگی۔

انبیاء کی تقسیم اولیاء کی تقسیم کے طرز پر

(۱) عبد و رسول (۲) ملک و نبی

مذکورہ اولیاء کی تقسیم ایسی ہی ہے جیسے انبیاء علیہم السلام کی تقسیم ہے، انبیاء علیہم السلام بھی دو طرح کے گذرے ہیں، ایک بندہ پیامبر دوسرا بادشاہ نبی۔

اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو یہ اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو بندہ پیامبر بنیں یا بادشاہ نبی کی شان اختیار کریں، آپ ﷺ نے بندہ پیامبر بننا پسند فرمایا۔

بادشاہ نبی کی مثالیں داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کی طرح دوسرے انبیاء ہیں، سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا کہ، سلیمان علیہ السلام نے دعا کی: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ(٣٥)فَسَخَّرْنَا لَهُ

Www.IslamicBooks.Website

الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ(٣٦)وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاء وَغَوَّاص (٣٧)
وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ(٣٨)هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ
(٣٩)﴾(١٣)

"اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے، اور مجھکو ایسی سلطنت عنایت فرما جو میرے سوا کسی (شخص) کے لائق نہ ہو، بیشک تو بڑا فیاض ہے، تو ہم نے ہوا کو ان کا تابع کر دیا کہ جہاں پہنچنا چاہتے ان کے حکم کے مطابق اسی طرف کو نرمی سے چلتی، طاقتور جنات کو بھی (ان کا ماتحت کر دیا) ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ خور کو، اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے ہیں، ہم نے سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ یہ ہے ہماری بے حساب دین، اب تم چاہو تو اس سے لوگوں پر احسان کرو یا تمام سازو سامان اپنے پاس رکھو"۔

"فَامْنُنْ أَوْأَمْسِكْ بِغَيْرِحِسَابٍ" سے مراد یہ ہے کہ جسے چاہو دو اور جسے چاہو محروم کر دو، تم سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔

پس بادشاہ نبی وہ کام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ اس پر فرض کرتا ہے، اور اس کام کو چھوڑ دیتا ہے جسے اللہ اس پر حرام کر دیتا ہے، پھر وہ اپنی سلطنت اور دولت کے اندر اپنی پسند اور اختیار سے تصرف کرتا ہے، اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا۔

اور بندہ رسول کسی کو اپنے پروردگار کے حکم کے سوا کچھ نہیں دیتا، اور اپنی مرضی کے مطابق نہ کسی کو کچھ دیتا ہے، نہ کسی کو محروم کرتا ہے، بلکہ جسے دینے کا حکم اسے مالک کی طرف سے ملتا ہے اس کو دیتا ہے، اور جسے دوست بنانے کا حکم ہوتا ہے، اسی کو دوست بناتا ہے، اس کے سارے اعمال اللہ کی عبادت ہوا کرتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**إني والله لا أعطي أحداً ولا أمنع أحداً إنما أنا**

---

(١٣) سورۃ ص: ٣٥-٣٩۔

(١٤) رواہ احمد في المسند، ٢/ ٤٨٢، بلفظ: واللہ ما اعطیکم، ولا امنعکم وإني انا قاسم اضع حیث امرت"، ورواہ البخاري، ٣، ابواب الخمس، رقم: (٢٩٤٩) ص: ١١٣٤، باب قولہ تعالیٰ: "فأن للہ خمسہ للرسول.." وروایۃ

Www.IslamicBooks.Website

قاسم أضع حيث أمرت"(۱۴)

"مجھے اللہ کی قسم کہ میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اور نہ کسی سے کچھ باز رکھتا ہوں، میں تو محض تقیم کرنے والا ہوں، وہاں خرچ کرتا ہوں جہاں حکم ہوتا ہے"

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شرعی اموال کی نسبت اللہ اور اس کے رسول کی جانب کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ الْأَنفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ﴾(۱۵)

"آپ فرما دیجئے کہ غنیمت کا مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہے"۔

اور فرمایا: ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ﴾(۱۶)

"جو مال اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ان بستیوں کے لوگوں سے مفت میں دلوا دے وہ اللہ کا حق ہے اور رسول (ﷺ) کا"۔

اور فرمایا: ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ﴾(۱۷)

"اور تم جان لو، تم جس قسم کی جو بھی غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کا اور رسول کا ہے"۔

اسی لئے علماء کا سب سے مضبوط قول یہ ہے کہ ایسے مال حاکم وقت کے اجتہاد کے مطابق انہی امور میں خرچ کئے جائیں گے جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہوں، یہی مذہب امام مالکؒ اور دیگر سلف صالحین کا ہے، ایک روایت کے مطابق یہی مذہب امام احمدؒ کا بھی ہے، خمس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے، امام شافعیؒ کا یہی قول ہے، اور امام احمدؒ کا مشہور قول بھی یہی ہے، نیز حصوں میں تقسیم کئے جانے کی بات بھی کہی گئی ہے، جیسا کہ امام ابو

المصنف رحمه الله، له بالمعنى، وهو اقرب إلى رواية احمد، ورواه مسلم، من حديث معاوية بلفظ "إنما انا قاسم ويعطى الله"، انظر صحيح مسلم، ج ۳، كتاب الزكاة، باب النهي عن المسألة، رقم: (۱۰۳۹) ص: ۷۱۹۔

(۱۵) سورة الانفال: ۱۔

(۱۶) سورة الحشر: ۷۔

(۱۷) سورة الأنفال: ۴۱۔

Www.IslamicBooks.Website

حنیفہؒ کا قول ہے، یہاں یہ بات بیان کرنا مقصود ہے کہ بندہ رسول بادشاہ نبی سے افضل ہے، چنانچہ ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد علیہم السلام یوسف، داؤد اور سلیمان علیہم السلام سے افضل ہیں۔

جس طرح مقربین سابقین ان اصحاب یمین سے افضل ہیں جو مقربین سابقین نہ ہوں، جنھوں نے واجبات کی ادائیگی کی، مگر مباح اشیاء میں سے جو پسند ہوا اسے بھی کر گذرے وہ اصحاب یمین میں ہوگا، اور جو شخص وہی کرے جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہو، اور مباح اشیاء کو بھی اللہ کے حکم کے مطابق استعمال کرے اس کا شمار مقربین سابقین میں ہوگا۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۴): امتِ محمدیہ کی قسمیں اور مُعتزلہ اور مُرجئہ کا رد

اللہ تعالیٰ نے سورہ فاطر میں مقتصد اور سابق اولیاء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ (٣٢) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ (٣٣) وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ (٣٤) الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ (٣٥)﴾(۱)

”پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جن کو ہم نے اہل سمجھ کر اس خدمت کے لئے منتخب فرمایا، یعنی مسلمانوں کو، پھر ان میں سے بعض تو اس پر عمل نہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم و ستم کر رہے ہیں، اور بعض ان میں متوسط درجہ کے ہیں، اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اللہ کے حکم سے نیکیوں میں اوروں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں، یہی تو اللہ کا بڑا فضل ہے، اور اس کا صلہ ہے ہمیشہ رہنے کے بہشت کے باغ کہ یہ لوگ رہنے کے لئے ان میں داخل ہوں گے، اور وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، اور وہاں ان کا معمولی لباس بھی ریشمی ہوگا، اور یہ لوگ نعمتیں پا کر کہیں گے، اللہ کا شکر ہے جس نے ہر طرح کا رنج و غم ہم سے دور کر دیا، بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور ایسا بڑا قدردان ہے کہ اس نے ہم کو اپنے فضل سے ٹھہرنے کے لئے، ایسے گھر میں لا اتارا کہ یہاں ہم کو نہ کسی طرح کی تکلیف پہنچتی ہے، اور نہ یہاں ہم کو تکان لاحق ہوتی ہے“۔

اس آیت کے اندر تینوں قسمیں صرف محمد ﷺ کی امت کی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ

(۱) سورہ فاطر: ۳۲-۳۵۔

Www.IslamicBooks.Website

نے ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا...﴾ میں بیان فرمایا ہے۔

امت محمدیہ ہی گذشتہ اقوام کے بعد کتاب کی وراثت سے سرخرو ہوئی ہے، یہ حافظان قرآن کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جس کا قرآن پر ایمان ہو۔

اور یہ ظالم لنفسہ، مقتصد اور سابق بالخیرات کی ہر سہ تقسیم میں آتے ہیں۔

بر عکس از ایں وہ آیات ہیں جو سورہ واقعہ (۲)، سورہ دھر (انسان) (۳)، سورہ مطففین (۴)، اور سورہ انفطار (۵) میں وارد ہیں، ان میں تمام گذشتہ امتوں کے مومن وکافر داخل ہیں، اور یہاں جو تقسیم کی گئی ہے وہ تقسیم محمد ﷺ کی امت کیلئے مخصوص ہے۔

"ظالم لنفسہ" وہ لوگ ہیں جو گناہ کریں اور اس پر اصرار کریں۔

"مقتصد" وہ ہے جو فرائض ادا کرے اور محرمات سے پرہیز کرے۔

"سابق بالخیرات" وہ ہے جو فرائض اور نوافل دونوں کا پابند ہو، جیسا کہ ان آیات میں ہے، اور جو شخص اپنے گناہ سے خواہ کیسا ہی گناہ کیوں نہ ہو خالص توبہ کر لے، وہ اس کی وجہ سے سابقین اور مقتصدین سے خارج نہیں ہوتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ(١٣٣)الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنْ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ(١٣٤) وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ (١٣٥)أُوْلَئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

---

(۲) سورۃ واقعہ: ۱-۱۴ و ۸۳-۹۶۔

(۳) سورۃ دھر: ۳-۱۲۔

(۴) سورۃ المطففین: ۷-۲۸۔

(۵) سورۃ الانفطار:

(۶) سورۃ آل عمران: ۱۳۳-۱۳۶۔

Www.IslamicBooks.Website

خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ(١٣٦)﴾(٦)

"اور اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا پھیلاؤ زمین وآسمان کے برابر ہے، سجی سجائی ان پرہیز گاروں کے لئے تیار ہے، جو خوشحالی اور تنگ دستی دونوں حالتوں میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے، اور غصہ کو روکتے اور لوگوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے، اور وہ لوگ ایسے نیک دل ہیں، کہ بہ تقاضائے بشریت جب کوئی گناہ کا کام کر بیٹھتے ہیں، یا کوئی اور بے جابات کر کے اپنایا اپنے دین کا کوئی نقصان کر لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگتے ہیں، اور اللہ کے سوا اپنے بندوں کے گناہوں کا معاف کرنے والا اور ہے ہی کون ؟، اور وہ لوگ جو باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے، یہی لوگ ہیں جن کا بدلہ ان کے پروردگار کی طرف سے مغفرت ہے، اور مغفرت کے علاوہ بہشت کے باغ جن کے نیچے نہریں پڑی بہ رہی ہوں گی، اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، اور نیک کام کرنے والوں کے بھی کیسے اچھے اجر ہیں"۔

کوئی موحد جہنم میں ہمیشہ نہیں رہے گا:

اللہ تعالیٰ کے ارشاد﴿جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا﴾(۷) سے اہل سنت یہ استدلال کرتے ہیں کہ اہل توحید میں سے کوئی بھی ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا، البتہ اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے متواتر احادیث مروی ہیں کہ بہت سے لوگ جو کبیرہ گناہوں کے مرتکب ہیں دوزخ میں داخل ہوں گے، اور تواتر کے ساتھ اس مضمون کی حدیثیں بھی وارد ہیں، کہ یہ اہل کبائر بالآخر دوزخ سے نکلیں گے۔

جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اہل کبائر جہنم میں ہمیشہ رہیں گے، اور آیت کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ سابقین ہی اس میں داخل ہوں گے، اور مقتصد یا ظالم لنفسہ اس میں داخل نہ ہوں گے، جیسا کہ معتزلہ نے اس کی تاویل کی ہے یہ قول فرقہ مرجبۂ کے بالمقابل ہے ۔

(۷) سورۃ الرعد: ۲۳۔

Www.IslamicBooks.Website

مرجئہ کا عقیدہ ہے کہ اہل کبائر میں سے کوئی
ہر گز دوزخ میں داخل نہ ہوگا، اور سب کے سب عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔

یہ دونوں اقوال نبی ﷺ سے متواتر سنت، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے اجماع کے مخالف ہیں دونوں گروہوں کا فساد عقیدہ حسب ذیل دو آیتوں سے بالکل ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾(۸)

"اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، اور اس کے علاوہ جس کے جو گناہ چاہے گا معاف فرمادے گا"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی ہے کہ وہ شرک کو نہیں بخشے گا، نیز یہ کہ کم درجہ کا گناہ چاہے گا تو معاف فرمادے گا، اس سے یہ مراد لینا جائز نہیں کہ وہ صرف توبہ کرنے والے ہی کو بخشے گا، جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے مشرک کو بھی بخش دے گا، اور شرک سے کم درجہ کے گناہ کو بھی توبہ کرنے پر بخش دے گا، لہٰذا توبہ کو مشیئت پر موقوف کرنا صحیح نہیں ہے ۔اسی لئے اللہ نے جب گناہوں کی بخشش کا تذکرہ کیا تو فرمایا: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ(۵۳)﴾(۹)

"اے پیغمبر! میرے ان بندوں سے جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، کہہ دیجئے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے عام مغفرت کا ذکر کیا ہے، پس بندہ جس گناہ سے بھی توبہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا، جو شرک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے توبہ کرنے کے بعد بھی بخش دے گا، اور جو کبائر سے توبہ کرے وہ بھی بخش دیا جائے گا، الغرض جو گناہ بھی ہو اور بندہ اس سے تائب ہو اللہ تعالیٰ

---

(۸) سورۃ النساء: ۴۸۔

(۹) سورۃ الزمر: ۵۳۔

Www.IslamicBooks.Website

اسے بخش دے گا۔

پس آیت توبہ میں عام اور مطلق ہے اور مذکورۃ الصدر آیت میں خاص اور معلق ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شرک کے باب میں خصوصیت سے کہا گیا ہے کہ وہ معاف نہیں کیا جائے گا، بقیہ گناہوں کو مشیت پر معلق رکھا گیا ہے، شرک کہہ کر اس سے بڑے گناہ کی جانب متوجہ کیا گیا ہے، جیسے یہ عقیدہ رکھنا کہ خالق معطل ہے۔ اس سے یہ عقیدہ فاسد قرار پاتا ہے کہ ہر گناہ گار کی بخشش ہو گی یا یہ کہ کسی گناہ پر عذاب نہ ہو گا۔ اگر صورت حال یوں ہوتی تو تعبیر یوں نہ ہوتی کہ بعض کی بخشش ہو گی، بعض کی نہیں ہو گی، اگر توبہ او بدیوں کو محو کرنے والی نیکیوں کے بغیر ہر ظالم بخش دیا جائے گا، تو اس معاملہ کو مشیت پر موقوف نہ کیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ﴿وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض کو بخشے گا اور بعض کو نہیں، اس طرح مغفرت کی نفی (معتزلہ) اور عفو عام (مرجئہ) کا عقیدہ باطل قرار پاتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل(۵): ایمان اور کفر کی حقیقت اور مومنین کی ایک دوسرے پر فوقیت

چونکہ اللہ کے ولی مومن و متقی ہی ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ ایمان و تقویٰ لوگوں کے اندر کم وبیش ہوتا ہے لہٰذا ولایت الٰہی کے باب میں بھی وہ ایمان و تقویٰ کے اعتبار سے کم وبیش ہوں گے، بالکل اسی طرح جس طرح کفر و نفاق میں کمی و بیشی ہوتی ہے اور اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی بھی کم وبیش ہوا کرتی ہے۔

ایمان و تقویٰ کی اصل اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں پر ایمان اور پھر اس ایمان کا جامع پہلو یہ ہے کہ ختم رسل محمد عربی ﷺ پر ایمان لایا جائے، آپ ﷺ پر ایمان اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں پر ایمان کا ضامن ہے۔

کفر و نفاق کی اصل یہ ہے کہ پیغمبروں اور ان کی لائی ہوئی باتوں سے انکار کر دیا جائے، یہی وہ کفر ہے جسے اختیار کرنے والا آخرت میں عذاب کا مستحق ہوگا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ وہ کسی کو عذاب نہیں دے گا جب تک کہ اس کے پاس رسالت نہ پہنچ جائے، ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا(١٥)﴾ (۱) "اور ہماری سنت یہ نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب دینے لگیں"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا(١٦٣)وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا(١٦٤)رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ﴾(۲)

"یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے، جیسے کہ نوح علیہ السلام اور ان کے

---

(۱) سورۃ الإسراء: ۱۵۔

(۲) سورۃ النساء: ۱۶۳-۱۶۵۔

Www.IslamicBooks.Website

بعد والے نبیوں کی طرف، اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون، اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی، اور داؤد کو ہم نے زبور (کتاب) عنایت کی، اور آپ سے پہلے کے بعض پیغمبروں کے قصے ہم نے آپ سے بیان کر دیئے، اور بعض پیغمبروں کے حالات ہم نے آپ سے بیان نہیں کیے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے صاف طور سے کلام کیا، ہم نے انہیں رسول بنایا ہے، جنت کی خوشخبری دینے والا، برے لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا، تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر نہ رہ جائے"۔

اہل دوزخ کے متعلق ارشاد ہے: ﴿كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ(٨)قَالُوا بَلَى قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ(٩)﴾(٣)

"جب کبھی کوئی گروہ جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس کے دربان اس گروہ سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی گناہوں سے ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ تو وہ کہیں گے ہاں، آیا تھا، لیکن ہم نے اسے جھٹلا دیا اور کہہ دیا کہ اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم بہت بڑی گمراہی میں ہو"۔

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جب بھی کوئی جماعت دوزخ میں ڈالی جائے گی تو وہ اس بات کا اقرار کرے گی کہ اس کے پاس گناہوں سے ڈرانے والا آیا تھا اور انھوں نے اسے جھٹلا دیا تھا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جہنم میں وہی ڈالا جائے گا، جس نے ڈرانے والے (رسول) کو جھٹلا دیا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ(٨٥)﴾(٤)

"میں ضرور جہنم کو تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے بھر دوں گا"۔

---

(٣) سورۃ الملک: ٨، ٩۔

(٤) سورۃ ص: ٨٥۔

Www.IslamicBooks.Website

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جہنم کو ابلیس کی پیروی کرنے والوں سے بھر دے گا، اور جب جہنم بھر جائے گی تو اس میں کسی اور کی گنجائش نہ ہو گی، اس لئے جہنم میں صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جو شیطان کی پیروی کریں گے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی گناہ نہ ہو گا وہ دوزخ میں داخل نہ ہو گا، کیونکہ وہ اس جماعت سے ہو گا، جس نے شیطان کی پیروی نہیں کی ہو گی، اور گنہ گار نہیں رہا ہو گا۔

مذکورہ بیان میں اس بات کی دلیل ہے کہ جہنم میں کسی کا داخلہ اسی وقت ہو گا جب رسولوں کے ذریعہ اس پر حجت قائم ہو جائے گی۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (٦): ایمان مجمل اور ایمان مفصل

بعض لوگ رسولوں پر اجمالی ایمان رکھتے ہیں، رہا ایمان مفصل تو رسولوں کی بہت سی باتیں ان تک پہنچ گئی ہیں، تو وہ ان پر تفصیلی ایمان رکھتے ہیں، اور بعض باتیں ان تک نہیں پہنچی ہوتی ہیں، تو ان تک جو باتیں رسولوں سے پہنچی ہیں، ان پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو باتیں نہیں پہنچی ہیں، ان کے متعلق انہیں پتہ نہیں، اور اگر یہ باتیں ان تک پہنچی ہوتیں تو وہ ان پر ایمان لاتے، لیکن رسولوں کی لائی ہوئی چیزوں پر ان کا اجمالی طور پر ایمان ہے، تو ایسا شخص اللہ کے اوامر کا علم ہو جانے کے بعد ایمان و تقویٰ کے ساتھ ان پر عمل کرے گا، تو وہ اولیاء اللہ میں شمار ہوگا، اور اس کے ایمان و تقویٰ کے بقدر اسے ولایت حاصل ہوگی، جب تک بندے پر حجت قائم نہ ہوگی، اللہ خود اپنی معرفت اور مفصل ایمان رکھنے کا اسے مکلّف قرار نہیں دے گا، اللہ تعالیٰ نے اس کی معرفت حاصل کرنے کا اسے مکلّف نہیں بنایا ہے، اور نہ ہی ان چیزوں پر تفصیلی ایمان لانے کا مکلّف کیا ہے، اس لئے ان چیزوں کے ترک پر اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب نہیں دے گا، لیکن جس قدر چیزیں اس بندے سے چھوٹ جائیں گی، اس کی ولایت میں اسی درجہ کمی واقع ہو جائیگی۔

لہٰذا ترک پر اسے عذاب نہ ہوگا، البتہ جس قدر معرفت الٰہی اور ایمان مفصل کی کمی ہوگی اسی قدر بندے کو ولایت الٰہی کا کمال حاصل نہ ہوگا۔

رسول کی لائی ہوئی باتوں کا علم، پھر اس پر مفصل ایمان اور پھر اس کے مطابق عمل یہ ہے وہ مرحلہ جو بندے کو ایمان اور ولایت الٰہی کے اعتبار سے درجہ کمال تک پہنچاتا ہے، اس کے مقابل وہ بندہ ہے جسے مفصل علم نہ ہو اور نہ اس کے مطابق عمل ہو، تاہم دونوں ہی اللہ کے ولی ہیں۔

جنت کے مختلف درجے ہیں، جو باہم ایک دوسرے پر بڑی فوقیت اور برتری رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے مومن و متقی ولی، اپنے ایمان و تقویٰ کے مطابق ان درجوں پر فائز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُرِيدُ ثُمَّ

Www.IslamicBooks.Website

جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَدْحُورًا(۱۸)وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا(۱۹) كُلًّا نُمِدُّ هَٰؤُلَاءِ وَهَٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا(۲۰)انظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا(۲۱)﴾(۱)

”جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں، اسی دنیا میں سر دست اس کو دیدیتے ہیں، مگر پھر آخر کار ہم نے اس کے لئے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے، جس میں وہ برے حالوں راندۂ درگاہ ہو کر داخل ہوگا، اور جو شخص آخرت کا طالب ہو، اور آخرت کے لئے جیسی کوشش کرنی چاہیئے ویسی اس کیلیئے کوشش بھی کرے، اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو، تو یہی لوگ ہیں جن کی محنت اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوگی، ہر ایک کو ہم بہم پہنچائے جاتے ہیں، اِنھیں بھی اور اُنہیں بھی تیرے پروردگار کے انعامات میں سے، تیرے پروردگار کی بخشش رکی ہوئی نہیں ہے، دیکھو تو سہی ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے، اور البتہ آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں، اور فضیلت کے اعتبار سے بھی اس دن کی برتری بڑھ کر ہے“۔

اللہ تعالیٰ کا صاف ارشاد ہے کہ دنیا وآخرت دونوں کے طلبگاروں کو اپنی بخشش سے نوازتا ہے، نیک ہو یا بد، کسی پر اس کی بخشش کا دروازہ بند نہیں ہے، اس کے بعد فرماتا ہے: ﴿انظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَلَلْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا﴾۔

”دیکھو تو سہی ہم نے دنیا میں بعض لوگوں کو بعض پر کیسی برتری دی ہے، اور البتہ آخرت کے درجے کہیں بڑھ کر ہیں، اور فضیلت کے اعتبار سے بھی اس دن کی برتری بڑھ کر ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح کر دیا ہے کہ آخرت میں لوگوں کو ایک دوسرے پر جو فضیلت ہوگی، وہ اس فضیلت کی بہ نسبت بہت زیادہ ہوگی جو دنیا میں ہوتی ہے، اور آخرت کے درجے دنیا کے درجوں سے بڑھ کر ہیں، اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر یہ بھی کہہ دیا ہے کہ جس

---

(۱) سورۃ الاسراء: ۱۸-۲۱۔

Www.IslamicBooks.Website

طرح تمام بندے ایک دوسرے سے افضل ہوتے ہیں، اسی طرح انبیاء بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں، ارشاد ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾(۲)

"ان پیغمبروں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان میں سے بعض سے اللہ نے کلام کیا، اور بعض کے اور وجوہ سے درجے بلند کئے، اور عیسیٰ بن مریم کو کھلے کھلے معجزات دیئے اور روح القدس سے ان کی تائید کی"۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا (۵۵)﴾(۳)

"ہم نے بعض پیغمبروں کو بعض پر برتری دی اور داؤد علیہ السلام کو ہم نے زبور دی"۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف وفي كل خير ، احرص على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز وإن أصابك شيء فلا تقل لو أني فعلت لكان كذا وكذا ولكن قل قدر الله وما شاء فعل فإن لو تفتح عمل الشيطان"**(۴)

"طاقتور مومن کمزور مومن کی بہ نسبت بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، ہر چیز کو جو تمہیں نفع پہنچائے حاصل کرنے کی کوشش کرو، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، اور عاجز نہ ہو، اور اگر تمہیں کچھ تکلیف پہنچ جائے تو یہ نہ کہو کہ "اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا" بلکہ یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی جو چاہا سو کر دیا، کیونکہ "اگر" شیطان کی کارستانیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے"۔

---

(۲) سورۃ البقرۃ: ۲۵۳۔

(۳) سورۃ الإسراء: ۵۵۔

(۴) رواہ مسلم، رقم: (۲۶۶۴) کتاب القدر، باب في الأمر بالقوۃ وترک العجز، ۴/ ۲۰۵۲۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیحین میں ابو ہریرہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إذا اجتهد الحاكم فأصاب فله أجران وإذا اجتهد فأخطأ فله أجر" (۵)

"جب کوئی حاکم اجتہاد کرے اور اس کا اجتہاد درست نکلے تو اس کے لئے دو اجر ہیں، اور جب اجتہاد کرے اور اجتہاد غلط ہو تو اس کے لئے ایک اجر ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُمْ مَنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾(۶)

"تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کئے اور دشمنوں سے لڑے وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر نہیں ہو سکتے، یہ لوگ درجے میں ان سے بڑھ کر ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے پیچھے مال خرچ کئے اور لڑے، اور ہاں حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ کا ان سب سے ہے"۔

اور فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا(۹۵)دَرَجَاتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا(۹۶)﴾(۷)

"اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں ہو سکتے، اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بڑی فضیلت دے رکھی ہے، اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو

(۵) رواہ البخاری، ج ۶، کتاب الاعتصام، باب اجر الحاکم إذا اجتھد فأصاب او اخطأ، رقم: (۶۹۱۹) ص: ۲۶۷۷، ومسلم، رقم: (۱۷۱۶)، کتاب الأقضیة، باب بیان اجر الحاکم إذا اجتھد فأصاب اواخطأ، ج ۳ / ۱۳۴۲۔

(۶) سورۃ الحدید: ۱۰۔

(۷) سورۃ النساء: ۹۵-۹۶۔

Www.IslamicBooks.Website

خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے، لیکن مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے، اپنی طرف سے مرتبہ کی بھی اور بخشش کی بھی اور رحمت کی بھی، اور اللہ تعالیٰ بخشش کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(١٩)الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ(٢٠)يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ(٢١)خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ(٢٢)﴾(٨)

"کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور ادب و حرمت والی مسجد یعنی خانۂ کعبہ (مسجد حرام) کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمت جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا، جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے انھوں نے ہجرت کی، اور اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ کے یہاں درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں، اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں، ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے، جن میں ان کو دائمی آسائش ملے گی، اور یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے، یقیناً اللہ کے یہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے"۔

اور فرمایا: ﴿أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ(٩)﴾(٩)

---

(٨) سورۃ التوبۃ: ١٩-٢٢۔

(٩) سورۃ الزمر: ٩۔

Www.IslamicBooks.Website

"بھلا جو شخص رات کے اوقات تنہائی میں اللہ کی بندگی میں لگا ہے، کبھی اس کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے، اور کبھی اس کے حضور میں دست بستہ کھڑا ہوتا آخرت سے ڈرتا اور اپنے پروردگار کے فضل کا امیدوار ہے، کہیں ایسا شخص بندۂ نافرمان کی طرح ہو سکتا ہے، اے پیغمبر ان لوگوں سے کہیئے کہ کہیں جاننے والے (عالم) اور نا جاننے والے (جاہل) بھی برابر ہوئے ہیں، مگر ان باتوں سے وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو عقل رکھتے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ(١١)﴾(١٠)

"تم لوگوں میں سے جو ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی سب خبر ہے"۔

(١٠) سورۃ المجادلۃ :١١۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۷) : ایمان اور تقویٰ ولایت الٰہی کی شرط ہے

یہ حقیقت جب ثابت ہو چکی کہ بندہ اس وقت تک اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا جب تک وہ مومن و متقی نہ ہو ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ(٦٢)الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ(٦٣)﴾(۱)

"سنو! اولیاء اللہ پر کوئی خوف نہیں، اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، اور متقی بنے"۔

نیز صحیح بخاری کی مشہور حدیث ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے، اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "**ولا يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه**"، "میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں"۔

اور بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ فرائض ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہ کرے، اور جب ایسا کرے گا، تو وہ دائیں بازو والے نیکوکاروں میں اور نوافل کے ذریعہ قرب حاصل کرے گا تو سابقین مقربین کے زمرہ میں داخل ہو گا۔

ظاہر ہے کہ کافروں اور منافقوں میں سے کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا، اور نہ ہی وہ شخص ولی ہو سکتا ہے جس کا ایمان اور جس کی عبادت درست نہ ہو، گو یہ مان لیا جائے کہ اس پر کوئی بار گناہ نہیں ہے مثلاً کافروں کے بچے یا وہ لوگ جن تک دعوت نہ پہنچی ہو وغیرہ یا یہ کہا جائے کہ جب تک رسالت ان تک نہ پہنچے گی ان پر عذاب نہ ہوگا۔ پھر بھی وہ اللہ کے ولی نہ ہوں گے کیونکہ وہ اصحاب ایمان وتقویٰ کے زمرے میں داخل نہیں ہو سکتے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ نیک کام انجام دے کر اور بدی کے کام ترک کر کے اللہ کا تقرب حاصل نہ کیا جائے تو ولایت الٰہی کی سعادت نصیب نہیں ہو سکتی، جیسا کہ پاگلوں اور بچوں کا حال ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: "**يرفع القلم عن ثلاثة عن المجنون حتى يفيق ،**

(۱) سورۃ یونس : ۶۲، ۶۳۔

Www.IslamicBooks.Website

وعن الصبي حتى يحتلم، وعن النائم حتى يستيقظ" (۲)۔

"تین قسم کے لوگ معاف ہیں، دیوانہ جب تک ہوش میں نہ آئے، بچہ جب تک بالغ نہ ہو، اور سونے والا جب تک بیدار نہ ہو جائے"۔

اس حدیث کو اہل سنن نے حضرت علی وعائشہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے، اہل علم اس حدیث کے قبول کرنے پر متفق ہیں، چنانچہ جس میں تمیز کی قوت پیدا ہو چکی ہو اس کی عبادات درست ہوتی ہیں، اور اس کو اس پر ثواب بھی ملتا ہے، جمہور علماء کا یہی مذہب ہے۔ لیکن مجنون مرفوع القلم کے متعلق علماء کا اتفاق ہے کہ نہ اس کی عبادت درست ہے نہ کفر وایمان اور نماز کا اعتبار ہے، بلکہ عام دانشوروں کے نزدیک وہ تجارت وصنعت وغیرہ دنیاوی معاملات کا بھی اہل نہیں ہوتا، نہ وہ بزاز ہو سکتا ہے، نہ عطار، نہ لوہار، نہ بڑھئی، باتفاق علماء اس کے معاملات بھی درست نہیں ہوتے، خرید وفروخت، نکاح وطلاق، اقرار وشہادت، الغرض اس طرح کے معاملات غیر معتبر ہیں، اس کے اقوال سارے کے سارے لغو ہیں، اور ان پر کوئی شرعی حکم لاگو نہیں ہو سکتا، نہ جزا نہ سزا، برعکس ازیں صاحب تمیز بچے کی حالت ہوتی ہے، بعض مقامات پر اس کے اقوال نص اور اجماع کے مطابق معتبر ہوتے ہیں، اور بعض مقامات میں ان کے معتبر ہونے میں اختلاف ہے۔

چوں کہ مجنون کا ایمان درست ہے نہ تقویٰ اور نہ ہی فرائض ونوافل کی ادائیگی سے تقرب الٰہی کے حصول کی اسکے اندر صلاحیت ہے لہذا بالخصوص اسکے ولی اللہ ہونے پر دلیل کوئی مکاشفہ ہو جسے اس نے اس سے سنا ہو یا کسی قسم کا تصرف، مثلاً، دیکھا گیا کہ اس نے کسی

(۲) رواہ ابو داؤد رقم: (۴۴۰۳) کتاب الحدود، باب في المجنون يسرق أو يصيب حداً، والترمذی، رقم: (۱۴۲۳)، کتاب الحدود، باب ماجاء فيمن لايجب عليه الحد، من حدیث علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، وابن ماجۃ، رقم: (۲۰۴۱)، کتاب الطلاق باب طلاق المعتوہ، ۱/ ۶۵۸، ومسند أحمد، ۶/ ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۴۴، وصحیح البخاری، کتاب الطلاق، باب الطلاق في الإغلاق والكره، ج ۵، ۲۰۱۹۔

Www.IslamicBooks.Website

کی طرف اشارہ کیا اور وہ مر گیا یا گر پڑا، مو حقیقت ہے کہ مشرکین و اہل کتاب میں سے بعض کافروں اور منافقوں کو بھی کرامات اور شیطانی تصرفات حاصل ہو جاتے ہیں، کاہن، جادوگر، مشرک، پجاری، اور اہل کتاب وہ شعبدے دکھاتے تھے کہ لوگ دنگ رہ جاتے تھے، اس لئے کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ صرف اس بات کو کسی شخص کے لئے ولی اللہ ہونے کی دلیل قرار دے، خواہ اس میں کوئی ایسی بات نہ بھی دیکھی گئی ہو جو ولی ہونے کے منافی ہو، چہ جائے کہ اس شخص میں ایسی باتیں پائی جائیں جو ولی اللہ ہونے کے منافی ہوں، مثلاً یہ معلوم ہو کہ وہ ظاہری و باطنی طور پر اتباع نبوی کے واجب ہونے کا عقیدہ نہیں رکھتا، بلکہ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی اتباع ظاہری حد تک ضروری ہے، باطنی طور پر نہیں، یا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے ہٹ کر اللہ تک پہنچنے کے لئے اللہ کے ولیوں کا کوئی دوسرا طریقہ ہے، یا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء نے راستہ تنگ کر دیا ہے، یا یہ تصور ہے کہ انبیاء کرام عوام کے رہبر ہیں خواص کے نہیں، یہ اور اس جیسے تصورات جس کے بعض مدعیان ولایت علمبردار ہیں۔

مذکورہ بالا تصورات کے حاملین کے اندر ایمان کے منافی کفر ملتا ہے، چہ جائے کہ ولایت الٰہی، جو شخص اس وجہ سے کسی کو ولی سمجھے کہ اس سے خلاف عادت کوئی کام سرزد ہو گیا ہے تو وہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ گمراہ ہے۔

اسی طرح مجنون کا مجنون ہونا ہی صحت ایمان و عبادات کے منافی ہے، اور ایمان عبادت ولایت الٰہی کی شرطیں ہیں۔ جو شخص کبھی دیوانہ ہو جائے اور کبھی ہوش میں آجائے اس کے متعلق یہ حکم ہے کہ جب وہ ہوش کی حالت میں اللہ و رسول ﷺ پر ایمان رکھے، فرائض ادا کرے، اور گناہوں سے دور رہے، تو یہ شخص جب مجنون ہو جائے تو حالت صحت میں انجام دیئے گئے ایمان و تقویٰ کی جو راہ وہ اختیار کر چکا ہے اس کے اجر و ثواب کی راہ میں اس کا جنون حائل نہ ہوگا، ایمان و تقویٰ کے مطابق اسے ولایت بھی حاصل ہوگی، اسی طرح ایمان و تقویٰ کے بعد جس شخص پر جنون کی حالت طاری ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پیشتر ایمان و تقویٰ کا اجر و ثواب

Www.IslamicBooks.Website

اسے دے گا، کسی کردہ گناہ کے بغیر جنون میں مبتلا ہو جانے کے باعث اس کے اعمال ضائع نہ ہوں گے، حالت جنون میں وہ مرفوع القلم ہو گا۔

بنابریں جو شخص ولایت کا مدعی ہو اور وہ فرائض ادا نہ کرتا ہو، نہ گناہوں سے بچتا ہو، بلکہ ایسے کام کرتا ہو، جو ولایت کے منافی ہوں تو ایسے شخص کو اللہ کا ولی کہنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

ایسا شخص اگر مجنون نہ ہو بلکہ جنون کے بغیر بے خود سا رہتا ہو، یا کبھی جنون کی وجہ سے اس کی عقل جاتی رہی ہو اور کبھی ہوش آجاتا ہو، مگر وہ فرائض ادا نہ کرے، اور یہ عقیدہ رکھے کہ اس پر رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب نہیں ہے تو وہ کافر ہے، اور جو شخص ایسے آدمی کی ولایت کا عقیدہ رکھتا ہو وہ بھی کافر ہے، اور جو ظاہری و باطنی دونوں اعتبار سے حالت جنون میں رہکر مرفوع القلم ہو، اگر چہ کافروں جیسا عذاب اس پر نہ ہو گا، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس عزت کا مستحق نہیں ہے جو اہل ایمان و تقویٰ کے لئے مخصوص ہے، ان دونوں صورتوں میں کسی شخص کے لئے اس کے بارے میں ولی اللہ ہونے کا عقیدہ رکھنا جائز نہیں، حالت صحت میں وہ مومن و متقی ہو تو اس کے مطابق اس کو ولایت حاصل ہو گی، اور اگر بحالت صحت کفر و نفاق میں مبتلا ہو، پھر اس پر جنون طاری ہو گیا ہو تو کفر و نفاق کی وجہ سے اس کو عذاب ہو گا، حالت صحت کے اندر اس نے کفر و نفاق کی جو کارستانیاں کی ہیں ان کو اس کا جنون زائل نہ کر سکے گا۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۸): جائزاور مباح امور میں اللہ کے ولی دوسروں سے ممتاز نہیں ہوتے۔

اسی طرح یہ نہیں ہے کہ وہ کسی اور طرح بال منڈواتے، چھوٹا کرتے یا ناخون تراشتے ہوں اور دوسرے کسی اور طرح، جبکہ دونوں ہی طرح کی کیفیت اختیار کرنا جائز ہو۔

ظاہر یعنی جائز امور کے اندر اللہ کے ولیوں کا کوئی اِمتیاز نہیں ہوتا، ایسا نہیں کہ ان کا لباس اور اوروں کا لباس اور، جبکہ دونوں ہی لباس جائز ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ولی امت محمدی میں ہر جگہ موجود ہیں، بشر طیکہ ان کے اندر کھلی ہوئی بدعات اور فسق وفجور کی باتیں نہ ہوں، یہ اہل قرآن میں بھی ہیں، اصحاب علم میں بھی، شمسیر وسناں والوں میں بھی، تجارت، صنعت اور زراعت پیشہ لوگوں کے اندر بھی، اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی امت کی حسب ذیل قسمیں بیان فرمائی ہیں، ﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَى وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (٢٠)﴾(۱)

" آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور چند لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں، کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات نماز میں کھڑے رہتے ہیں، اور رات اور

---

(۱) سورۃ المزمل: ۲۰۔

Www.IslamicBooks.Website

دن کا ٹھیک اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے، اس کو معلوم ہے کہ تم وقت کا ٹھیک اندازہ نہیں کر سکتے، تو اس نے تمہارے حال پر رحم کیا، اور وقت کی قید اٹھادی، تو اب تہجد میں جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو، اس کو معلوم ہے کہ تم میں سے بعض آدمی بیمار پڑیں گے، اور بعض اللہ کے فضل یعنی معاش کی تلاش میں ادھر اُدھر ملک میں سفر کر رہے ہوں گے، اور بعض اللہ کی راہ میں لڑتے (جہاد کرتے) ہوں گے، اس واسطے تم جتنا قرآن تہجد میں بہ آسانی پڑھ سکو پڑھ لیا کرو، اور نماز کی پابندی رکھو، اور زکاۃ دیتے رہا کرو، اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو، اور جو نیکی تم اپنے لئے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے یہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے، اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔

ارباب دین اور اصحاب علم کو سلف صالحین "قراء" کہتے تھے، چنانچہ ان کے اندر علماء اور عابد وزاہد سبھی لوگ داخل تھے، مگر بعد کو صوفیاء اور فقراء کا لفظ آگیا۔

صوفیہ کی وجہ تسمیہ: یہ صوفی (اونی) لباس کی طرف منسوب ہے، صحیح بھی یہی ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ لفظ "صوفة القفاء" (گدی کے بال) کی طرف منسوب ہے، یہ قول بھی ہے کہ یہ "صوفة بن مر بن إد بن طابخة" کی طرف منسوب ہے، جو زہد و عبادت میں مشہور عرب کا ایک قبیلہ تھا، علاوہ ازیں، اہل صفہ، اہل صفا، صفوہ یا اللہ کے روبرو کھڑے ہونے والی پہلی صف کی جانب بھی اس کی نسبت کی گئی ہے۔ یہ سب اقوال ضعیف ہیں، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو "صُفّی" یا "صفائی" یا "صفوی" وغیرہ کہا جاتا، "صوفی" نہ کہا جاتا، فقراء کا اطلاق اہل سلوک پر ہونے لگا، یہ جدید اصطلاح ہے۔

لوگوں میں اختلاف ہے کہ "صوفی" اور "فقیر" میں نام کے اعتبار سے کون افضل ہے، اختلاف یہاں بھی ہے کہ شکر گزار غنی (مالدار) افضل ہے یا صابر فقیر، جنید اور ابو العباس بن عطاء کے مابین یہ نزاع بہت پرانی ہے، امام احمد سے دونوں روایتیں ہیں، مگر صحیح وہی ہے جس کی طرف

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾(۲)

"لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، اور پھر تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھہرائیں تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو، ورنہ اللہ کے نزدیک تم میں بڑا اشریف وہ ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے"۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا: **"أي الناس أفضل ؟ قال : " أتقاهم" قيل له: ليس عن هذا نسأ لك، فقال: يوسف نبي الله ابن يعقوب ابن اسحاق نبي الله ابن إبراهيم خليل الله ، فقيل له : ليس عن هذا نسألك، فقال: عن معادن العرب تسألونّي ؟ الناس معادن كمعادن الذهب والفضة، خيارهم في الجاهلية خيارهم في الإسلام، إذا فقهوا" (۳)**۔

کون لوگ افضل ہیں؟ فرمایا: جو تمام لوگوں سے پرہیزگار ہوں، عرض کیا گیا، ہم یہ نہیں پوچھتے، فرمایا: یوسف نبی اللہ ابن یعقوب نبی اللہ ابن اسحاق نبی اللہ ابن ابراہیم خلیل اللہ افضل ہیں، پھر عرض کیا گیا، ہم یہ نہیں پوچھتے، فرمایا کہ معادن عرب کے متعلق پوچھتے ہو؟ لوگوں کی مثال بھی سونے اور چاندی کے کانوں کی سی ہے، ان میں جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں سب سے بہتر تھے، ان کو سمجھ آجائے تو اسلام میں بھی سب سے بہتر ثابت ہوتے ہیں"۔

فضیلت وبرتری کا معیار تقویٰ ہے، حسب ونسب نہیں

کتاب وسنت سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ کے نزدیک معزز ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ

---

(۲) سورۃ الحجرات: ۱۳۔

(۳) رواہ البخاری، ج ۳، کتاب الأنبیاء، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾ رقم: (۳۱۷۵)، ص: (۱۲۲۴)، و صحیح مسلم، ج ۴، کتاب الفضائل، باب فضل یوسف علیہ السلام، رقم: (۳۷۸)، ص: (۱۸۴۶)، ومسند امام احمدؒ، ج ۲، ص: ۴۳۱۔

Www.IslamicBooks.Website

متقی اور پرہیزگار ہو، سنن میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: " **لا فضل لعربي على عجمي، ولا لعجمي على عربي، ولا لأسود على أبيض، ولا لأبيض على أسود إلا بالتقوىٰ، كلكم لآدم وآدم من تراب**" (۴)۔

"کسی عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر، گورے کو کالے پر، کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے، اور اگر ہے تو محض تقویٰ کی بنیاد پر، تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں، اور آدم مٹی سے بنائے گئے"۔

آپ ﷺ سے یہ بھی روایت ہے: "**إن الله أذهب عنكم عصبية الجاهلية، وفخرها بالآباء، الناس رجلان، مومن تقي وفاجر شقي**" (۵)۔

"اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی عصبیت، اور اس زمانہ کا باپ داداؤں پر فخر کرنا، دور کردیا ہے، لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں، مومن متقی اور بدکار شقی (بدبخت)"۔

مذکورہ لوگوں میں جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا ہوگا وہی اللہ کے نزدیک زیادہ باعزت ہوگا، اور اگر تقویٰ میں برابر ہوں گے تو دونوں کا رتبہ بھی برابر ہوگا۔

فقر کا شرعی مفہوم:

فقر مال ودولت سے تہی دست ہونا مراد نہیں مخلوق کا خالق کی جانب محتاج ہونا، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ﴾ (۶)

"صدقات فقراء و مساکین کے لئے ہوتے ہیں"۔

---

(۴) رواہ احمد في المسند، ۵ / ۴۱۱، عن أبي نضرۃ وھو حدیث صحیح، وقال الھیثمی: رجالہ رجال الصحیح۔

(۵) رواہ احمد في المسند، ۲ / ۵۲۴، وأبو داود، رقم: (۵۱۱۶)، في الأدب: باب التفاخر بالأحساب، والترمذی رقم: (۳۹۵۰)، في المناقب من حدیث أبي ھریرہ رضی اللہ عنہ، ورواہ الترمذی، رقم: (۳۲۶۶)، في التفسیر، باب ومن سورۃ الحجرات، من حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما، وھو حدیث صحیح، وأشار المؤلف في الاقتضاء (۱ / ۲۱۶) بأنہ صحیح۔

(۶) سورۃ التوبۃ: ۶۰۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا: ﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ﴾(۷)

"اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فقیروں کی دو قسمیں بیان فرما کر دونوں کی تعریف کی ہے، ایک اہل صدقات اور ایک اہل فے، پہلی قسم کے متعلق فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمَاهُمْ لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا﴾(۸)

"خیرات ان حاجتمندوں کا حق ہے جو اللہ کی راہ میں گھرے بیٹھے ہیں، ملک میں کسی طرف کو جانا چاہیں تو جا نہیں سکتے، جو شخص ان کے حال سے بے خبر ہے وہ ان کی خودداری کی وجہ سے ان کو غنی سمجھتا ہے، لیکن اے مخاطب تو انہیں دیکھے تو ان کی صورت سے ان کو صاف پہچان جائے کہ محتاج ہیں، مگر ہاں! لگ لپٹ کر لوگوں سے نہیں مانگتے"۔

دوسری قسم کے متعلق جو دونوں میں افضل ہے، ارشاد فرمایا: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ(۸)﴾(۹)۔

"(مال فیء) وہ مال جو بن لڑے ہاتھ لگا ہے، منجملہ اور حقداروں کے محتاج مہاجرین کا بھی حق ہے، جو کافروں کے ظلم سے اپنے گھر اور مال سے بے دخل کر دیئے گئے، اور اب وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلبگاری میں لگے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کو کھڑے ہو جاتے ہیں، یہی تو سچے مسلمان ہیں"۔

مہاجرین کی صفت:

یہ ان مہاجرین کی صفت ہے جنھوں نے گناہ سے ہجرت اختیار کرلی ہے، اور اللہ کے

---

(۷) سورۃ فاطر: ۱۵۔

(۸) سورۃ البقرۃ: ۲۷۳۔

(۹) سورۃ الحشر: ۸۔

Www.IslamicBooks.Website

دشمنوں سے ظاہری اور باطنی طور پر برسرپیکار ہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "المؤمن من أمنه الناس على دمائهم وأموالهم، والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، والمهاجر من هجر ما نهى الله عنه ، والمجاهد من جاهد بنفسه في طاعة الله" (١٠)۔

"مومن وہ ہے جس سے لوگ اپنے جان و مال کے سلسلہ میں مامون و بے خوف رہیں، اور مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی ہوئی باتوں کو چھوڑ دے، اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے"۔

بعض نے جو یہ روایت بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک میں فرمایا: "رجعنا من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر" (١١)۔

"ہم چھوٹے جہاد سے لوٹ کر بڑے جہاد کی طرف آگئے ہیں"۔

یہ حدیث بے اصل ہے، نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال کے متعلق علم رکھنے والے

---

(١٠) بعض نسخوں میں "طاعۃ اللہ" کی جگہ "ذات اللہ" ہے، اس حدیث کو امام احمد نے فضالۃ بن عبید سے تفصیل و طوالت سے روایت کیا ہے، اور اس کا بعض حصہ بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ترمذی نے اسے "حسن صحیح" کہا ہے۔

دیکھئے: مسند احمد، ٦ / ٢٢، صحیح البخاری، ج ١، کتاب الإیمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسان ویدہ، رقم: (١٠)، ص: ١٣، وسنن أبی داود، ج ٣، کتاب الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت، رقم: (٢٤٨١)، ص: ٩، سنن الترمذی، ج ٤، ابواب الإیمان، باب ما جاء المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، رقم: (٢٦٢٧)، ص: ١٢٧، وسنن النسائی، ج ٨، کتاب الإیمان، باب صفة المسلم، ص: ١٠٥۔

(١١) وهو مشهور على الألسنة بهذا اللفظ، وقد رواه الخطيب البغدادي، والديلمي، والبيهقي في الزهد، عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، بلفظ "قدمتم من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر، مجاهدة العبد هواه" وهو حديث ضعيف، (أنظر: كشف الخفاء، للعجلوني، ١/ ٥١١)۔

Www.IslamicBooks.Website

لوگوں میں سے کسی نے اس کی روایت نہیں کی ہے، کفار سے جہاد کرنا سب سے عظیم ہے، بلکہ وہ ان تمام اعمال سے افضل ہے، جنھیں انسان رضاکارانہ طور پر اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا(٩٥)﴾(١٢)۔

"اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں ہو سکتے، اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے درجوں میں بڑی فضیلت دے رکھی ہے، اور یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خوبی اور اچھائی کا وعدہ دیا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِندَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ(١٩)الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ(٢٠)يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ(٢١)خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ(٢٢)﴾(١٣)

"کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور ادب و حرمت والی مسجد یعنی خانۂ کعبہ (مسجد حرام) کے آباد رکھنے کو اس شخص کی خدمت جیسا سمجھ لیا جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لاتا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے، اللہ کے نزدیک تو یہ لوگ ایک دوسرے کے برابر نہیں، اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا، جو لوگ ایمان لائے اور دین کے لئے انھوں نے ہجرت کی

---

(١٢) سورۃ النساء: ٩٥۔

(١٣) سورۃ التوبۃ: ١٩-٢٢۔

Www.IslamicBooks.Website

، اور اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کئے یہ لوگ اللہ کے یہاں درجے میں کہیں بڑھ کر ہیں، اور یہی ہیں جو منزل مقصود کو پہنچنے والے ہیں، ان کا پروردگار ان کو اپنی مہربانی اور رضامندی اور ایسے باغوں میں رہنے کی خوشخبری دیتا ہے، جن میں ان کو دائمی آسائش ملے گی، اور یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، یقیناً اللہ کے یہاں ثواب کا بڑا ذخیرہ موجود ہے"۔

صحیح مسلم وغیرہ میں نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے بیان کیا:

"كنت عند النبي ﷺ فقال رجلٌ: ما أبالي أن لا أعمل عملاً بعد الإسلام إلا أن أسقي الحاج ، وقال آخر: ما أبالي أن لا أعمل عملاً بعد الإسلام إلا أن أعمر المسجد الحرام ، وقال علي بن أبي طالب: الجهاد في سبيل الله أفضل مما ذكرتما، فقال عمر: لا ترفعوا أصواتكم عند منبر رسول الله ﷺ ولكن إذا قضيت الصلاة سألته، فسأله، فأنزل الله هذه الآية"(۱۴)۔

میں نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے یہ کہا کہ اسلام لانے کے بعد اگر میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے، دوسرے شخص نے کہا کہ اگر اسلام لانے کے بعد میں مسجد حرام کو آباد کئے رکھوں تو اور کسی عمل کی مجھے کیا ضرورت ہے، علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا تمہارے ذکر کردہ اعمال سے افضل ہے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس زور سے باتیں نہ کرو، نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھ لوں گا، چنانچہ انھوں نے پوچھا تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کریمہ نازل فرمائی"۔

صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: **" أي الأعمال أفضل عند الله عز وجل؟ قال : "الصلاة على وقتها" قلت: ثم أي؟ قال:" بر الوالدين" قلت :ثم أي ؟ قال :"الجهاد في سبيل**

---

(۱۴) رواہ مسلم، رقم: (۱۸۷۹)، في الإمارة، باب فضل الشهادة في سبيل الله، ج ۳، ص: ۱۴۹، ورواہ احمد في المسند، ۳/ ۲۶۹۔

Www.IslamicBooks.Website

الله" قال حدثني بهن رسول الله ﷺ ولو استزدته لزادني" (١٥)۔

"کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہے؟ فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا، پھر کون سا عمل افضل ہے؟ تو فرمایا: والدین کے ساتھ بھلائی و نیکی کرنا، میں نے عرض کیا: پھر کونسا؟ فرمایا؛ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہی تین باتیں پوچھیں، اگر اور پوچھتا تو اور بھی بتاتے"۔

صحیحین ہی میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا: **" أي الأعمال أفضل؟ قال: "إيمان بالله وجهاد في سبيله"، قيل ثم ماذا؟ قال:"حج مبرور"(١٦)۔**

اعمال میں کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا، عرض کیا گیا، پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مقبول۔

صحیحین میں ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو، فرمایا تم اس کو انجام دینے کی طاقت نہیں رکھ سکو گے، اس نے عرض کیا، مجھے بتائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: **" هل تستطيع إذا خرج المجاهد أن تصوم ولا تفطر وتقوم ولا تفتر؟ "(١٧)**

---

(١٥) رواہ البخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب فضل الجھاد والسیر، رقم :(٢٦٣٠)، وفي الأدب، باب قول الله تعالی:﴿ووَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾، وفي التوحید، باب وسمی النبی ﷺ الصلاۃ عملاً، و مسلم، (٨٥) في الإیمان، باب بیان کون الإیمان باللہ تعالیٰ أفضل الأعمال، ١٤/ ٨٩۔

(١٦) رواہ البخاری، ١/ ١٨، کتاب الإیمان، باب من قال: إن الإیمان هو العمل، رقم :(٢٦)۔ و مسلم، ١/ ٨٨، کتاب الإیمان، باب بیان کون الإیمان باللہ أفضل الأعمال، رقم :(١٣٥)، والحدیث عن أبی هریرۃ رضی اللہ عنہ۔

(١٧) رواہ البخاری، ٣/ ١٠٢٦، کتاب الجھاد والسیر، باب فضل الجھاد والسیر، رقم :(٢٦٣٣)، و مسلم ج ٣، ١٤٩٨، کتاب الإمارۃ، باب فضل الشھادۃ في سبیل اللہ، رقم :(١٨٧٨)، ورواہ احمد في المسند، ٢/ ٣٤٤، من حدیث أبی هریرۃ رضی اللہ عنہ۔

Www.IslamicBooks.Website

"کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تم متواتر روزہ رکھو اور افطار نہ کرو، اور برابر نماز میں رہو کبھی رکو نہیں؟"۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی چند وصیتیں

سنن میں معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت یہ نصیحت فرمائی: **" یا معاذ اتق اللہ حیثما کنت واتبع السیئۃ الحسنۃ تمحھا، وخالق الناس بخلق حسن" (۱۸)۔**

"اے معاذ جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو، گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے بعد فوراً نیکی کرلو تو وہ اس گناہ کو مٹادے گی، اور لوگوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ"۔

نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ اے معاذ! میں تم سے محبت کرتا ہوں، پس تم ہر نماز کے بعد یہ کہہ لیا کرو: **" اللھم أعني علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك"(۱۹)۔**

"اے میرے پروردگار! مجھے اپنا ذکر، شکر اور اپنی بہترین عبادت کرنے کی توفیق عطا فرما"۔

نبی کریم ﷺ اونٹ پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا: **"یا معاذ أتدري ماحق اللہ علی عبادہ؟ قلت: اللہ ورسولہ أعلم، قال حقہ علیھم أن یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئاً، أتدري ماحق العباد علی اللہِ إذا فعلوا ذلك؟ قلت: اللہ ورسولہ أعلم، قال: حقھم علیہ ألا یعذبھم" (۲۰)۔**

---

(۱۸) رواہ الترمذی واحمد، وقال الترمذی "حدیث حسن صحیح"، رقم الحدیث: (۲۰۵۴)، ص: ۲۳۹، ۲۴۰۔ والمسند، ۵/ ۲۲۸۔

(۱۹) رواہ ابو داؤد واحمد، انظر: سنن ابی داؤد، ج ۲، کتاب الصلاۃ، باب الاستغفار، رقم: (۱۵۲۲)، ص: ۱۸۰، ۱۸۱، والمسند، ۵/ ۲۴۵، واسنادہ صحیح۔

(۲۰) رواہ البخاری، ۵/ ۲۲۲۴، کتاب اللباس، باب ارداف الرجل خلف الرجل، رقم: (۵۶۲۲)، ومسلم، ۱/ ۵۸، ۵۹، کتاب الایمان، باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنۃ قطعاً، رقم: (۳۰)، والمسند، ۵/ ۲۳۶۔

Www.IslamicBooks.Website

"اے معاذؓ کیا تمہیں معلوم ہے کہ اپنے بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے، (معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا) اللہ اور رسول ﷺ ہی اس کو اچھی طرح جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، پھر فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب بندے یہ حق ادا کر دیں تو اللہ پر ان کا کیا حق ہو جاتا ہے؟ معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور رسول ﷺ ہی اسے اچھی طرح جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بندوں کا حق اللہ پر یہ ہو جاتا ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ دے"۔

نبی کریم ﷺ نے حسب ذیل باتیں بھی حضرت معاذ رضی اللہ ہی سے بیان فرمائی تھی: " رأس الأمر الإسلام، وعموده الصلاة وذروة سنامه الجهاد في سبيل الله".

"تمام کاموں کا سرا اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے، اور اسکی بلند چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہے"۔ پھر فرمایا: " يا معاذ ألا أخبرك بأبواب البر؟ الصوم جنة، والصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئ الماء النار، وقيام الرجل فی جوف الليل، ثم قرأ: ﴿ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ(١٦) فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ(١٧)﴾ (٢١) ثم قال: "يا معاذ ألا أخبرك بما هو أملك لك من ذلك؟ فقال: أمسك عليك لسانك هذا، فأخذ بلسانه، قال يا رسول الله وإنا لمؤاخذون بما نتكلم به؟ فقال ثكلتك أمك يا معاذ، وهل يكب الناس في النار على مناخرهم إلا حصائد ألسنتهم"(٢٢)۔

"کیا میں تمہیں نیکی کے دروازے نہ بتادوں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اسی طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو، اسی طرح آدھی رات کے وقت نماز پڑھنا نیکی کے دروزوں میں سے ہے، پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: ﴿ تتجافى جنوبهم ... ﴾

---

(٢١) سورۃ السجدۃ: ١٦، ١٧۔

(٢٢) روہ الترمذی، واحمد وابن ماجۃ۔ وقال الترمذي، حديث حسن صحيح"، ولفظ ابن ماجۃ: "رأس الأمر وعموده وذروۃ سنامه الجهاد"، انظر: سنن الترمذي، ٤/ ١٢٤-١٢٥، أبواب الإيمان، باب ما جاء في حرمۃ الصلاۃ، ==

Www.IslamicBooks.Website

رات کے وقت ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہیں ہوتے، اور عذاب کے خوف اور رحمت کی امید سے اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور جو کچھ بھی ہم نے ان کو دے رکھا ہے، اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، کوئی شخص بھی نہیں جانتا کی لوگوں کے نیک عملوں کے بدلے میں کیسی کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پردہ غیب میں موجود ہیں، یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔

پھر فرمایا: ”اے معاذؓ میں تمہیں وہی چیز کیوں نہ بتادوں جس پر ان تمام باتوں کی قبولیت کا دارومدار ہے، آپ ﷺ نے معاذ کی زبان پکڑ کر فرمایا! اپنی اس زبان کو قابو میں رکھو، معاذؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم جو باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر تمہاری ماں کی پھٹکار! تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ آگ میں جو لوگ نتھنوں کے بل اوندھے گرائے جائیں گے، وہ اپنی تیز زبانوں کے باعث ہی ہلاک ہوں گے“۔

اس حدیث کی مزید توضیح صحیحین ہی کی ایک دوسری روایت سے ہوتی ہے، اس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **” من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً أو ليصمت“** (۲۳)۔

”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے“۔

کیونکہ ٹھیک گفتگو کرنا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور فحش کلامی سے بہتر ہے کہ آدمی خاموش رہے،

دائمی خاموشی بدعت ہے جس سے روکا گیا ہے، اسی طرح روٹی اور گوشت کھانا، اور پانی

== رقم الحديث: (۲۷۴۹)، والمسند ۵ / ۲۳۷-۲۴۸، وسنن ابن ماجة، ۲ / ۱۳۱۴، كتاب الفتن، باب كف اللسان في الفتن، رقم الحديث: (۳۹۷۳)، وقد تكلم عليه ابن رجب في جامع العلوم والحكم، ص: ۲۳۶۔

(۲۳) رواه البخاري، ۵ / ۲۳۷۶، كتاب الرقاق، باب حفظ اللسان، رقم الحديث: (۶۱۱۰)، ومسلم، ۱ / ۶۸، في الإيمان، باب الحث على إكرام الجار، رقم الحديث: (۴۷) من حديث أبي هريرة رضي الله عنه۔

Www.IslamicBooks.Website

پینا چھوڑ دیا جائے تو یہ بھی مذموم بدعت ہے، جیسا کی صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے : " أن النبی ﷺ رأى رجلاً قائماً في الشمس فقال: ماهذا؟ فقالوا أبو اسرائيل نذر أن يقوم في الشمس، ولا يستظل، ولا يتكلم، ويصوم، فقال النبي ﷺ : مروه فليجلس، ويستظل، وليتكلم، وليتم صومه"(۲۴)۔

"نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دھوپ میں کھڑا دیکھا، تو فرمایا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ ابو اسرائیل ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے گا، سائے سے پرہیز کریگا، گفتگو نہیں کرے گا، اور روزہ رکھے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اسے حکم دو کہ بیٹھ جائے، اور سایہ اختیار کرے، اور بات چیت کیا کرے، اور روزے کو پورا کرے"۔

صحیحین میں حضرت انسؓ سے ثابت روایت ہے کہ :" أن رجالاً سألوا عن عبادة رسول الله ﷺ فكأنهم تقالوها، فقالوا: وأينا مثل رسول الله ﷺ ؟ فقال أحدهم: أما أنا فأصوم ولا أفطر، وقال الآخر: أماأنا فأقوم ولا أنام، وقال الآخر: أما أنا فلا آكل اللحم، وقال الآخر: أما أنا فلا أتزوج النساء، فقال رسول الله ﷺ : مابال رجالٍ يقول أحدهم كذا وكذا ، ولكني أصوم وأفطر، وأقوم وأنام، وآكل اللحم، وأتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني"(۲۵)۔

"چند آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق سوالات کئے جب ان کو بتلایا گیا تو انھوں نے اپنے لئے اس عبادت کو کم سمجھا، اور کہنے لگے کہ ہم میں کون رسول اللہ ﷺ کی برابری کر سکتا ہے، ہمیں ان سے زیادہ عبادت کرنی چاہیئے، کیونکہ آپ کے سب گناہ معاف تھے،

---

(۲۴) رواه البخاري، ۶/ ۲۴۶۵، كتاب الأيمان والنذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية، رقم الحديث : (۶۳۲۶)، ورواه أبو داود عن ابن عباس، ورواه أحمد عن أبي إسرائيل مختصراً۔

(۲۵) انظر : صحيح البخاري، ۵/ ۱۹۴۹، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح، رقم الحديث :(۴۷۷۶) و مسلم ۲/ ۱۰۲۰، في النكاح :باب استحباب النكاح، رقم الحديث :(۱۴۰۱)، من حديث أنس بن مالك رضي الله عنه۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک نے کہا میں روزہ رکھوں گا، افطار نہیں کروں گا، دوسرے نے کہا، میں رات دن نماز پڑھتا رہوں گا سوؤں گا نہیں، تیسرے نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، چوتھے نے کہا، میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں، لیکن میں تو روزہ رکھتا ہوں، اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، گوشت بھی کھاتا ہوں، اور بیویاں بھی رکھتا ہوں، پس جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں"۔

مراد یہ ہے کہ جو شخص کسی طریق پر چل کر یہ خیال کرے کہ اس کا طریقہ بہتر ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی جانب سے اس کیلئے براءت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ﴾(۲۶)۔

"دین ابراہیم علیہ السلام سے وہی شخص بے رغبتی کرے گا جو بے وقوف ہو"۔

ہر مسلمان پر یہ عقیدہ رکھنا واجب ہے کہ "بہترین کلام اللہ کا کلام ہے، اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے"، جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے ہر خطبہ میں یہ باتیں بیان فرمایا کرتے تھے۔(۲۷)

---

(۲۶) سورۃ البقرۃ: ۱۳۰۔

(۲۷) رواہ مسلم، ۲/ ۵۹۲، کتاب الجمعۃ، باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ، رقم الحدیث: (۸۶۷)، من حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۹) : معصوم ہونا ولایت کیلئے شرط نہیں ہے

ولی کے لئے معصوم ہونا یا غلطی اور خطا سے مبرا ہونا شرط نہیں، بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ علم شریعت کی بعض باتیں بھی اسے معلوم نہ ہوں، اور دین کے بعض امور میں بھی اسے مغالطہ ہو، اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ فلاں کاموں کا اللہ نے حکم دیا ہے اور فلاں سے منع کیا ہے، حالانکہ ایسا نہ ہو۔

بعض خارق عادات کو اولیاء اللہ کی کرامات خیال کرے، حالانکہ اصل میں وہ شیطانی حرکات ہوں، جو رتبہ میں کم ہونے کے باعث اس پر مشتبہ ہو گئی ہوں، اور معلوم نہ ہو سکے کہ اس کا تانا بانا شیطان سے ہے، اس کے باوجود وہ ولایت کے درجہ سے خارج نہیں ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس امت کے حق میں خطا اور نسیان کو معاف کر دیا ہے، اس کا ارشاد ہے:

﴿آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِن رَّبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ (۲۸۵) لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ (۲۸۶)﴾ (۱)۔

"اللہ تعالیٰ نے جو کچھ رسول ﷺ کی طرف نازل کیا اس پر رسول اور مومنین سب ایمان لائے، سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے ہیں، ہم پیغمبروں میں سے کسی ایک کو جدا نہیں سمجھتے، اور بول اٹھے کہ ہم نے تیرا ارشاد سنا اور تسلیم کیا، اے ہمارے پروردگار! بس تیری ہی مغفرت درکار ہے، اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے، اللہ تعالیٰ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جس کی اٹھانے کی اس کو طاقت ہو، جس نے

(۱) سورہ البقرۃ: ۲۸۵-۲۸۶۔

Www.IslamicBooks.Website

اچھے کام کیئے تو اس کا نفع بھی اسی کے لئے ہے اور جس نے برے کام کیئے اس کا وبال بھی اسی پر ہے، اے ہمارے پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہماری گرفت نہ فرما، اور اے ہمارے پروردگار! جو لوگ ہم سے پہلے گذر چکے ہیں، جس طرح تو نے ان پر بار ڈالا تھا ویسا بار ہم پر نہ ڈال، اور اے ہمارے پروردگار، اتنا بوجھ جسے اٹھانے کی ہم کو طاقت نہیں ہم سے نہ اٹھوا، اور ہمارے قصور معاف فرما، اور ہماری مغفرت فرما، ہم پر رحم کر، تو ہی ہمارا مددگار ہے، تو ان لوگوں کے مقابلے میں جو کہ کافر ہیں ہماری مدد فرما"۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول کر لیا، اور فرمایا کہ "قد فعلت" (میں نے کر دیا)۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب یہ آیت نازل ہوئی، ﴿إِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ(٢٨٤)﴾(٢)۔

"تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے اسے تم ظاہر کرو یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کا حساب تم سے لے گا، پھر جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

تو ان کے دلوں میں ایک ایسی بات آگئی جس سے زیادہ سخت بات اس سے پہلے نہیں آئی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کہہ دو" سمعنا و أطعنا و سلمنا"، ہم نے سنا ہم نے مانا اور سر تسلیم خم کر دیا"۔

فرمایا کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کا القاء کیا اور یہ آیت نازل کی، ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا...الخ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قد فعلت" میں نے کر دیا یعنی معاف کر دیا، پھر انھوں نے کہا، اے اللہ ہم پر ان لوگوں جیسا بوجھ نہ ڈال جس کی ہم کو طاقت نہ ہو، ہم سے درگذر کر، ہمارے گناہوں کو بخش دے، ہم پر رحم کر تو ہمارا مددگار ہے، اور تو کافروں

(٢) سورۃ البقرۃ: ٢٨٤۔

Www.IslamicBooks.Website

کی قوم سے مقابلہ میں ہماری مدد کر" (البقرۃ: ۲۸۵) اس کے جواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "قد فعلت" (میں نے کردیا)۔ (۳)

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ﴾ (۴)۔

"تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا ارادہ تم دل سے کرو"۔

صحیحین میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اور ابو ہریرہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**إذا اجتهد الحاكم فأصاب فله أجران وإن أخطأ فله أجر**" (۵)۔

"جب حاکم اجتہاد کرے اور اجتہاد درست نکلے تو اس کے دو اجر ہیں اور اگر غلط نکلے تو اس کا ایک اجر ہے"۔

خطا کرنے والے مجتہد کو گنہ گار نہیں ٹھہرایا، بلکہ اس کے ئے ایک اجر رکھا جو اجتہاد کرنے کا صلہ ہے، اور اس کی خطا معاف کردی، لیکن وہ مجتہد جس کا اجتہاد درست نکلے دو اجر کا مستحق ہوتا ہے لہٰذا وہ پہلے سے افضل ہے۔

الہام کی صحت کا معیار:

لہٰذا، چونکہ ولی اللہ کے لئے غلطی کا امکان ہے تو لوگوں پر اس کی تمام باتوں پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے، البتہ نبی ہو تو اور بات ہے، ولی اللہ کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ ان تمام

---

(۳) صحیح مسلم، ۱/۱۱۶، کتاب الإیمان، باب بیان أنہ سبحانہ وتعالیٰ لم یکلف إلا مایطاق، رقم: (۲۰۰)، ورواہ أحمد عن ابن عباس، أنظر: المسند، ۱/۲۳۳۔

(۴) سورۃ الأحزاب: ۵۔

(۵) اس حدیث کی تخریج گزر چکی ہے، دیکھئے: فصل ۶، حاشیہ ۵۔

Www.IslamicBooks.Website

باتوں پر اعتماد کرے جو اس کے دل پر القاء ہوں، نہ ہی ان چیزوں پر بھروسہ کرے جو الہام، محادثہ(٦)، اور خطاب کے طور پر دیکھے، بلکہ ضروری ہے کہ ان سب کو محمد ﷺ کی شریعت کی کسوٹی پر پرکھے، اگر موافق ہوں تو قبول کرے، اور اگر مخالف ہوں تو قبول نہ کرے، اور اگر موافق یا مخالف ہونا معلوم نہ ہو تو توقف کرے۔

اس باب میں لوگوں کی تین قسمیں ہیں، دو کناروں پر اور ایک بیچ ہے،

ایک وہ قسم ہے جو کسی شخص کو اللہ کا ولی مان لیتی ہے تو ہر اس بات سے وہ اتفاق کر لیتی ہے جسکے بارے میں اسکا ولی اپنے قلب کے ربانی واردات کی خبر دیتا ہے، اور جو کچھ اسکا ولی کرتا ہے اسے تسلیم کر لیتی ہے،

دوسری قسم وہ ہے جو کسی شخص کے قول یا فعل کو موافق شرع نہ پائے تو اس شخص کو سرے سے ولایت ہی سے خارج کر دیں، اگر چہ وہ مجتہد مخطی کیوں نہ ہو، لیکن "خیر الأمور اوسطھا" کے بمصداق صحیح طریقہ یہ ہے کہ اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اللہ کے ولی کو نہ معصوم سمجھا جائے نہ مأثوم (گنہگار)، اس کی ہر بات کا اتباع کیا جائے اور نہ ہی اس کی اجتہادی غلطی کی وجہ سے اس پر کفر اور فسق کا حکم لگایا جائے، لوگوں پر واجب وہی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کے ذریعہ بھیجی ہے، لیکن اگر کوئی شخص بعض فقہاء کے قول کے مخالف ہو اور دوسروں کے موافق ہو تو کسی کیلئے جائز نہیں ہے کہ اس پر قولِ مخالف کو لازم کرے اور کہے کہ اس نے شریعت کی خلاف ورزی کی ہے،

---

(٦) محادثہ: صوفیاء کی اصطلاح میں اللہ رب العالمین کے عارفین کے ساتھ عالم الملک والشہادۃ سے خطاب کو کہتے ہیں، اس طرح سے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کو درخت کی آڑ سے ندا دی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ صحیح یہ ہے کہ "محادثہ" الہام (دل میں بات ڈالنا) کے معنی میں ہے، اور محدث ملہم (جس کے دل میں بات ڈالی جائے) پس الہام غیر انبیاء کو بھی حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد ہے اور جرجانی نے محادثہ کی جو تعریف کی ہے اس سے مراد وہ تکلیم (گفتگو) ہے جو محض بعض انبیاء علیہم السلام کے لئے ہی ثابت ہے، لہٰذا محادثہ کی تفسیر تکلیم سے کرنا درست نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فضائل میں چند احادیث

صحیحین میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے، آپ نے فرمایا: "**قد كان في الأمم قبلكم محدثون ، فإن يكن في أمتي أحد فعمر منهم**"(۷)۔

"تم سے پہلی امتوں میں محدث ہو گزرے ہیں اگر میری امت میں بھی محدث(۸) ہیں تو عمرؓ ان میں سے ہیں"۔ نیز ترمذی وغیرہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **لو لم أبعث فيكم لبعث فيكم عمر رضى الله عنه**"(۹)۔

"گر میں تمہارے درمیان مبعوث نہ ہوتا تو عمرؓ مبعوث ہوتے"۔

اور ایک حدیث میں ہے: "**إن الله ضرب الحق على لسان عمر وقلبه**"(۱۰)۔

(۷) رواہ البخاری، ۳/ ۱۳۴۹، کتاب فضائل الصحابۃ، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رقم: (۲۳۹۸)، ومسلم، ۴/ ۱۸۶۴، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رقم: (۲۳۹۸) من حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

(۸) محدث: محدث کی تاویل میں اختلاف کیا گیا ہے، بعض نے کہا ہے: جس پر الہام ہوتا ہو، اکثر کی یہی رائے ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ "محدث" جس کا گمان (اندازہ) سچ ثابت ہوتا ہو، اور اس کے دل میں اللہ کی طرف سے ایک بات ڈال دی جاتی ہے، اور کہا گیا ہے کہ "جس کی زبان پر بغیر قصد وارادہ کے حق جاری ہو جاتا ہو"، اور کہا گیا ہے کہ جس سے فرشتوں نے بغیر نبوت کے کلام کیا ہو"۔

(۹) ليس هو في الترمذي، رواه الديلمي من حديث أبي هريرة رضى الله عنه، قال الحافظ العراقي: "حديث منكر"، وقال الشوكاني في "الفوائد المجموعة": "رواه ابن عدي من حديث بلال، وفي سنده وضاع، ورواه أحمد والترمذي والحاكم من حديث عقبة بن عامر، والطبراني عن عصمة بن مالك رضى الله عنه بلفظ "لو كان بعدي نبي لكان عمر بن الخطاب" وهو حديث حسن۔

(۱۰) رواه أحمد وأبو داود، والترمذي وابن ماجة، وقال الترمذي: "حديث حسن صحيح"۔

انظر: المسند، ۵/ ۱۴۵، وسنن أبي داود، ۳/ ۳۶۵، كتاب الخراج والإمارة والفيء، باب تدوين العطاء، رقم: (۲۹۶۲)، وسنن الترمذي، ۵/ ۲۸۰، ابواب المناقب، باب مناقب أبي حفص عمر بن الخطاب، رقم: (۳۶۸۲)۔

Www.IslamicBooks.Website

"اللہ تعالیٰ نے عمرؓ کی زبان، دل، اور منہ کو حق سے معمور کردیا ہے"۔

وفيہ :"لو كان نبي بعدي لكان عمر"(۱۱)۔

"اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتے"۔

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ : ہم اس خیال کو مستبعد نہیں سمجھتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے تسلی (سکون) بولے گی، حضرت علی بن ابی طالب سے یہ بات بروایت شعبی ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ : "جب کبھی عمرؓ یہ فرماتے تھے کہ یہ میری رائے ہے تو ویسا ہی ہوتا تھا جیسا وہ کہتے تھے، قیس بن طارق سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کی زبان سے فرشتہ باتیں کررہا ہے۔

اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ :"فرمانبردار لوگوں کے منہ سے قریب ہو کر باتیں سنا کرو، کیونکہ ان پر سچی باتیں روشن ہوا کرتی ہیں۔

اور وہ سچی باتیں جن کے متعلق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے یہ خبر دی ہے وہی باتیں ہیں جو اولیاء اللہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے منکشف ہوا کرتی ہیں، اور یہ ثابت ہے کہ اولیاء اللہ سے مخاطبے، اور مکاشفے ہوا کرتے ہیں، ان اولیاء میں سب سے افضل امت محمدیہ میں ابو بکر کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے بڑا درجہ ابو بکرؓ کا پھر عمرؓ کا ہے (۱۲)۔

---

(۱۱) رواه الترمذي، ۵/۲۸۱-۲۸۲، كتاب المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب رضي الله عنه، رقم :(۳۷۱۹)، وأحمد في المسند : ۴/۱۵۴، من حديث عقبة بن عامر رضي الله عنه، وقال الترمذي :"هذا حديث حسن غريب"، وهو كما قال۔

(۱۲) رواه البخاري، ۳/۱۳۴۳، كتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ :"لو كنت متخذ أخليلاً" رقم : (۳۴۶۸)، وسنن أبي داود، ۵/۲۶، كتاب السنة، باب في التفضيل، رقم :(۴۶۲۹)، ولفظ البخاري :"قال ابن عمر :"كنا نخير بين الناس في زمان رسول الله ﷺ، فنخير أبابكر، ثم عمر، ثم عثمان رضي الله عنهم۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیح حدیث کے اندر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محدث ہونا متعین ہے (۱۳)۔

پس جو محدث اور مخاطب امت محمدیہ میں ہوں گے، حضرت عمرؓ ان میں سب سے افضل ہوں گے، اس کے باوجود حضرت عمرؓ وہی کیا کرتے تھے جو کہ ان پر واجب ہوتا تھا، اور جو معاملات ان کو درپیش ہوتے تھے، انہیں رسول اللہ ﷺ کی شریعت کے سامنے پیش کرتے تھے، کبھی تو وہ شریعت کے موافق ہوتے تھے، اور یہ عمرؓ کے فضائل میں داخل ہے، جیساکہ ایک سے زائد مرتبہ قرآن کریم حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوا، (۱۴)۔

اور کبھی ان کی رائے شریعت کے مخالف بھی ہوتی تھی اس صورت میں وہ اس سے رجوع کر لیتے تھے، جیساکہ انہوں نے حدیبیہ میں اپنی رائے سے رجوع کیا تھا، حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ مشرکین کے ساتھ جنگ کی جائے۔

صحیح بخاری وغیرہ میں مشہور حدیث ہے : نبی کریم ﷺ نے ۶ھ میں عمرہ کے لئے سفر کیا، اور آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً چودہ سو مسلمان تھے، جنھوں نے درخت کے نیچے آپ ﷺ سے بیعت کی تھی، اور آپ ﷺ نے اس شرط پر مشرکین کے ساتھ مصالحت کر لی تھی کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں گے، اور آیندہ سال عمرہ کریں گے، اور ان کے لئے ایسی شرطیں رکھی تھیں جن کی رو سے بظاہر مسلمانوں پر ایک طرح کا عیب لگتا تھا، یہ بات بہت سارے مسلمانوں کو ناگوار گزری، حالانکہ اس صلح و سمجھوتہ کے اندر جو مصلحت تھی اللہ اور اس کے رسول اچھی طرح جانتے تھے۔

حضرت عمرؓ بھی ان لوگوں میں تھے جن کو یہ معاہدہ ناپسند تھا، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ سے آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں، انہوں نے کہا : کیا ہمارے مقتولین جنت میں اور ان کے

---

(۱۳) رواہ البخاري و مسلم من حديث أبي هريرة رضی اللہ عنہ اس حدیث کی تخریج حاشیہ (۸) میں گزر چکی ہے۔

(۱۴) جیسے آیت حجاب اور مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھنے کا حکم وغیرہ، مزید تفصیل کتب تاریخ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

Www.IslamicBooks.Website

مقتولین جہنم میں نہیں ہیں ؟آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں ،انہوں نے کہا : تو پھر کیوں ہم اپنے دین کے بارے میں دباؤ قبول کریں ؟آپ ﷺ نے فرمایا : خطاب کے بیٹے ! میں اللہ کا رسول ہوں ،اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا ،وہ میری مدد کرے گا ،انہوں نے کہا : کیا آپ نے ہم سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ آپ بیت اللہ کے پاس تشریف لے جائیں گے ،اور اس کا طواف کریں گے ؟آپ نے فرمایا کیوں نہیں ؟لیکن کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے ؟انہوں نے کہا نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا تو بہر حال تم بیت اللہ کے پاس جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے ،اس کے بعد عمرؓ ابو بکر صدیق ؓ کے پاس پہنچے ،اور ان سے بھی وہی باتیں کہیں ،جو رسول اللہ ﷺ سے کہی تھیں ،اور انہوں نے بھی ٹھیک وہی جواب دیا جو رسول اللہ ﷺ نے دیا تھا ،حالانکہ نبی کریم ﷺ کا جواب حضرت ابو بکرؓ نے نہیں سنا تھا ،البتہ ابو بکرؓ بہ نسبت عمرؓ کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی موافقت میں کامل تر تھے ،عمرؓ نے اس سے رجوع کیا اور فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اس غلطی کے کفارہ کے لئے کئی عمل کئے ،(۱۵)۔

اسی طرح جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے آپ ﷺ کی موت کا انکار کیا ،مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ : نبی کریم ﷺ یقیناً فوت ہو چکے ہیں ،تو عمرؓ نے اپنی رائے سے رجوع کیا" (۱۶)۔

اسی طرح مانعین زکاۃ کے ساتھ جہاد کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ نے ابو بکر سے کہا آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے جہاد کریں گے ،جبکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے : **"أمرت أن أقاتل الناس حتى يشهدوا ألا إله إلا الله ، وأني رسول الله فإذا فعلوا ذلك عصموا مني**

---

(۱۵) رواہ البخاري، ۲/ ۹۷۴-۹۸۰، کتاب الشروط، باب الشروط في الجهاد، رقم :(۲۵۸۱، ۲۵۸۲)، من حديث مسور بن مخرمة ومروان بن الحكم ،ورواه مسلم، ۳/ ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، کتاب الجهاد والسير ،باب صلح الحديبية، رقم :(۱۷۸۵)۔

(۱۶) رواہ البخاري، ۳/ ۱۳۴۱، کتاب فضائل الصحابة، باب قول النبي ﷺ :"لو كنت متخذا خليلا" رقم : (۳۴۶۷)، وفي الجنائز :باب الدخول على الميت بعد الموت إذا أدرج في كفنه ،وفي المغازي :باب مرض النبي ﷺ ووفاته۔

Www.IslamicBooks.Website

دمائهم وأموالهم إلا بحقها"، "مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک کہ وہ اللہ کے معبود برحق ہونے کہ شہادت نہ دیں اور مجھے اللہ کا رسول نہ تسلیم کرلیں، اور جب وہ ایسا کردیں تو ان کے مال وجان مجھ سے محفوظ ہیں، اِلا یہ کہ وہ مال وجان کے بدلہ میں لئے جائیں"، تو ابو بکر صدیقؓ نے کہا: کیا رسول اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ "**إلا بحقها**" زکاۃ بھی جان ومال کا حق ہے، اور فرمایا: "**واللہ لو منعوني عناقاً كانوا يؤدونها إلى رسول الله ﷺ لقاتلتهم على منعها**"، "قسم ہے اللہ کی اگر وہ بکری کا وہ بچہ بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے، مجھے نہ دیں گے تو میں اس کے بدلہ میں ان سے جہاد کروں گا"، عمرؓ نے فرمایا: "قسم ہے اللہ کی مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا سینہ جہاد کے لئے کھول دیا ہے، "**فعلمت أنه الحق**"، "مجھے یقین ہو گیا کہ ان کی بات حق ہے" (۱۷)۔

صدیق کا مرتبہ محدث سے اونچا ہے:

اسی طرح کی بہت ساری نظیریں ہیں جن سے عمرؓ پر ابو بکرؓ کی فضیلت وبرتری بالکل واضح ہے، بایں ہمہ حضرت عمر محدث ہیں، تاہم صدیق کا مرتبہ محدث کے مرتبہ سے بلند تر ہوتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صدیق جو کچھ کہتا یا کرتا ہے، وہ رسول معصوم سے سیکھ کر کہتا اور کرتا ہے، محدث کچھ باتیں اپنے دل سے گرفت میں لیتا ہے، اور دل اس کا معصوم نہیں ہوتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کے القاء کو نبی معصوم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی کسوٹی پر پرکھے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کرتے تھے، ان سے تبادلۂ خیالات کرتے تھے، بعض امور میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے، کچھ امور میں ان سے نزاع بھی ہوتی تھی، چنانچہ آپ اور صحابہ ایک دوسرے کے خلاف کتاب وسنت سے دلائل پیش کرتے تھے، اور آپ اپنی مخالفت پر انہیں برقرار رکھتے تھے، اور آپ ان کو اور وہ آپ کو

---

(۱۷) رواہ البخاري، ۲/ ۵۰۷، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، رقم: (۱۳۳۵)، ومسلم، ۱/ ۵۱، ۵۲ کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا: لا إلہ إلا اللہ، محمد رسو اللہ، رقم: (۲۰، ۲۱)۔

Www.IslamicBooks.Website

کتاب وسنت کے دلائل سنایا کرتے تھے، اور آپ کبھی نہیں کہتے تھے کہ میں محدث ہوں، مجھ پر الہام ہوتا ہے، اور مجھ سے خطاب ہوتا ہے، لہٰذا میرا موقف قبول کرو اور میری مخالفت نہ کرو۔

پس جو شخص بھی ولایت الٰہی کا دعویدار ہو، یا اس کے احباب اس کے ولی اور مخاطب ہونے کے مدعی ہوں، اور یہ کہیں کہ اس کے پیرو اس کی ہر بات مان لیں، اس کی مخالفت نہ کریں، کتاب وسنت کو بالائے طاق رکھ کر اس کے خیال کو تسلیم کرلیں، تو اس طرح کا مدعی اور اس مدعی کے رفقائے کار سب کے سب خطاکار ہیں، اور ایسے لوگ گمراہ ترین لوگوں میں ہیں، ایسے مدعیٔ ولایت کو افضل ترین مان بھی لیا جائے تو بھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اس سے افضل قرار پائیں گے، آپ تو امیر المؤمنین تھے، مسلمان ان سے اختلاف کرتے تھے، اور ان کا قول کتاب وسنت پر رکھ کر پرکھتے تھے۔

انبیاء کی اطاعت واجب ہے اولیاء کی نہیں

امت کے تمام سلف صالحین اور ائمۂ کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سوا ہر شخص کی باتیں قبول اور رد کی جاسکتی ہیں۔ یہی انبیاء اور غیر انبیاء کا فرق ہے، انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اللہ عزوجل کی طرف سے جو باتیں لاتے ہیں ان پر ایمان لانا ضروری ہے، اور ان کے احکام کی اطاعت واجب ہے، جب کہ اولیاء کے ہر حکم کی اطاعت واجب نہیں ہے، اور نہ ان کی ہر خبر پر ایمان لانا ضروری ہے، بلکہ ان کا حکم اور ان کی خبر کتاب وسنت کے سامنے پیش کی جائے گی، جو کتاب وسنت کے موافق ہوگی وہ قابل قبول، اور جو کتاب کے مخالف ہوگی وہ مردود ہوگی، گو وہ اللہ کا ولی کیوں نہ ہو، مجتہد کیوں نہ ہو، جس کی خطا معاف ہوجاتی ہے اور وہ ماجور و مثاب بھی قرار پاتا ہے، اس کا قول کتاب وسنت کے مخالف ہوگا تو خطاکار ہوگا تاہم حتی المقدور اللہ سے ڈرتا ہوگا تو اس کی خطا بخش دی جائے گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾(۱۸)۔

"جہاں تک ہوسکے اللہ سے ڈرتے رہو"۔

---

(۱۸) سورۃ التغابن: ۱۶۔

Www.IslamicBooks.Website

اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (١٠٢)﴾(١٩)۔

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیئے، اور تمہاری موت نہ ہو مگر اس حال میں کہ تم مومن ہو"۔

ابن مسعودؓ اور دیگر صحابۂ کرام فرماتے ہیں: "اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اسے یاد کیا جائے فراموش نہ کیا جائے، اس کا شکر ادا کیا جائے ناشکری نہ کی جائے، اور یہ سب کچھ حسب استطاعت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾(٢٠)۔

"اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو کام وہ کرے اس کا ثواب ہوگا تو اسی کے لئے، اور عذاب ہوگا تو اسی کو ہوگا"۔

اور فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٤٢)﴾(٢١)۔

"اور جو لوگ ایمان لائے، پھر نیک عمل بھی کئے، ہم تو کسی شخص پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالا کرتے، یہی لوگ جنتی ہوں گے، اور اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

اور فرمایا: ﴿وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (٢٢)۔

"انصاف کے ساتھ ناپ تول پوری پوری کرو، ہم کسی شخص پر اس کی طاقت سے بڑھ

(١٩) سورۃ آل عمران: ١٠٢۔

(٢٠) سورۃ البقرۃ: ٢٨٦۔

(٢١) سورۃ الأعراف: ٤٢۔

(٢٢) سورۃ الأنعام: ١٥٢۔

Www.IslamicBooks.Website

کر تکلیف نہیں دیتے"۔

کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان لانے کا ذکر کیا ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لاَ نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ(١٣٦)﴾(٢٣)۔

"مسلمانو! تم یہود و نصاری کو یہ جواب دو کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں، اور قرآن جو ہم پر اترا اس پر ایمان لائے ہیں، اور صحیفے جو ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب، اور اولاد یعقوب پر اترے ان پر، اور موسیٰ اور عیسیٰ کو جو کتاب ملی اس پر، اور جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار سے ملا ان پر، ہم ان پیغمبروں میں کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور ہم اسی اللہ کے فرمانبردار ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿الم(١) ذَلِكَ الْكِتَابُ لاَ رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ(٢) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ(٣) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ(٤) أُوْلَئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(٥)﴾(٢٤)۔

"الم، یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں، پرہیزگاروں کی رہنما ہے، جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے، اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں، اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں"۔

---

(٢٣) سورۃ البقرۃ: ١٣٦۔

(٢٤) سورۃ البقرۃ: ١-٥۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ(۱۷۷)﴾(۲۵)۔

"مسلمانو! نیکی یہی نہیں کہ نماز میں اپنا رخ مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف کرلو، بلکہ اصل نیکی تو ان کی ہے جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور آسمانی کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور مال سے محبت کرنے کے باوجود اللہ کی راہ میں رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا، اور غلامی وغیرہ کی قید سے لوگوں کی گردنیں چھڑانے میں دیا، اور نماز پڑھتے اور زکاۃ دیتے رہے، اور جب کسی بات کا اقرار کرلیا تو اپنے قول کو پورا کیا، اور تنگ دستی اور دکھ و لڑائی کے وقت میں ثابت قدم رہے، یہی وہ لوگ ہیں جو دعویٰ اسلام میں سچے نکلے، اور یہی ہیں جن کو پرہیز گار کہنا چاہیئے"۔

یہ بات کہ اولیاء اللہ پر کتاب وسنت کی پابندی لازمی ہے، اور کوئی ان میں معصوم نہیں ہے، جس کے لئے یا دوسروں کے لئے یہ جائز ہو کہ جو کچھ اس کے دل میں آجائے، اسے کتاب سنت کی کسوٹی پر پرکھے بغیر اس کی پیروی کرے ایسا شخص متفقہ طور پر اللہ کا ولی ہے، برعکس از ایں اللہ کا ولی نہیں ہے، جس کی پیروی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو، وہ یا تو کافر ہے، یا پھر حد سے زیادہ جاہل، مشائخ کے کلام میں اس کا بکثرت تذکرہ موجود ہے، شیخ ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں: "میرے دل میں ایک لطیف نکتہ ابھرتا ہے، مگر میں دو شاہدوں کتاب وسنت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا"۔

مشائخ کے کلام میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ جن میں سے بعض کا تذکرہ درج ذیل ہے:

---

(۲۵) سورۃ البقرۃ: ۱۷۷۔

Www.IslamicBooks.Website

سلیمان دارانی کا قول : "إنه ليقع في قلبي النكتة من نكت القوم فلا أقبلها إلا بشاهدين الكتاب والسنة"، "میرے دل میں قوم کے نکتوں میں سے کوئی نکتہ وارد ہوتا ہے، تو میں کتاب وسنت کی شہادت کے بغیر اسے قبول نہیں کرتا"۔

حضرت جنید کا قول : ابو القاسم جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں :"علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة ، فمن لم يقرأ القرآن ويكتب الحديث لا يصلح له أن يتكلم في علمنا"، "یعنی ہمارا یہ علم (علم ولایت) کتاب وسنت کا پابند ہے، جو شخص قرآن نہ پڑھے، اور نہ حدیث نقل کرے، اس کے لئے درست نہیں کہ ہمارے علم کے باب میں کوئی کلام کرے" (یا یہ فرمایے کہ وہ اس کا اہل نہیں ہے کہ اس کی پیروی کی جائے)۔

ابو عثمان نیشاپوری کا قول : ابو عثمان نیشاپوری فرماتے ہیں :"من أمر السنة على نفسه قولاً وفعلاً نطق بالحكمة، ومن أمر الهوى على نفسه نطق بالبدعة، لأن الله يقول : ﴿قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَا حُمِّلْتُمْ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ(٥٤)﴾(٢٦)۔

جو شخص قولاً وفعلاً اپنے نفس پر سنت کو حاکم بنائے گا وہ حکمت کی بات کرے گا، اور جو قولاً وفعلاً اپنے نفس پر خواہش کو حاکم بنائے گا وہ بدعت کی بات کرے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے : "کہہ دیجئے کہ اللہ کا حکم مانو، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو، پھر بھی اگر تم نے روگردانی کی تو رسول کے ذمہ تو صرف وہی ہے جو اس پر لازم کردیا گیا ہے، اور تم پر اس کی جوابدہی ہے جو تم پر رکھا گیا ہے، ہدایت تو تمہیں اسی وقت ملے گی جب رسول ﷺ کی ماتحتی کرو، سنو! رسول کے ذمہ تو صرف صاف طور پر پہونچادینا ہے"۔

ابو عمرو بن مجید فرماتے ہیں : "ہر وہ وجد جس کی شہادت کتاب وسنت سے نہ ہو باطل ہے"۔

اس مقام پر بہت سے لوگ غلطی کرجاتے ہیں، وہ کسی آدمی کو اللہ کا ولی سمجھ لیتے ہیں،

(٢٦) سورۃ النور : ۵۴۔

Www.IslamicBooks.Website

عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ ولی کی ہر بات قبول ہوتی ہے، اور جو فعل بھی وہ کرتا ہے اپنی قدرت سے کرتا ہے، خواہ وہ کتاب وسنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور اللہ نے جن باتوں کو دے کر اپنا رسول بھیجا ہے اس کی مخالفت کی جاتی ہے، حالانکہ رسول نے جو خبر دی ہے اس کی تصدیق کرنا، اور اس کے حکم کی اطاعت تمام انسانوں پر فرض ہے، یہی وہ بات ہے جو اللہ کے اولیاء، اور اعداء، جنتیوں، اور دوزخیوں اور نیک بختوں اور بد بختوں کے درمیان حد فاصل ہے۔ جو رسول کی اتباع کرتا ہے، وہ اللہ کا متقی ولی، اس کی فیروز مند فوج کا ایک سپاہی، اور اس کے نیکوکار بندوں کا ایک فرد، اور جو شخص رسول کی اتباع نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کے مجرم، ناکام ونامراد دشمنوں کا ایک عضو بن کر رہتا ہے۔

رسول کی مخالفت اور ولایت الٰہی کے منصب پر بٹھائے گئے مذکورہ آدمی کی موافقت ایسے شخص کو پہلے تو بدعت اور گمراہی کی طرف اور پھر کفر ونفاق کی طرف گھسیٹ لے جاتی ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق بن جاتا ہے جسے ذیل کی آیتوں میں بیان کیا گیا ہے۔

کتاب وسنت میں کسی چیز کا ثبوت نہ ہو تو وہ باطل ہے

﴿وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَالَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا(٢٧)يَاوَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا(٢٨)لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا(٢٩)﴾(٢٧)۔

"اور جس دن نافرمان اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا، ہائے افسوس! کاش میں نے رسول ﷺ کی راہ اختیار کی ہوتی، ہائے میری کمبختی، کاش میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا، اس نے تو مجھے اس کے بعد گمراہ کر دیا کہ میرے پاس نصیحت آپہنچی تھی، اور شیطان کا تو قاعدہ ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے"۔

﴿يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَالَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا

---

(٢٧) سورۃ الفرقان: ٢٧-٢٩۔

Www.IslamicBooks.Website

الرَّسُولَ(٦٦)وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَ(٦٧) رَبَّنَا آتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا(٦٨)﴾(٢٨)۔

"یہ وہ دن ہوگا جب کہ ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے، اور افسوس کے طور پر کہیں گے کہ اے کاش ہم نے دنیا میں اللہ کا حکم مانا ہوتا، اور اے کاش ہم نے اللہ کے رسول کا کہا مانا ہوتا، اور یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار، ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہنا مانا، اور انہوں نے ہی ہم کو گمراہ کیا، تو اے ہمارے پروردگار، ان کو دوہرا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت نازل فرما"۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ(١٦٥)إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ(١٦٦)وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ(١٦٧)﴾(٢٩)۔

"اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو اللہ کے سوا اوروں کو بھی اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، اور جیسی محبت اللہ سے رکھنی چاہیئے ویسی محبت ان سے رکھتے ہیں، اور جو ایمان والے ہیں ان کو تو سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت ہوتی ہے، اور جو بات ان ظالموں کو عذاب کے دیکھنے پر سمجھ میں آجائے گی، اے کاش وہ ابھی سمجھ میں آجاتی، کہ ہر طرح کی قوت اللہ ہی کو ہے، اور نیز یہ کہ اللہ کا عذاب بھی سخت ہے، یہ ایسا ٹیڑھا وقت ہوگا کہ گرو اپنے چیلوں سے (سردار اپنے تابعداروں سے) دست بردار ہو جائیں گے، اور عذاب آنکھوں سے دیکھ لیں گے، اور ان کے آپس کے سب تعلقات ٹوٹ جائیں گے، تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کہ اے کاش ہم کو ایک دفعہ دنیا میں پھر لوٹا

---

(٢٨) سورۃ الأحزاب: ٦٦-٦٨۔

(٢٩) سورۃ البقرۃ: ١٦٥۔١٦٧۔

Www.IslamicBooks.Website

دیا جاتا تو جیسے یہ لوگ آج ہم سے دست بردار ہو گئے ہیں، اسی طرح ہم بھی ان سے دست بردار ہو جائیں گے، یوں اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان کے آگے لائے گا کہ ان کے اعمال سر تا سر موجب حسرت دکھائی دیں گے، اور اس پر بھی وہ ہر گز جہنم سے نہیں نکل سکیں گے"۔

یہ لوگ نصاریٰ سے مشابہ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ(٣١)﴾(٣٠)۔

انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا تھا، اور مسیح ابن مریم کو بھی رب بنالیا تھا، حالانکہ انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ جو شرک کرتے ہیں اس سے وہ پاک ہے"۔

مذکورہ آیت کی تفسیر میں عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان سے اس سلسلہ میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ انھوں نے ان کی عبادت تو نہیں کی تھی!!، تو آپ ﷺ نے جواب دیا کہ: " **أحلوا لهم الحرام، وحرموا عليهم الحلال، فأطاعوهم وكانت هذه عبادتهم إياهم**"، انھوں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا تھا، چنانچہ انھوں نے ان کی یہ بات مان لی تھی، تو یہ ہی ان کی عبادت تھی جو وہ کرتے تھے"(٣١)۔

اسی لئے ایسے لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ " **إنما حرموا الوصول بتضييع الأصول**" اصل کو ضائع کر کے وہ وصول سے محروم ہو گئے (یعنی اصول و ضوابط کو ضائع کرنے کی وجہ سے حق تک پہنچنے سے محروم رہ گئے) کیونکہ اصل الاصول یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ لائے ہیں اس پر ایمان لایا جائے، پس یہ ایمان رکھنا لازم ہے کہ محمد ﷺ تمام

---

(٣٠) سورۃ التوبۃ: ٣١۔

(٣١) أنظر: سنن الترمذي، ٤/ ٣٤١-٣٤٢، ابواب تفسير القرآن، رقم: (٥٠٩٣)، وقال الترمذي: "حديث غريب"، وقال السيوطي: "أخرجه ابن سعد، وعبد بن حميد، والترمذي وحسنه، وابن المنذر، وابن أبي حاتم، والطبراني، وأبو الشيخ، وابن مردويه، والبيهقي في سننه عن عدي بن أبي حاتم۔

Www.IslamicBooks.Website

مخلوقات جن وانس، عرب وعجم، ارباب علم وصاحبان عبادت، کشور کشا، اور رعایا سبھی کے لئے اللہ کے رسول ہیں، نیز یہ یقین رکھنا ضروری ہے کہ کسی مخلوق کے لئے اللہ تک پہونچنے کی راہ صرف یہی ہے کہ باطنی اور ظاہری ہر طرح آپ ﷺ کی پیروی کی جائے، حتی کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام بھی آپ ﷺ کے زمانہ میں آئیں تو ان پر آپ کی اتباع واجب ہوگی۔

رسالت محمدی ﷺ کی جامعیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ(٨١)فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ(٨٢)﴾(٣٢)۔

"جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب وحکمت دوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہارے پاس کی چیز کو سچ بتائے تو تمہارے لئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہے، فرمایا کہ تم اس کے اقراری ہو اور اس پر میرا ذمہ لے رہے ہو؟ سب نے کہا: ہمیں اقرار ہے، فرمایا: تو اب گواہ رہو اور میں بھی خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں، پس اس کے بعد بھی جو پلٹ جائیں وہ پورے نافرمان ہیں"۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا نہیں پیدا کیا جن سے یہ عہد نہ لیا ہو کہ اگر اس کی زندگی میں محمد (ﷺ) مبعوث ہو جائیں تو وہ ان پر ضرور ایمان لائے گا اور ان کی مدد کرے گا، اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی امت سے یہ عہد لے لے کہ اس امت کی زندگی میں اگر محمد ﷺ مبعوث ہو جائیں تو وہ آپ کی مدد کریں گے اور آپ پر ایمان لائیں گے"۔(٣٣)

(٣٢) سورۃ آل عمران: ٨١-٨٢۔ (٣٣) تفسیر ابن جریر ٦/٥٥٦ و تفسیر ابن کثیر ١/٣٢٥ والدّرُالمنثور للسیوطی ٢/٤٧-٤٨۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا(٦٠)وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا(٦١)فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا(٦٢)أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا(٦٣)وَمَا أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا(٦٤)فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا(٦٥)﴾(۳۴)۔

"آپ نے ان منافق مسلمانوں کے حال پر نظر نہیں کی جو منہ سے تو یہ کہتے ہیں کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتے ہیں جو آپ پر اتارا گیا ہے، اور ان آسمانی کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی ہیں، اور یہ چاہتے ہیں کہ اپنا مقدمہ غیر اللہ کے پاس لے جائیں، حالانکہ ان کو حکم دیا جاچکا ہے کہ اس کی بات نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں راہ راست سے بھٹکا کر بڑی دور لے جائے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اللہ نے جو حکم اتارا ہے اس کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کریں تو آپ ان منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کے پاس آنے سے رکتے ہیں، تو اس وقت ان کی کیسی کچھ رسوائی ہوگی جب انہیں کے اپنے کرتوت کی وجہ سے ان پر کوئی مصیبت آپڑے تو آپ کے پاس قسمیں کھاتے ہوئے دوڑے آئیں کہ اللہ کی قسم ہماری غرض تو سلوک اور میل ملاپ کی تھی، یہ ایسے آدمی ہیں کہ جو فساد ان کے دلوں میں ہے اس کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، تو اے پیغمبر آپ ان کے پیچھے نہ پڑیں، اور ان کو سمجھا دیں، اور ان سے ایسی باتیں کریں کہ اچھی طرح ان کے ذہن نشین ہو جائے، اور جو رسول ہم نے بھیجا ہے، اس کے بھیجنے سے ہمارا مقصود یہی رہا ہے کہ

(۳۴) سورۃ النساء: ۶۰-۶۵۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ کے حکم سے اس کا کہا مانا جائے، اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا اگر اس وقت یہ لوگ آپ کے پاس آتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول ان کی معافی چاہتے تو یہ لوگ دیکھ لیتے کہ اللہ تعالیٰ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ پس اے پیغمبر! تمہارے پروردگار کی قسم ہے کہ جب تک یہ اپنے باہمی جھگڑوں کا فیصلہ آپ ہی سے نہ کرائیں، اور صرف فیصلہ ہی نہیں بلکہ آپ جو کچھ فیصلہ کردیں اس سے کسی طرح تنگی اور ناخوشی محسوس نہ کریں، بلکہ قبول کرلیں، جب تک ایسا نہ کریں یہ مومن نہیں ہو سکتے"۔

اور اگر کسی نے ذرا بھی رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی مخالفت کی، اور جسے وہ ولی اللہ سمجھتا رہا، اس کا مقلد رہا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے معاملہ کی بنیاد اس عقیدہ پر رکھی ہے کہ وہ شخص اللہ کا ولی ہے، اور ولی کی مخالفت کسی بات میں نہیں کی جاتی، فرض کرلیں کہ یہ شخص اکابر صحابہ اور اعاظم تابعین کی طرح اللہ کا بہت بڑا ولی ہے تو بھی اس کی وہ بات نہ مانی جائے گی، جو کتاب وسنت کے خلاف ہوگی، پھر بات کیسے بنے گی جب کہ وہ اس درجہ کا ولی نہیں ہے۔

اللہ کا ولی تسلیم کرلینے کے باب میں اکثر حضرات کی بنیاد یہ ہے کہ بعض معاملات کے اندر اس سے کچھ کرامات، یا کچھ خارق عادات تصرفات ظاہر ہوئے ہیں، مثلاً یہ کہ وہ کسی کی طرف اشارہ کردیتا ہے اور وہ مر جاتا ہے، یا ہوا میں اڑ کر مکہ وغیرہ پہنچ جاتا ہے، یا کبھی کبھی پانی پر چلتا ہے، یا ہوا سے لوٹے میں پانی بھر لیتا ہے، یا بعض اوقات غیب کی باتیں کرتا ہے، یا کبھی لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہو جاتا ہے، یا بعض لوگوں نے اس کے یہاں داد خواہی کی حالانکہ وہ غائب یا مردہ تھا، مگر وہ آیا اور ضرورت پوری کردی، یا وہ لوگوں کو مال سرقہ کی خبر دیتا، یا غائب از نگاہ شخص یا مریض کا حال بتاتا ہے، وغیرہ۔

ان باتوں میں کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو اس بات کی دلیل ہو کہ ان اوصاف کا حامل شخص اللہ کا ولی ہے، بلکہ اولیاء کا تو اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اڑے یا پانی پر چلے تو اس سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیے، جب تک کہ یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ وہ کہاں تک رسول اللہ

Www.IslamicBooks.Website

ﷺ کی متابعت کرتا اور امر و نہی میں آپ ﷺ کے موافق چلتا ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامات تو ان خارق عادات تصرفات سے بڑھ کر ہوتی ہیں، مذکورہ خارق عادات انجام دینے والا شخص گو کبھی اللہ کا ولی رہا ہو، مگر اب اللہ کا دشمن ہے کیوں کہ خارق عادات امور تو کفار، مشرکین، اہل کتاب، منافقین، اہل بدعت اور شیاطین سے بھی ظاہر ہوتے ہیں، لہٰذا جس شخص کے اندر تصرف کی کوئی بات ہو اسے اللہ کا ولی سمجھ لینا جائز نہیں ہے۔

اللہ کے ولی اپنی ان صفات، افعال اور احوال سے سمجھے جاتے ہیں جن کی دلیل کتاب و سنت کے اندر موجود ہوتی ہے، ان کی پہچان ایمان کے باطنی حقائق اور اسلام کی ظاہری شریعتوں کے نور سے ہوا کرتی ہے۔

شیطان والوں کی پہچان

اس کی مثال یہ ہے کہ مذکورہ باتیں اور ان جیسے امور کچھ لوگوں میں پائے جاتے ہوں مگر ان میں کچھ ایسے ہوں جو نہ وضو کرتے ہوں، نہ نمازیں پڑھتے ہوں، بر عکس ازایں نجاستوں میں لت پت ہوں، کتوں کے ساتھ رہتے ہوں، حماموں، قبرستانوں اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر پڑے رہتے ہوں، ان کے بدن سے بدبو آتی ہو، شرعی غسل اور وضو نہیں کرتے ہوں، حالانکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"لا تدخل الملائكة بيتاً فيه جنب ولا كلب" (۳۵)۔

"جس گھر میں جنبی ہو یا کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے"۔

---

(۳۵) رواه أبو داود والنسائي عن علي بن أبي طالب، ولفظه " : لا تدخل الملائكة بيتاً في صورة ولا كلب ولا جنب" والحديث في الصحيحين والترمذي، دون قوله : "ولا جنب"، و قال الترمذي : "حديث حسن صحيح"۔

أنظر : سنن أبي داود، ۱ / ۱۵۳-۱۵۴، كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، رقم : (۲۲۷)، و سنن النسائي، ۱ / ۱۴۱، كتاب الطهارة، باب في الجنب إذا لم يتوضأ، و صحيح البخاري، ۳ / ۱۱۷۹، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم آمين، رقم : (۳۰۵۳)، و صحيح مسلم، ۳ / ۱۶۶۴، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، رقم : (۲۱۰۴)۔

Www.IslamicBooks.Website

تنہائی کی ان جگہوں کے بارے میں فرمایا کہ :

"إن هذه الحشوش محتضرة" (٣٦)۔

"یہ شیطان کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں"۔

پھر فرمایا کہ :**"من أكل هاتين الشجرتين الخبيثتين فلا يقربن مسجدنا ، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم" (٣٧)۔**

"جو شخص ان دو خبیث درختوں سے (پیاز اور لہسن) کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ جن چیزوں سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے"۔

اور فرمایا :**"إن الله طيبٌ لا يقبل إلا طيباً" (٣٨)۔**

"اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیزوں ہی کو پسند کرتا ہے"۔

نیز فرمایا :**"إن الله نظيف يحب النظافة" (٣٩)۔**

"اللہ تعالیٰ صاف ہے اور صفائی پسند کرتا ہے"۔

---

(٣٦) رواه أبو داؤد وابن ماجة، وأحمد، عن زيد بن أرقم، بلفظ :"إن هذه الحشوش محتضرة، فإذا أتى أحدكم الخلاء فليقل "أعوذ بالله من الخبث والخبائث"۔

أنظر : سنن أبي داود ١/ ١٦، كتاب الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، رقم :(٦)، وسنن ابن ماجة، ١/ ١٠٨، كتاب الطهارة وسننها، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، رقم :(٢٩٦)، والمسند، ٤/ ٣٦٩، ٣٧٣۔

(٣٧) أنظر : صحيح مسلم، ١/ ٣٩٤، كتاب المساجد، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا، رقم :(٥٦٤، ٥٦٥-٥٦٧)، وصحيح البخاري، ١/ ٢٩٢، كتاب صفة الصلاة، باب ما جاء في الثوم النئي والبصل والكراث، رقم :(٨١٥)۔

(٣٨) رواه مسلم وأحمد والترمذي، والدارمي، عن أبي هريرة، وقال الترمذي :"حديث حسن غريب"۔

أنظر : صحيح مسلم، ٢/ كتاب الزكاة، باب قبول الصدقة، من الكسب الطيب، رقم :(١٠١٥)۔

(٣٩) رواه الترمذي، عن عامر بن سعد عن أبيه، وقال الترمذي :"حديث غريب"۔

أنظر : سنن الترمذي، ٤/ ١٩٨، كتاب الاستئذان والآداب، باب ما جاء في النظافة، رقم :(٢٩٥١)۔

Www.IslamicBooks.Website

نیز فرمایا:"خمس من الفواسق يقتلن في الحل والحرم : الحية، والفأرة، والغراب، والحدأة، والكلب العقور"(۴۰)،وفي رواية :" الحية والعقرب"(۴۱)۔

"پانچ چیزیں بری ہیں، وہ حل اور حرم دونوں میں قتل کی جائیں گی، سانپ، چوہا، کوا، چیل اور کاٹنے والا کتا، ایک روایت میں سانپ اور بچھو کا لفظ آیا ہے"۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے،(۴۲)۔

فرمایا:"من اقتنى كلباً لا يغني عنه زرعاً ولا ضرعاً نقص من عمله كل يومٍ قيراط"(۴۳)۔

"جس نے کتا پالا، ایسا کتا جو اسے کھیتی اور دودھ دینے والی چیزوں کی حفاظت کر کے فائدہ نہیں پہنچائے، تو اس کے عمل میں سے ہر روز ایک قیراط کم کر دیا جاتا ہے"۔

---

(۴۰) رواه البخاري ومسلم ،وأحمد، وابن ماجة، عن عائشة بألفاظ متقاربة، وما أورده المؤلف لا يخرج عنها۔

أنظر : صحيح البخاري، ۲/ ۶۵۰، أبواب الإحصار وجزاء الصيد ،باب مايقتل المحرم من الدواب، رقم : (۱۷۳۲)،وصحيح مسلم ،۲/ ۸۵۶، كتاب الحج، باب مايندب للمحرم وغيره، رقم :(۱۱۹۸)۔

(۴۱) هي رواية أبي داود عن أبي هريرة، أنظر : سنن أبي داود، ۲/ ۲۲۴، كتاب المناسك، باب مايقتل المحرم من الدواب رقم :(۱۸۴۷)۔

(۴۲) رواه البخاري ومسلم ،وابن ماجة عن عبد الله بن عمر ،وجابر بن عبد الله، "ثم إن رسول الله ﷺ نهى عن قتلها إلا الأسود البهيم"، أنظر : صحيح البخاري، ۳/ ۱۲۰۷، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب، رقم : (۳۱۴۵)، ومسلم، ۳/ ۱۲۰۰ كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، رقم :(۱۵۷۰-۱۵۷۲)۔

(۴۳) رواه البخاري ومسلم ،وابن ماجة عن سفيان بن أبي زهير۔

أنظر : صحيح البخاري، ۳/ ۱۲۰۷، كتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب، رقم : ۳۱۴۷)، ومسلم ،۳/ ۱۲۰۲ كتاب المساقاة، باب الأمر بقتل الكلاب، رقم :(۱۵۷۴)۔

(۴۴) رواه مسلم ،وأبو داود، والترمذي، وأحمد، عن أبي هريرة وغيره، وقال الترمذي: "حديث حسن صحيح"۔

أنظر : صحيح مسلم، ۳/ ۱۶۷۲، كتاب اللباس والزينة، باب كراهة الكلب والجرس، رقم :(۱۰۳)، وسنن أبي داود، ۳/ ۵۳، كتاب الجهاد، باب في تعليق الأجراس، رقم :(۲۵۵۵)، وسنن الترمذي، ۳/ ۱۲۳ ابواب الجهاد، باب ماجاء في الأجراس على الخيل، رقم :(۱۷۵۵)۔

Www.IslamicBooks.Website

نیز فرمایا: "لا تصحب الملائكة رفقة معهم كلب"(۴۴)۔

"ان لوگوں کے ساتھ فرشتے نہیں رہا کرتے جن کے ساتھ کتا ہو"۔

اور فرمایا: **"إذا ولغ الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبع مراتٍ إحداهن بالتراب"(۴۵)۔**

"جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھونا چاہیئے، جس میں سے ایک مرتبہ مٹی سے بھی دھویا جائے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ(١٥٦)الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(١٥٧)﴾(۴۶)۔

"اور میری رحمت تمام اشیاء پر محیط ہے، میں ان لوگوں کے لئے وہ رحمت ضرور لکھ دوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں، اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں، اور جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جسے وہ اپنے یہاں توراۃ اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، اور جو ان کو نیک کاموں کا حکم دیتے ہیں، اور بری باتوں سے روکتے ہیں، پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان کے لئے حرام کرتے ہیں، ان کے بوجھ ان سے اتارتے ہیں، اور جن پھانسیوں (طوق) میں جکڑے ہوئے تھے ان سے نجات دلاتے ہیں، تو جو لوگ اس

---

(۴۵) رواه البخاري ومسلم، وأصحاب السنن، عن أبي هريرة۔

أنظر: صحيح البخاري، ۱/ ۷۵، كتاب الوضوء، باب الماء الذي يغسل به، رقم: (۱۷۰)، وصحيح مسلم، ۱/ ۲۳۴-۲۳۵، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، رقم: (۲۷۹-۲۸۰)۔

(۴۶) سورة الأعراف: ۱۵۶، ۱۵۷۔

Www.IslamicBooks.Website

نبی پر ایمان لاتے ہیں، اور اس کا ساتھ دیتے ہیں، اس کی مدد کرتے ہیں، اور جو نور اس کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کا اتباع کرتے ہیں وہی لوگ کامیاب ہیں"۔

جب یہ شخص نجاستوں اور ان خباثتوں سے لت پت ہو جو شیطان کو پسند ہیں، یا حماموں اور غلاظت کے ان مقامات پر پڑا رہتا ہو جو شیطان کی آماجگاہیں ہیں، یا جن کی خوراک سانپ، بچھو، بھڑ، اور گوشہائے سگ ہوں جن کا شمار خبیث اشیاء میں اور فواسق میں ہوتا ہے، یا پیشاب جیسی ناپاک اور دیگر ناپاک اشیاء جنھیں شیطان پسند کرتا ہو پیتا ہو، یا جو غیر اللہ کو پکارتا ہو، اور مخلوقات کے ذریعہ داد خواہ ہو، اور انہی کی جانب رخ کرتا ہو، یا اپنے پیر کی خانقاہ کی جانب ہو کر سجدہ کرتا ہو، اور رب العالمین کی خالص اطاعت نہ کرتا ہو، یا کتوں یا آگ کے پاس رہتا ہو، یا گھوروں اور ناپاک مقامات میں پناہ لیتا ہو، یا قبرستانوں بالخصوص یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے قبرستانوں میں رہتا ہو، یا قرآن کا سماع ناپسند کرتا ہو، اور اس سے متنفر ہو، اور گیتوں اور اشعار کے سماع کو مقدم رکھتا ہو، تو یہ سب شیطان والوں کی علامات ہیں نہ کہ اللہ والوں کی۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "تم میں سے کوئی شخص اپنے نفس کے متعلق سوال کرے تو قرآن سے کرے، اگر وہ قرآن سے محبت رکھتا ہو گا، تو اللہ سے محبت ہو گی، اور اگر قرآن سے بغض رکھتا ہو تو اللہ اور رسول ﷺ سے بغض رکھتا ہو گا" (۴۷)۔

اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "اگر ہمارے دل پاک ہوں تو اللہ عز وجل کے قرآن سے کبھی سیر نہ ہوں"۔ (۴۸)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ذکر الٰہی دل میں ایمان کی نمو داسی طرح کرتا ہے جس طرح پانی سبزی کو، اور گانا نفاق کو دل میں اسی طرح پیدا کرتا ہے، جیسے پانی سبزی کو پیدا کرتا ہے"۔ (۴۹)

(۴۷) جامع العلوم والحکم، ص: (۳۱۸)۔
(۴۸) اغاثۃ اللھفان لابن القیم ۱/ ۵۵، وجامع العلوم والحکم لابن رجب ص ۳۱۸۔
(۴۹) اس اثر کا نصف اخیر ابن قیم نے ابن مسعود سے صحیح سند سے ذکر کیا ہے، اغاثۃ اللھفان ۱/ ۲۴۷، ۲۴۸ و سنن ابی داؤد ۵/ ۲۲۳ کتاب الأدب، باب کراہیۃ الغناء رقم الحدیث (۴۹۲۷)۔

Www.IslamicBooks.Website

اور اگر کوئی شخص ایمان کے باطنی حقائق سے آگاہ ہو، کیا رحمانی حالات ہیں اور کیا شیطانی حالات، ان میں فرق کرتا ہو، تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں نور ڈال دیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ(۲۸)﴾(۵۰)۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ، وہ تمہیں اپنی رحمت سے دو حصے بخش دے گا، اور تمہارے لئے ایسا نور پیدا کرے گا، جس کے ذریعہ تم چلو پھرو گے، اور تمہیں معاف فرمادے گا، اور اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا﴾(۵۱)۔

"اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے، کتاب اور ایمان کیا چیز ہے، لیکن ہم نے اسے ایک نور بنایا ہے، اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں"۔

یہ شخص ان مومنین میں سے ہے جن کے بارے میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث ترمذی میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**اتقوا فراسة المؤمن فإنه ينظر بنور الله**"(۵۲)۔

"مومن کی فراست سے ہوشیار رہو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"۔

اس سے پہلے بخاری کی اس حدیث کا ذکر آچکا ہے، جس میں نبی کریم ﷺ فرماتے

---

(۵۰) سورۃ الحدید: ۲۸۔

(۵۱) سورۃ الشوریٰ: ۵۲۔

(۵۲) أنظر: سنن الترمذي: ۴/ ۳۶۰، أبواب تفسير القرآن، تفسير سورة الحج، رقم: (۵۱۳۳)، وقال الترمذي: "حديث غريب، لا نعرفه إلا من هذا الوجه"، وقال الهيثمي: "رواه الطبراني، عن أبي أمامة، وإسناده حسن"، أنظر: مجمع الزوائد للهيثمي، ۱۰/ ۲۶۸، وتاريخ بغداد، ۷/ ۲۴۲۔

Www.IslamicBooks.Website

ہیں کہ :"لايزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه فإذا أحببته كنت سمعه الذي يسمع به وبصره الذي يبصر به ويده التي يبطش بها ورجله التي يمشي بها فبي يسمع ، وبي يبصر، وبي يبطش ، وبي يمشي، ولئن سألني أعطيته ولئن استعاذني لأعيذنه،وما ترددت عن شيء أنا فاعله ترددي عن قبض نفس عبدي المؤمن يكره الموت وأكره مساء ته ولا بد له منه" (۵۳) .

"اللہ تعالی فرماتا ہے :" میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، اور جب اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، چنانچہ وہ میرے ذریعہ سنتا ہے، میرے ذریعہ دیکھتا ہے، میرے ذریعہ پکڑتا ہے، میرے ذریعہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو دیتا ہوں، میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں، مجھے جو کام کرنا ہوتا ہے اس سے میرے اندر اس درجہ پس وپیش نہیں ہوتا جس درجہ اس بندۂ مومن کی روح قبض کرنے سے ہوتا ہے، جسے موت ناپسند ہوتی ہے، مجھے بھی اسے تکلیف دینا پسند نہیں ہوتا، مگر حقیقت یہ ہے کہ موت سے اسے رستگاری نہیں ہے"۔

جب بندہ مذکورہ صفات کا حامل ہوتا ہے، تو رحمان والوں اور شیطان والوں کے درمیان فرق اسی طرح سمجھتا ہے، جس طرح صراف کھرے اور کھوٹے سکوں کی تمیز رکھتا ہے، اور جس طرح گھوڑوں کی پہچان رکھنے والا اچھے اور خراب گھوڑے میں فرق کرلیتا ہے، اور جس طرح صاحب بصیرت اور اصابت رائے کا حامل سمجھ لیتا ہے کہ کون بہادر ہے اور کون بزدل، اور جس طرح سچے اور نام نہاد نبی کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ رب العالمین کے پیامبر محمد صادق وامین اور موسیٰ و مسیح اور دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام میں اور مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ اسدی، حارث دمشقی اور بابائے رومی ۵۴ وغیرہ جھوٹوں میں فرق کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح اللہ کے متقی اولیاء اور شیطان کے گمراہ دوستوں میں بھی فرق کرنا لازم ہے۔

(۵۳) اس حدیث کی تخریج فصل اول کے حاشیہ (۲) میں گزر چکی ہے۔

(۵۴) بابائے رومی سے مراد علامہ ابن تیمیہؒ کے زمانے کا کوئی معروف پادری ہے ہمیں اسکے نام سے واقفیت نہ ہوسکی (مترجم)

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۱۰) : حقیقت اور شریعت

اسلام ہی تمام انبیاء کا دین ہے :

حقیقت تو اللہ تعالیٰ کے دین کی حقیقت ہے جو انبیاء اور پیغامبروں کا متفقہ مسئلہ ہے، گو ہر ایک کی شریعت اور طریقہ کار الگ رہا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾(۱)۔

"تم میں سے ہر ایک فریق کے لئے ہم نے ایک شریعت ٹھہرائی اور طریقہ خاص"۔

"شرعۃ" سے مراد شریعت ہے۔

اور فرمایا :﴿ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ(۱۸)إِنَّهُمْ لَنْ يُغْنُوا عَنكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ(۱۹)﴾(۲)۔

"پھر ہم نے آپ کو دین کی ایک شریعت یعنی اسلام سے لگا دیا ہے تو آپ اسی پر لگے رہیں، اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلیں جن کو ان باتوں کا علم نہیں، یہ لوگ اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آسکتے، اور نافرمان لوگ ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں، اور پرہیزگاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے"۔

"منہاج" راستے کو کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :﴿وَأَلَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا(۱۶)لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا(۱۷)﴾(۳)۔

"اور (اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دیجئے) کہ اہل مکہ دین کے سیدھے راستے پر قائم

---

(۱) سورۃ المائدۃ : ۴۸۔

(۲) سورۃ الجاثیۃ : ۱۸، ۱۹۔

(۳) سورۃ الجن : ۱۶، ۱۷۔

Www.IslamicBooks.Website

رہتے تو ہم انہیں پانی کی ریل پیل سے سیراب کرتے تاکہ ہم اس میں انہیں آزمالیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت عذاب میں مبتلا کردے گا"۔

پس "شرعۃ" نہر کے لئے بمنزلہ شریعت ہے (-)، اور "منہاج" وہ راہ ہے جس میں وہ نہر رواں دواں ہوتی ہے، اور منزل مقصود حقیقت دین ہے، یعنی اللہ وحدہ لاشریک کی حقیقت، یہی دین اسلام کی حقیقت ہے، کیونکہ دین اسلام یہی ہے کہ بندہ خود کو دوسروں کے نہیں اللہ رب العالمین کے سپرد کردے، اور اللہ رب العالمین کے سوا کسی کے سامنے سر نہ جھکائے، جو شخص خود کو اللہ تعالیٰ کے اور دوسروں کے بھی سپرد کرتا ہے وہ مشرک ہے، اللہ تعالیٰ کے یہاں مشرک کی بخشش نہیں ہوتی، جو شخص خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد نہ کرے، اور اس کی بندگی سے بربنائے غرور روگردانی کرے اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ(٦٠)﴾ (۴)۔

"جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں، عنقریب مرنے کے بعد ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے"۔

دین اسلام اگلے پچھلے تمام انبیاء اور رسولوں کا دین ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾ (۵)۔

"اور جو شخص اسلام کے سوا کوئی دوسرا دین تلاش کرے تو اس کی یہ کوشش کبھی قبول نہ ہوگی"۔

یہ آیت ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لئے عام ہے، نوح، ابراہیم، یعقوب، ان کی اولاد، موسیٰ، عیسیٰ اور ان کے حواری سب کا مذہب تھا، جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا نام ہے، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿يَاقَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ

---

(۴) سورۃ غافر: ۶۰۔ (۵) سورۃ آل عمران: ۸۵۔

(-) شریعۃ: دریا کے کنارے اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں جانور پانی پیتے ہیں۔ (مترجم)

Www.IslamicBooks.Website

اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِي(٧١)فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ(٧٢)﴾(٦)۔

"اے میری قوم کے لوگو! اگر تم کو میرا رہنا اور اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنانا گراں گزرتا ہے تو میرا بھروسہ اللہ ہی پر ہے، پس تم اور تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک سب مل کر اپنی ایک بات ٹھہرالو، پھر تمہاری وہ بات تم میں کسی سے مخفی نہ رہے تاکہ سب اس تدبیر کی تکمیل میں شریک ہو سکیں، پھر جو کچھ تم کو کرنا ہے، میرے ساتھ کر چلو، اور مجھے مہلت نہ دو، پھر اگر تم میرے سمجھانے سے منہ موڑ بیٹھے تو میں نے تم سے کچھ مزدوری تو مانگی نہ تھی، میری مزدوری تو اللہ تعالیٰ پر ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس کے فرمانبرداروں کے زمرے میں رہوں"۔

اور فرمایا:﴿وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدْ اصْطَفَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنْ الصَّالِحِينَ(١٣٠)إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ(١٣١)وَوَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَابَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمْ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ(١٣٢)﴾(٧)۔

"دین ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو انہی دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا، اور آخرت میں بھی وہ نیکوکاروں میں سے ہوں گے، جب کبھی بھی ان کے پروردگار نے ان سے کہا کہ ہماری ہی فرمانبرداری کرو تو جواب میں عرض کیا کہ میں سارے جہاں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوا، اور اس طریقہ کی نسبت ابراہیمؑ اپنے بیٹوں کو وصیت کر گئے، اور یعقوب بھی کہ بیٹو! اللہ نے تمہارے اس دین کو تمہارے لئے پسند فرمایا ہے، پس تم مسلمان ہی مرنا"۔

اور فرمایا:﴿وَقَالَ مُوسَى يَاقَوْمِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ

(٦) سورۃ یونس:٧١-٧٢۔

(٧) سورۃ البقرۃ:١٣٠-١٣٢۔

Www.IslamicBooks.Website

مُسْلِمِينَ(٨٤)﴾(٨)۔

"اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو"۔

جادوگروں نے کہا: ﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ(١٢٦)﴾(٩)۔

"اے ہمارے پروردگار ہمارے اوپر صبر کا فیضان فرما، اور ہمیں حالت اسلام ہی میں موت دے"۔

یوسف علیہ السلام نے فرمایا: ﴿تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ(١٠١)﴾(١٠)۔

"مجھے بحالت اسلام دنیا سے اٹھا، اور نیک لوگوں کے ساتھ میرا ساتھ کر"۔

(ملکہ سبا) بلقیس نے کہا: ﴿أَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ(٤٤)﴾(١١)۔

"میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع اور فرماں بردار بنتی ہوں"۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالأَحْبَارُ﴾(١٢)۔

"یہودیوں میں اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ، اور علماء فیصلے کرتے تھے"۔

حواریوں نے کہا: ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ(٥٢)﴾(١٣)۔

---

(٨) سورۃ یونس: ٨٤۔

(٩) سورۃ الأعراف: ١٢٦۔

(١٠) سورۃ یوسف: ١٠١۔

(١١) سورۃ النمل: ٤٤۔

(١٢) سورۃ المائدۃ: ٤٤۔

(١٣) سورۃ آل عمران: ٥٢۔

Www.IslamicBooks.Website

"ہم اللہ پر ایمان لائے اور گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں"۔

پس انبیاء کا دین ایک ہی ہے، گو شریعتیں مختلف رہی ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری و مسلم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: "إنا معشر الأنبياء ديننا واحد" (۱۴)۔

"ہم انبیاء کی جماعت کا دین ایک ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ﴾ (۱۵)۔

"تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے وہی دین مقرر کر دیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا، اور جو (بذریعہ وحی) ہم نے آپ کی طرف بھی بھیجا ہے، اور اس پر چلنے کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ، اور عیسیٰ کو دیا کہ اس دین کو قائم کرنا، اس میں تفرقہ نہ ڈالنا، جس چیز کی طرف آپ انہیں دعوت دیتے ہیں وہ مشرکین پر گراں گزرتی ہے"۔

اور فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (۵۱) وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ (۵۲) فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (۵۳)﴾ (۱۶)۔

"اے گروہ پیغمبراں حلال چیزیں کھاؤ، اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں، یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے، اور میں تمہارا پروردگار ہوں، پس مجھ ہی سے ڈرو، پھر لوگوں نے آپس میں پھوٹ کر کے اپنا اپنا دین جدا جدا کر لیا، اب جو دین جس فرقہ

---

(۱۴) الحديث عن أبي هريرة، أنظر: صحيح البخاري، ۳/ ۱۲۷۰، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾، رقم: (۳۲۵۹)، و مسلم، ۴/ ۱۸۳۷، كتاب الفضائل، باب فضائل عيسىٰ عليه السلام، رقم: (۲۳۶۵)۔

(۱۵) سورة الشورىٰ: ۱۳۔

(۱۶) سورة المؤمنون: ۵۱-۵۳۔

Www.IslamicBooks.Website

کے پاس ہے وہ اسی سے خوش ہے"۔

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ(٣٠)مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ(٣١)مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ(٣٢)﴾(١٧)۔

"پس آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے، (لوگو!) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، ان لوگوں میں سے جنھوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے"۔

(١٧) سورۃ الروم: ٣٠-٣٢۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۱۱) : انبیاء علیہم السلام کی افضلیت اور خوش بختوں کے مراتب

سلف صالحین، ائمۂ مجتہدین اور اللہ کے تمام ولیوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء ان اولیاء سے افضل ہیں، جو نبی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن سعادت مندوں پر انعام فرمایا ہے، ان کے چار مراتب ہیں۔

فرمایا: ﴿وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (٦٩)﴾ (۱)۔

"جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں، انہیں ان لوگوں کا ساتھ حاصل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام نازل فرمایا، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں"۔

حدیث میں ہے: **"ما طلعت الشمس ولا غربت علىٰ أحدٍ بعد النبيين والمرسلين أفضل من أبي بكر"** (۲)۔

"نبیوں اور رسولوں کے بعد ابو بکر سے افضل کسی شخص پر آفتاب طلوع ہوا نہ غروب"۔

اقوام عالم میں سب سے افضل محمد ﷺ کی امت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (۳)۔

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے برپا کی گئی ہے"۔

---

(۱) سورۃ النساء: ۵۹۔

(۲) بروایت جابر رضی اللہ عنہ کئی طریقوں سے طبرانی کی روایت ہے، اور اس کی سند میں اسماعیل بن یحییٰ التیمی ہے جو جھوٹا ہے، اور ابی درداء سے روایت شدہ سند میں بقیہ جو مدلس ہیں، باقی رجال ثقہ ہیں، سلمہ بن اکوع سے مروی سند میں اسماعیل بن زیاد ہے، جو ضعیف ہے، دیکھئے: مجمع الزوائد للھیثمی، ۹/ ۴۳، ۴۴۔

(۳) سورہ آل عمران: ۱۱۰۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا: ﴿ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾(۴)۔

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث بنایا جن کا ہم نے انتخاب کیا تھا"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"أنتم توفون سبعين أمة أنتم خيرها وأكرمها على الله"(۵)۔**

"تم ستر امتیں پاؤ گے ان میں سب سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز تر تم ہو"۔

محمد ﷺ کی امت میں بھی پہلا دور سب سے افضل ہے، کئی حدیث میں بوجوہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: **"خير القرون القرن الذي بعثت فيهم، ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم"(٦)۔**

"سب سے بہتر دور وہ ہے جس میں میری بعثت ہوئی ہے، پھر وہ لوگ ہیں جو اس سے متصل ہیں، پھر ان کے بعد آنے والے لوگ"۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: **"لا تسبوا أصحابي، فوالذي نفسي بيده لو أنفق أحدكم مثل أحدٍ ذهبا ما بلغ مد أحدهم ولا نصيفه"(۷)۔**

"تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو، کیونکہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری

---

(۴) سورہ فاطر: ۳۲۔

(۵) رواہ احمد فی المسند، ۵/ ۳، ۵، وابن ماجۃ، ۲/ ۱۴۳۳، کتاب الزھد، باب صفۃ امۃ محمد ﷺ، رقم: (۴۲۸۸)، والترمذی، ۴/ ۲۹۴، ابواب تفسیر القرآن، رقم: (۴۰۸۷)، وقال الترمذی: ھذا حدیث حسن۔

(٦) انظر صحیح البخاری، ۳/ ۱۳۳۵، کتاب الشھادات، باب لایشھد علی شھادۃ جور اذا اشھد، وفی فضائل اصحاب النبی ﷺ، وفی الرقاق، باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا والتنافس فیھا، و مسلم، ۱/ ۱۹۶۲، ۱۹۶۵، کتاب فضائل الصحابۃ، ثم الذین یلونھم، ثم الذین یلونھم، رقم: (۲۵۳۳، ۲۵۳٦)۔

(۷) رواہ البخاری، ۳/ ۱۳۴۳، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، بوب قول النبی ﷺ: "لو کنت متخذا خلیلا"، رقم: (۳۴۷۰)، وصحیح مسلم، ۴/ ۱۹٦۷، کتاب فضائل الصحابۃ، باب تحریم سب الصحابۃ رضی اللہ عنھم، رقم: (۲۵۴۰)، وابی داود، والنسائی، والترمذی، وابن ماجۃ، من حدیث ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

Www.IslamicBooks.Website

جان ہے اگر تم میں سے کوئی آدمی احد (پہاڑ) کے برابر سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان صحابہ کے سیر یا آدھ سیر کے ثواب کو نہیں پہونچ سکتا"۔

سابقین اولین یعنی انصار و مہاجرین تمام صحابہ میں افضل ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ﴾(٨)۔

"تم میں سے جن لوگوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور جہاد کیا تمہارے برابر نہیں، بلکہ وہ درجہ میں ان لوگوں سے بڑھ کر ہیں، جنھوں نے بعد میں مال خرچ کیا اور جہاد کیا، اور بھلائی کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں جماعتوں میں سے ہر ایک کے ساتھ کر رکھا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾(٩)۔

"مہاجرین وانصامیں سے جو اگلے وقتوں کے ہیں وہ بقیہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، اور جو لوگ نیکی کرنے میں ان کے قدم بہ قدم چلے اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے"۔

سابقین اولین وہ ہیں جنھوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیے، اور لڑائیاں لڑیں، اور فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے، کیونکہ وہ فتح مکہ کا آغاز ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا (١) لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾(١٠)۔

"اے نبی بیشک ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے تاکہ آپ کے اگلے اور پچھلے سارے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے"۔

---

(٨) سورۃ الحدید: ١٠۔

(٩) سورۃ التوبۃ: ١٠٠۔

(١٠) سورۃ الفتح: ١-٢۔

Www.IslamicBooks.Website

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : "ہاں"۔

سابقین اولین میں سے خلفاء اربعہ افضل ہیں :

اگلے وقتوں کے صحابہ میں خلفاء اربعہ سب سے افضل ہیں اور ان میں بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ ، پھر عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں ، صحابۂ کرام ، تابعین ائمۂ کرام اور جمہور امت سے یہی معروف و مشہور ہے ، اس کے دلائل شرح وبسط کے ساتھ ہم نے اپنی کتاب "منهاج أهل السنة النبوية في نقض كلام أهل الشيعة و القدرية" (۱۱) میں بیان کر دیا ہے ، الحاصل اہل سنت اور اہل تشیع کے تمام گروہوں کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد امت میں افضل ترین شخصیت خلفاء ہی میں کوئی ہے ، صحابۂ کرام کے بعد صحابہ سے افضل کوئی نہیں ہے۔

اولیاء اللہ میں افضل وہ ہے جسے رسول ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا سب سے زیادہ علم ہو اور جو آپ ﷺ کی پیروی میں سب سے آگے ہو ، مثلاً صحابۂ کرام جو رسول اللہ ﷺ کے دین کو سمجھنے اور اس کی پیروی میں تمام امت سے کامل تر ہیں ، دین محمدی کے باب میں علمی اور عملی اعتبار سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ درجۂ کمال حاصل ہے۔

اولیاء کو انبیاء سے افضل کہنا صریح گمراہی ہے :

نبی کا مرتبہ گھٹانا یہود و نصاریٰ کا طریقہ ہے

ایک غلط رو جماعت نے خاتم الأنبیاء پر قیاس کرتے ہوئے خاتم الأولیاء کو افضل الأولیاء قرار دیا ہے ، بزرگان قدیم میں خاتم الأولیاء کی بات محمد بن علی کے سوا کسی نے نہیں کی ہے ، اس نے ایک کتاب ترتیب دی ہے جس میں کئی مقامات پر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

اس کے بعد متاخرین میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جس کا ہر ایک شخص اس بات کا دعویدار

---

(۱۱) ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی معروف کتاب ہے ، جس کے محقق اور مختصر نسخے طبع ہو چکے ہیں ، شیعیت پر زبردست رد اس کتاب میں موجود ہے ، مختصر نسخہ دو جلدوں میں شیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان کے قلم سے منظر عام پر آچکا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ہوا کہ وہی خاتم الأولیاء (آخری ولی) ہے۔

ان میں سے کچھ کا دعویٰ ہے کہ اللہ کا علم رکھنے کے اعتبار سے خاتم الأولیاء خاتم الأنبیاء سے افضل ہے، انبیاء اسی کے ذریعہ علم الٰہی پاتے ہیں، جیسا کہ الفتوحات المکیہ اور کتاب الفصوص کے مؤلف ابن عربی کا خیال ہے، اس نے اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں اور ولیوں کی مخالفت کے ساتھ شریعت اور عقل کی بھی خلاف ورزی کی ہے، جیسا کہ اس شخص سے کہا جائے گا جو قرآن کی آیت اس طرح پڑھے: **"فخر عليهم السقف من تحتهم"**

نہ عقل نہ قرآن......

انبیاء تو زمانہ میں اس امت کے اولیاء سے پہلے آئے ہیں، انبیاء علیہم افضل الصلاۃ والسلام اولیاء سے افضل ہوا کرتے ہیں، پھر سوچئے تمام انبیاء کی حیثیت کیا بنے گی؟؟

اور یہاں اولیاء کا حال یہ ہے کہ اللہ کی معرفت وہ اپنے بعد آنے والوں سے حاصل کرتے ہیں، اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ بعد میں آنے والا خاتم الأولیاء (آخری ولی) ہے، حالانکہ یہ آخری ولی تمام اولیاء سے افضل نہیں ہے، جیسا کہ آخری نبی تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

تمام انبیاء پر محمد ﷺ کی برتری اور فضیلت دلالۃ النصوص سے ثابت ہے، جیسا کہ ارشاد گرامی ہے: **"أنا سيد ولد آدم ولا فخر" (۱۲)۔**

"میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ کہنا بطور فخر نہیں"۔

نیز آپ ﷺ فرماتے ہیں: **"آتي باب الجنة فأستفتح ، فيقول الخازن : من أنت؟ فأقول محمد، فيقول: بك أمرت أن لا أفتح لأحد قبلك" (۱۳)۔**

---

(۱۲) ان الفاظ کے ساتھ ابن ماجۃ نے، ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اور مسلم وابو داود نے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ان کے یہاں "ولا فخر" کے الفاظ نہیں ہیں، سنن ابن ماجۃ، ۲/ ۱۴۴۰، کتاب الزھد، باب ذکر الشفاعۃ، رقم: (۴۳۰۸)، وصحیح مسلم، ۴/ ۱۷۸۲، کتاب الفضائل، باب تفضیل نبینا محمد ﷺ رقم: (۲۲۷۸)، وسنن ابی داود، ۵/ ۵۴، کتاب السنۃ، باب فی التخییر بین الانبیاء، رقم: (۴۶۷۳)۔

(۱۳) اس حدیث کی تخریج فصل اول کے حاشیہ (۵) میں گزر چکی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

"میں جنت کے دروازے کے پاس آؤں گا، اور اس کے کھولنے کا مطالبہ کروں گا، داروغہ کہے گا: آپ کون ہیں؟ میں کہوں گا: محمد (ﷺ)، تو وہ کہے گا کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں"۔

شب معراج کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ تمام انبیاء سے بلند فرمایا، چنانچہ آپ اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل فرمان کے مصداق ثابت ہوئے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ﴾(۱۴)۔

"ہم نے بعض انبیاء کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان میں بعض کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا، اور بعض کے درجے بلند کر دیئے ہیں"۔

تمام انبیاء کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، محمد ﷺ اپنی نبوت میں کسی کے محتاج نہیں ہوئے، ان کی شریعت کسی سابق و لاحق نبی کی محتاج نہیں ہوئی، برعکس ازیں مسیح علیہ السلام نے اپنی زیادہ تر شریعت کے اندر لوگوں کو تورات سے وابستہ کیا، وہ خود توراتی شریعت کی تکمیل کے لئے آئے تھے لہٰذا عیسائی حضرات تورات، زبور اور تمام چوبیس نبوتوں کے محتاج تھے جو حضرت مسیح علیہ السلام سے پیشتر برپا ہو چکی تھیں۔

ہم سے پیشتر اقوام محدثین کی محتاج تھیں، لیکن امت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے مستغنی کر دیا ہے، آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے اب کسی نبی کی ضرورت ہے نہ کسی محدث کی، بلکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل و معارف اور اعمال صالحہ جمع کر دیئے ہیں جو دیگر انبیاء سے آپ کو منفرد کرتے ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس فضل سے نوازا وہ وحی و رسالت ہے جو براہ راست تھی کسی فرد بشر کے توسط سے نہ تھی۔

اس کے برعکس اولیاء کا معاملہ ہے، جن کو محمد ﷺ کی رسالت پہونچ چکی ہو وہ صرف نبی کریم ﷺ کی اتباع ہی سے ولی بن سکتے ہیں، اور جو ہدایت اور دین حق حاصل ہو گا وہ محمد ﷺ

(۱۴) سورۃ البقرۃ: ۲۵۳۔

Www.IslamicBooks.Website

کی وساطت ہی سے حاصل ہو گا۔

علی ھذا القیاس، جس شخص کو کسی رسول کی رسالت پہونچی ہو وہ اس رسول کی اتباع کے بغیر ولی نہیں ہو سکتا۔

ولایت الٰہی اتباع رسل پر موقوف ہے

اور جو شخص دعویٰ کرے کہ جن اولیاء کو محمد ﷺ کی رسالت پہونچی ہے ان میں بعض کے یہاں اللہ کی ایک راہ ایسی موجود ہے جس میں وہ محمد ﷺ کے محتاج نہیں ہیں، تو ایسا شخص کافر اور بے دین ہے۔

اگر عقیدہ یہ ہو کہ ظاہری علم میں محمد ﷺ کی ضرورت تو ہے مگر باطنی علم میں نہیں، یا علم شریعت میں آپ ﷺ کی ضرورت ہے علم حقیقت میں نہیں، تو ایسا عقیدہ رکھنے والا یہود ونصاریٰ سے بدتر ہے جو یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ ان پڑھ لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے نہ کہ اہل کتاب کی طرف۔

یہود ونصاریٰ رسالت کے ایک حصہ پر ایمان لائے اور ایک حصہ سے انکار کیا اس وجہ سے کافر قرار پائے، اسی طرح وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ علم ظاہر لائے ہیں نہ کہ علم باطن، ایک حصہ پر ایمان لاتا ہے اور دوسرے سے انکار کرتا ہے، اس وجہ سے وہ یہود ونصاریٰ سے بڑا کافر ہے، کیونکہ علم باطن نام ہے دلوں کے ایمان اور دلوں کے معارف واحوال کے علم کا، یہ ایمان کے باطنی اسرار وحقائق کا علم ہے، لہٰذا یہ مجرد اسلام کے ظاہری اعمال کے علم سے اعلیٰ و برتر ہے، جب یہ شخص دعویٰ کرتا ہے کہ محمد ﷺ نے صرف ان ظاہری امور کی تعلیم دی ہے نہ کہ حقائق ایمان کی، اور وہ ان حقائق کو کتاب وسنت سے اخذ نہیں کرتا، وہ اس امر کا دعویدار ہے کہ جو حصہ اسے رسول کی وساطت سے حاصل ہوا ہے، وہ دوسرے حصہ سے کمتر ہے، اور یہ اس شخص سے بدتر ہے جو کہتا ہے کہ میں بعض پر ایمان لاتا ہوں اور بعض کا انکار کرتا ہوں، لیکن یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ جس حصہ پر میں ایمان لاتا ہوں وہ دونوں حصوں میں اعلیٰ ہے، ان

Www.IslamicBooks.Website

مدعیان اسلام ملاحدہ کا یہ دعویٰ ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے، اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی ولایت آپ کی نبوت سے افضل ہے، اور یہ شعر پڑھتے ہیں :

مقامُ النبوةِ في بَرْزَخٍ فُوَيقَ الرَّسُوْلِ وَدُوْنَ الْوَلِيّ

ترجمہ : "نبوت کا مرتبہ درمیان میں ہے، رسول سے کچھ اوپر اور ولی سے نیچے ہے"۔

اور کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کی ولایت میں جو ان کی رسالت سے بڑھکر ہے شریک ہیں، ان کا یہ دعویٰ ان کی عظیم ترین گمراہی ہے، کیوں کہ ولایت میں محمد ﷺ کے ہم رتبہ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام تک نہ ہو سکے تو یہ ملحد کس کھیت کر مولی ہیں۔

ہر رسول نبی اور ہر نبی ولی ہوتا ہے، پس رسول نبی اور ولی دونوں ہوتا ہے اور اس کی رسالت نبوت کو شامل ہوتی ہے، اور اس کی نبوت ولایت کو متضمن ہوتی ہے، پس یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبوت کو شامل ولایت، ولایت کو شامل نبوت سے بڑھ کر اور افضل ہو، نبی کو ولایت الٰہی سے مجرد مان لینا ممتنع ہے، کیونکہ حالت نبوت میں کوئی ذات گرامی صرف اللہ کا ولی ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا کوئی نبوت ولایت الٰہی سے خالی نہیں ہو گی، اگر نبی کو مجرد نبی مان بھی لیا جائے تو بھی ولایت الٰہی میں رسول کا کوئی شخص ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔

فلسفیانہ الحاد تصوف کے رنگ میں :

صاحب فصوص ابن عربی کی طرح ان لوگوں کا بھی یہی قول ہے کہ وہ ولایت کو اسی کان سے حاصل کرتے ہیں جس سے رسول کی طرف وحی لانے والا فرشتہ حاصل کرتا ہے، اس طرح سے ان لوگوں نے ملحد فلاسفہ کا عقیدہ اختیار کیا، پھر اسے کشف وکرامات کے سانچے میں ڈھال کر پیش کر دیا۔

فلاسفہ کا عقیدہ ہے کہ افلاک قدیم اور ازلی ہیں، ان کی ایک علت ہے جو ان افلاک سے مشابہت رکھتی ہے، ارسطو اور اس کے پیروکاروں کا یہی قول ہے۔

پہلا فلک موجب بذاتہ (خود کو واجب کرنے والا) ہے جیسا کہ ابن سینا وغیرہ متاخرین

Www.IslamicBooks.Website

فلاسفہ کا عقیدہ ہے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ اس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا، نہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اس نے اشیاء کو اپنی مشیت و قدرت سے پیدا کیا ہے، وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم رہتا ہے۔ بلکہ وہ یا تو ارسطو کی طرح مطلقاً اس کے علم ہی کے منکر ہیں، یا یہ کہتے ہیں کہ امور متغیرہ میں اسے صرف کلیات کا علم ہوتا ہے، جیسا کہ ابن سینا کا قول ہے۔

اس قول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم کے منکر ہیں، اس لئے کہ جو چیز بھی خارج میں موجود ہے وہ جزئی طور پر ہے اور تمام کے تمام افلاک معین جزئی ہیں، یہی حال تمام اعیان اور ان کے افعال و صفات کا ہے، پس جو شخص کلیات کے بغیر کسی چیز کا عالم نہ ہو اسے حقیقت میں موجودات کا کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا، کلیات کا علم تو صرف ذہنوں میں ہوتا ہے، ان کی کوئی معین صورت نہیں ہوتی۔

اس طرح کے فلسفیوں کے متعلق مفصل گفتگو "درء تعارض العقل والنقل" وغیرہ میں کی جا چکی ہے (۱۵)۔

پس ان لوگوں کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھ کر ہے، بلکہ مشرکین سے بھی بڑھ کر ہے، اس لئے کہ وہ تمام لوگ یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے، اور اس نے تمام مخلوق کو اپنی مشیئت اور قدرت سے پیدا کیا ہے۔

ارسطو اور اس کے ہم خیال یونانی فلاسفہ بت پرست تھے ستاروں کو پوجتے تھے، انبیاء اور فرشتوں سے واقف ہی نہ تھے، اسی لئے ارسطو کی کتابوں میں سرے سے اس کا کوئی ذکر ہی نہیں ملتا، ان کو علم زیادہ تر طبیعیات کے باب میں ہے، الٰہیات کا جہاں تک تعلق ہے اس باب میں وہ صحیح کم اور غلطی زیادہ کرتے ہیں۔

---

(۱۵) ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی تالیف "رد تعارض العقل والنقل" میں اس پر مفصل گفتگو کی ہے، جس میں فلاسفہ اور متکلمین پر رد کیا ہے، یہ کتاب "درء تعارض العقل والنقل" کے نام سے دس جلدوں میں ڈاکٹر محمد رشاد سالم کی تحقیق کے بعد جامعۃ الإمام محمد بن سعود ریاض سے چھپ چکی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

ان کے بالمقابل یہود ونصاریٰ نسخ وتحریف کے بعد بھی الٰہیات میں ان سے اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے، لیکن ابن سینا وغیرہ متأخرین فلاسفہ نے قدیم فلاسفہ اور رسولوں کی تعلیمات کو خلط ملط کر دینا چاہا، چنانچہ کچھ اصول جہمیہ سے (۱۶)، اور کچھ معتزلہ سے (۱۷) لے لئے اور ان کو فلاسفہ کے اقوال کے ساتھ ملا لیا اور ایک ایسا مذہب تیار کر لیا جس کی جانب اہل فلاسفۂ اقوام خود کو منسوب کرتے ہیں، اس مذہب کی بعض خرابیوں اور تناقضات کا ذکر ہم نے دوسری جگہ کر دیا ہے (۱۸)۔

انھوں نے جب دیکھا کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام اور محمد ﷺ جیسے پیامبروں کی بات نے دنیا کو مسحور کر دیا ہے اور یہ اعتراف ہو چکا ہے کہ جس ذریعہ سے محمد ﷺ کی بعثت ہوئی ہے وہ دنیا کے تمام ذرائع میں عظیم ترین ذریعہ ہے، نیز یہ بات بھی سامنے آگئی کہ انبیاء علیہم السلام نے فرشتوں اور جنوں کا تذکرہ کیا ہے تو انھوں نے اس علم اور اپنے یونانی بزرگوں کے درمیان جو اللہ، ملائکہ، آسمانی کتابوں اور رسولوں کی معرفت سے بے گانہ تھے توفیق پیدا کرنا چاہا۔

ان حضرات نے عقول عشرہ ثابت کئے، جس کا نام انھوں نے مجردات اور مفارقات رکھا، اس کی اصل جسم سے نفس کی فرقت اختیار کرنے سے ماخوذ ہے، چنانچہ انھوں نے مفارقات کا نام اس لئے دیا ہے کہ وہ مادے سے جدا ہوتے ہیں، اور مجردات اس لئے کہا کہ مادہ

---

(۱۶) الجھمیۃ: جہم بن صفوان کے متبعین کو جہمیہ کہا جاتا ہے، یہ ایک گمراہ فرقہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی نفی کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ انسان اپنے اعمال کے لئے مضطر ومجبور ہے، اور کہتے ہیں کہ معرفت باللہ ہی کا نام ایمان ہے، اور عدم معرفت کا نام کفر ہے، امت کے مختلف طبقے اس فرقہ کے کفر پر متفق ہیں، انظر: الملل والنحل للشہرستانی، بھامش الفصل لابن حزم، ۱/ ۱۰۹، الفرق بین الفرق، ص: (۲۱۲)۔

(۱۷) معتزلہ: واصل بن عطاء کے متبعین کو کہا جاتا ہے، اس کا نام معتزلہ اس لئے پڑا کہ، واصل بن عطاء حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سے الگ ہو گیا تھا، ان کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرتکب اگر بغیر توبہ کئے مر جائے تو ہمیشہ جہنم میں رہے گا، انظر المصدر السابق۔

(۱۸) انظر: مجموع الفتاویٰ: ۹/ ۱۳۳، ۱۳۵۔

Www.IslamicBooks.Website

سے وہ خالی ہوتے ہیں، انھوں نے افلاک کا اثبات کیا ہر فلک کے لئے ایک نفس ثابت کیا جسے عرض اور بعض نے جوہر قرار دیا۔

یہ مجردات جنھیں ثابت کرنے کے لئے انھوں نے ایڑی سے چوٹی کا زور صرف کیا ہے تحقیق کے اعتبار سے محض ذہنی ہیں، جن کا کوئی معین وجود نہیں ہے، چنانچہ اصحاب فیثاغورس نے مجرد عدد ثابت کیا ہے بالکل ایسے ہی جیسے افلاطون کے ساتھیوں نے افلاطونی مثالوں کو مجرد ثابت کیا ہے، آگے انھوں نے صورت سے خالی ہیولیٰ نیز مجرد خلاء اور اس کا اثبات کیا، ماہرین کا اعتراف ہے کہ ان کا وجود صرف ذہنوں میں ہے خارج میں نہیں۔

نبوت کی فلسفیانہ تشریح:

ابن سینا جیسے متأخر فلاسفہ نے نبوت کو اپنے فاسد اصول کے مطابق ثابت کرنا چاہا، تو یہ دعویٰ کیا کہ نبوت کی تین خصوصیات ہیں، جو ان سے متصف ہو گا وہی نبی ہو گا:

۱- قوت علمیہ کا حامل ہو۔ قوت علمیہ وہ قوت قدسیہ ہے جس کے ذریعہ بغیر سیکھے علم ہوتا ہے۔

۲- تخیلی قوت کا حامل ہو۔ چنانچہ فی نفسہ جو کچھ عقل میں آتا ہے وہ خیال کا جامہ پہن لیتا ہے، بایں طور کہ دل میں کچھ صورتیں دیکھتا یا کچھ آوازیں سنتا ہے جیسے خوابیدہ شخص دیکھتا اور سنتا ہے اور خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا، ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہی صورتیں اللہ کے فرشتے اور یہی آوازیں اللہ کا کلام ہیں۔

۳- قوت فعالہ کا مالک ہو، جس کے ذریعہ دنیا کے ہیولیٰ میں مؤثر ہو، ان حضرات نے انبیاء کے معجزات، اولیاء کی کرامات اور جادوگروں کے خارق عادات کو نفسانی قوتیں قرار دیا ہے، چنانچہ ان کے اصولوں کے مطابق جو بات بنی اس کو تو انھوں نے برقرار رکھا، مگر عصا کا سانپ بن جانا، اور شق القمر جیسے معجزات کا وہ انکار کر بیٹھے۔

Www.IslamicBooks.Website

ان فلاسفہ پر ہم کئی جگہوں پر مفصل گفتگو کر چکے ہیں،(۱۹)۔ ہم نے واضح کر دیا ہے کہ ان کی گفتگو نہایت فاسد گفتگو ہے۔

نبوت کی جو خصوصیات انھوں نے قرار دی ہیں ان سے بھی بڑی چیزیں عوام اور انبیاء کے کم ترین پیروؤں کو حاصل ہو جاتی ہیں، جن فرشتوں کے متعلق انبیاء نے خبر دی ہے وہ تو زندہ ہیں، باتیں کرتے ہیں، اللہ کی سب سے بڑی مخلوق ہیں، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ﴾(۲۰)۔

''اور آپ کے رب کی فوجوں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا''۔

نہ تو وہ دس ہیں نہ ہی وہ اعراض ہیں، ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ صادر (آنے والا) اول ہی عقل اول ہے اور اسی سے دیگر تمام اشیاء نکلی ہیں اور ان لوگوں کے نزدیک یہی عقل اول ماسوا اللہ سب کی مالک ہے، اور اسی طرح ہر ایک عقل اپنے ماتحت کی مالک ہے، دسویں عقل فعال ان سب چیزوں کی مالک ہے، جو فلک ماہتاب کے نیچے ہیں، ان سب باتوں کا فساد بالکل عیاں ہے، اللہ تعالیٰ کے دین سے ان عقائد کا فساد معلوم ہے، کوئی فرشتہ اللہ کے ماسوا ہر شئے کا خالق نہیں ہے، یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسی عقل اول کا تذکرہ حسب ذیل حدیث میں آیا ہے: **''إن أول ماخلق الله العقل، فقال له أقبل فأقبل، فقال له أدبر فأدبر فقال وعزتي ماخلقت خلقاً أكرم علي منك فبك آخذ وبك أعطي ولك الثواب وعليك العقاب''**(۲۱)۔

---

(۱۹) انظر: ''کتاب النبوات'' ص: (۱۶۸)، وکتاب الرد علی المنطقیین، ص: (۴۴۱)۔

(۲۰) سورۃ المدثر: ۳۱۔

(۲۱) یہ حدیث مختلف طرق سے مروی ہے، مگر وہ قابل حجت نہیں ہے، ابن الجوزی نے کہا ہے، نبی کریم ﷺ سے یہ ثابت نہیں ہے، سیوطی نے کہا ہے کہ یہ جھوٹی ہے، اور باتفاق موضوع ہے، شوکانی نے کہا ہے کہ: اس سے حجت پکڑنا درست نہیں، ابن القیم نے کہا ہے کہ: احادیث عقل سب کی سب ضعیف ہیں۔

انظر: الموضوعات، لابن الجوزی، ۱/ ۱۷۴، المجروحین من المحدثین، لابن حبان، ۱/ ۳۴۳، ==

Www.IslamicBooks.Website

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا، اور اس سے فرمایا کہ سامنے آ، تو وہ سامنے آگئی، تو پھر اس سے فرمایا کہ پیچھے آ، تو پیچھے آگئی، اس پر فرمایا، مجھے اپنی عزت کی قسم ہے تو مجھے اپنی تمام مخلوقات سے زیادہ عزیز ہے، تیرے ہی ذریعہ میں لوں گا، تیرے ہی ذریعہ دوں گا ثواب تیرے لئے ہے اور عذاب کا معیار تو ہی ہے"۔

اس عقل کو "قلم" بھی کہتے ہیں، کیونکہ ایک روایت ہے :

"إن أول ما خلق الله القلم"(٢٢)۔

"اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا"۔

اور عقل کے متعلق جو بھی حدیث مذکور ہے وہ حدیث کا علم رکھنے والوں کے نزدیک جھوٹی اور من گھڑت ہے، جیسا کہ ابو حاتم بستی، دار قطنی، اور ابن جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہے یہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں موجود نہیں ہے، اس کے باوجود اگر یہ حدیث ثابت بھی ہو جب بھی اس کے الفاظ خود انھیں کے خلاف دلیل ہیں۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں :"**أول ماخلق الله العقل قال له**" اور یوں بھی روایت ہے "**لما خلق الله العقل قال له**"، پس حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کرنے کی ابتدائی ساعات میں اس سے خطاب فرمایا، اس حدیث کے یہ معنی نہیں کہ عقل سب سے پہلی مخلوق ہے۔ لہٰذا "أول" بر بنائے ظرفیت منصوب ہے، جیسا کہ دوسری روایت کا لفظ "لما" ہے، پوری حدیث یوں ہے :"**ما خلقت خلقاً أكرم علي منك**" میں نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جو مجھے تجھ سے عزیز تر ہو"۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے بھی کچھ چیزیں پیدا کی ہیں، پھر فرمایا :

== الفوائد المجموعة للشوكاني، ص :(٤٧٧)، الدرر المنتثرة للسيوطي، ص :(١٦٨)، فتح الباري لابن حجر، ١٣/٧، المنار المنيف لابن القيم، ص :(٦٦)۔

(٢٢) رواه الترمذي، ٣/ ٣١٠، ابواب القدر، رقم :(٢٢٤٤)، وكذلك ابن ماجة، ٥/ ٩٦، تفسير سورة القلم، رقم :(٣٣٧٥)، انظر المسند : ٥/ ٣١٧۔

Www.IslamicBooks.Website

"فبك آخذوبك أعطي ولك الثواب وعليك العقاب" یہاں اعراض کے چار انواع کا بیان ہے، حالانکہ ان فلاسفہ کا کہنا ہے کہ عالم علوی اور عالم سفلی کے تمام جواہر عقل سے صادر ہوئے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

فلاسفہ کی گمراہی کا سبب:

لفظ عقل مسلمانوں اور یونانیوں کی زبان میں:

متأخرین فلاسفہ نے ٹھوکر اس وجہ سے کھائی ہے کہ لفظ عقل کا مفہوم مسلمانوں کی زبان میں وہ نہیں ہے جو یونانی فلسفیوں کی زبان میں ہے، مسلمانوں کی زبان میں لفظ عقل "عقل یعقل عقلاً" کا مصدر ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ(١٠)﴾(۲۳)۔

"اور جہنمی کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے"۔

﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ(٤)﴾(۲۴)۔

"بیشک اس امر میں سمجھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں"۔

﴿ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا﴾(۲۵)۔

"کیا وہ زمین میں سیر وسیاحت نہیں کرتے کہ ان کے دل ہوں جن کے ذریعہ وہ سمجھیں اور کان ہوں جن سے وہ سنیں"۔

عقل سے مراد وہ قوت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان میں اس غرض سے رکھی ہے کہ وہ اس کے ذریعہ سمجھ سکے۔

---

(۲۳) سورۃ الملک: ۱۰۔

(۲۴) سورۃ الرعد: ۴۔

(۲۵) سورۃ الحج: ۴۶۔

Www.IslamicBooks.Website

فلاسفہ کے نزدیک عقل ایک جوہر ہے جو فی نفسہ قائم ہے جیسے عاقل، فلاسفہ کا یہ مفہوم پیغمبروں اور قرآن کی زبان کے مطابق نہیں ہے۔

عالم خلق ان کے نزدیک جیسا کہ ابو حامد نے ذکر کیا ہے عالم اجسام کا نام ہے، عقل اور نفوس کا نام عالم اُمر ہے، کبھی عقلوں کو عالم جبروت، نفوس کو عالم ملکوت، اور اجسام کو عالم ملک سے موسوم کرتا ہے، جو شخص پیغمبروں کی زبان سے واقف ہو نہ ہی کتاب وسنت کے معانی سے واقفیت رکھتا ہو وہ گمان کرتا ہے کہ قرآن وسنت میں ملک، ملکوت اور جبروت کا جو ذکر آیا ہے وہ یونانی فلاسفہ کے مطابق ہے، حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

یہ لوگ مسلمانوں کو بری طرح شبہہ میں ڈالنے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ فلک محدث یعنی معلول ہے، حالانکہ وہ اسے قدیم مانتے ہیں، اور محدث وہی ہوتا ہے جو پیدا ہونے سے پہلے معدوم رہ چکا ہو، نہ تو عربوں کی زبان میں اور نہ کسی اور زبان میں قدیم ازلی کو محدث کہا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تو خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر مخلوق محدث ہے، اور ہر محدث عدم سے وجود میں آیا ہے، ان لوگوں کے ساتھ جہمی اور معتزلی متکلمین نے مختصر سا مناظرہ کیا ہے، جس کے ذریعہ نہ تو وہ رسول ﷺ کی لائی ہوئی چیز کا تعارف کرا سکے اور نہ ہی عقلوں کے مسائل کو محکم اور مضبوط کر سکے، چنانچہ نہ تو وہ اسلام کی نصرت اور حمایت کر سکے نہ ہی دشمنوں کی طاقت اور شوکت توڑ سکے۔

بلکہ بعض فاسد مسائل میں وہ فلسفیوں کے ہم نوا ہو گئے، اور بعض صحیح معقولات کے اندر ان سے اختلاف کرتے رہے، سمعی اور عقلی علوم ومعارف کے اندر ان حضرات کی ناواقفیت اور کم علمی فلاسفہ کی گمراہی کے لئے الٹے باعث تقویت ثابت ہوئی، جیسا کہ کسی دوسرے مقام پر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے، (۲۶)۔

---

(۲۶) انظر: بیان تلبیس الجھمیۃ، ۱/ ۱۵۲، ومابعدھا۔

Www.IslamicBooks.Website

فرشتے صوفیوں کی نظر میں :

نام نہاد فلاسفہ جبرئیل علیہ السلام کو ایک خیال قرار دیتے ہیں، جس نے نبی کریم ﷺ کے دل میں صورت اختیار کر لیا تھا، اور خیال عقل کے تابع ہوتا ہے، پس ملحد صوفیاء جو مذکورہ ملحد فلاسفہ کے شریک و سہیم ہو کر بیٹھے کہ وہ اللہ کے ولی ہیں، اور یہ کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے، اور پھر یہ تصور پیدا کر لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ اخذ کرتے ہیں، مثلاً، الفصوص اور الفتوحات کا مصنف ابن عربی کہتا ہے کہ وہ اسی کان سے حاصل کرتا ہے جس کان سے وہ فرشتہ حاصل کرتا ہے جو رسول کی طرف وحی لاتا ہے اس کے نزدیک کان یہی عقل اور فرشتہ یہی خیال ہے اور خیال عقل کے تابع ہوا کرتا ہے۔

وہ بزعم خویش اس عقل سے علم حاصل کرتا ہے جو خیال کی اصل ہے، اور رسول بھی خیال ہی سے علم حاصل کرتے ہیں، اس لئے وہ اپنے تئیں نبی پر فائق ہو گیا۔

نبی کے جس خاصہ کا تذکرہ اس نے کیا ہے اس کے پیش نظر اس کا اس نوعیت کا ہونا تو درکنار نبی سے اونچا ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ حیرت بالائے حیرت یہ ہے کہ جس خاصہ کا تذکرہ اس نے کیا ہے عام مومنین بھی اسے حاصل کر لیتے ہیں، نبوت تو اس سے ماوراء شئے ہے۔

ابن عربی اور ان جیسے حضرات گو صوفیاء ہونے کے دعویدار ہیں مگر در حقیقت وہ ملحد صوفیاء سے تعلق رکھتے ہیں، وہ متکلم صوفیاء بھی نہیں ہیں چہ جائے کہ فضیل بن عیاض، ابراہیم بن ادہم، ابو سلیمان دارانی، معروف کرخی، جنید بن محمد اور سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسے مشائخ اہل کتاب وسنت میں ان کا شمار ہو۔

اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم سیکھنے کا مدعی گمراہ ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرشتوں کی جو صفات بیان فرمائی ہیں وہ ان لوگوں کے عقیدہ کے برعکس ہیں، ارشاد ہے: ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ عِبَادٌ مُكْرَمُونَ(٢٦) لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ(٢٧) يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

Www.IslamicBooks.Website

خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ(۲۸)وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ(۲۹)﴾(۲۷)۔

"مشرکین کہتے ہیں کہ رحمٰن اولادوالا ہے (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ جن کو وہ اولاد سمجھتے ہیں وہ اولاد نہیں بلکہ اس کے باعزت بندے ہیں، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے کبھی تجاوز نہیں کرتے، اوراسی کے حکم کے ماتحت کام کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ جانتا ہے جوان کے روبرو ہو چکا ہے یاان کے پہلے ہوا ہے، اوروہ فرشتے اسی کی سفارش کرتے ہیں، جن کے لئے سفارش اللہ تعالیٰ کو منظور ہو، اوروہ تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں اور ترساں ہیں، اور جو شخص ان میں سے یہ کہہ دے کہ میں اس کے علاوہ معبود ہوں، اسے ہم جہنم کی سزادیتے ہیں، اوراسی طرح ہم ظالموں کوان کے اعمال کابدلہ دیا کرتے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى(۲٦)﴾(۲۸)۔

"اورآسمانوں میں بہت سے فرشتے ہیں لیکن کسی کی سفارش اس وقت تک کارگر نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے اور پسند کرے اور سفارش کی اجازت نہ دے"۔

اور فرمایا: ﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ(۲۲)وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ﴾(۲۹)۔

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جن جن کا تم کو گمان ہے سب کو پکارلو، ان آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر اختیار حاصل نہیں ہے، نہ توان دونوں میں ان کا کوئی حصہ ہے، اور نہ ان کی تخلیق میں وہ اللہ تعالیٰ کے مددگار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی سفارش سودمند نہیں

---

(۲۷) سورۃالأنبیاء: ۲٦-۲۹۔

(۲۸) سورۃالنجم: ۲٦۔

(۲۹) سورۃسبا: ۲۲، ۲۳۔

Www.IslamicBooks.Website

ہوتی، مگر جس کے لئے وہ خود اجازت دے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِندَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ(١٩) يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ(٢٠)﴾(٣٠)۔

"آسمانوں اور زمینوں میں جو کوئی ہے اور جو فرشتے اس کے پاس ہیں اس کی عبادت سے نہ تو ازراہ تکبر منہ موڑتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، دن رات تسبیحیں کہتے رہتے ہیں، اور ذرا سست نہیں پڑتے"۔

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی صورت میں آئے، اور فرشتہ حضرت مریم علیہا السلام کے سامنے ٹھیک بشر کی صورت میں نمودار ہوا، جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے سامنے دحیہ کلبی کی صورت میں اور اعرابی کی صورت میں آیا کرتے تھے، اور لوگوں کو ایسا ہی دکھائی بھی دیتا تھا۔

قرآن وسنت میں جبریل علیہ السلام اور فرشتوں کے اوصاف:

اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ طاقت والا فرشتہ ہے اور جو زور آور رب عرش کے یہاں بڑے مرتبہ والا ہے، فرشتوں کا افسر اور بڑا امانت دار ہے، ﴿عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ(٢٠) مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ(٢١)﴾(٣١)، اور یہ کہ محمد ﷺ نے انہیں آسمانوں کے مطلع صاف میں دیکھا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے متعلق فرمایا: ﴿شَدِيدُ الْقُوَى(٥) ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى(٦) وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى(٧) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى(٨) فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى(٩) فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى(١٠) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى(١١) أَفَتُمَارُونَهُ

---

(٣٠) سورۃ الأنبیاء: ١٩، ٢٠۔

(٣١) سورۃ التکویر: ٢٠، ٢١۔

Www.IslamicBooks.Website

عَلَى مَا يَرَى(١٢)وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى(١٣)عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهَى(١٤)عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى(١٥)إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى(١٦)مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى(١٧)لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى(١٨)﴾(٣٢)۔

"اس کی روحانی اور جسمانی طاقتیں زبردست ہیں، جو زور آور ہے، پھر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا، اور بلند آسمان کے کناروں پر تھا، پھر نزدیک ہوا اور اتر آیا، پھر وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم، پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی، جو بھی پہنچائی، دل نے جھوٹ نہیں کہا جسے (پیغمبر نے) دیکھا، کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس پر جو (پیغمبر) دیکھتے ہیں، اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا، سدرۃ المنتھیٰ کے پاس، اسی کے پاس جنۃ المأویٰ ہے، جبکہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی، وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی، نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی، یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں"۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ: "انھوں نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں صرف دو مرتبہ دیکھا ہے، ایک افق اعلیٰ میں اور دوسری مرتبہ سدرۃ المنتھیٰ کے پاس"(٣٣)۔

نیز دوسری جگہ جبریل علیہ السلام کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ روح امین ہیں، روح القدس ہیں، یہ اور اس طرح کی دوسری صفات سے واضح ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بلند ترین، ذی حیات اور ذی عقل مخلوق ہیں، وہ ایک جوہر قائم بذاتہ ہیں، نہ کہ نفس نبی کریم ﷺ کے اندر آیا ہوا کوئی خیال ہیں، جیسا کہ مذکورہ ملحد نام نہاد فلاسفہ کا عقیدہ ہے، یہ ولایت الٰہی اور اس بات کے دعویدار ہیں کہ ان کا علم انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ہے۔

---

(٣٢) سورۃ النجم: ٥-١٨۔

(٣٣) انظر: صحیح البخاری، ٤/١٨٤٠، کتاب تفسیر القرآن، باب تفسیر سورۃ النجم، رقم: (٤٥٧٤)، و صحیح مسلم، ١/١٥٩، کتاب الإیمان، باب معنی قول اللہ عزوجل: ﴿ولقد رآه نزلة أخرى﴾ رقم: (٢٨٧)۔

Www.IslamicBooks.Website

ان حضرات کی تحقیق کی منزل ہے اصول ایمان کا انکار، اصول ایمان یہی تو ہے کہ اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے پیغمبروں، اور یوم آخرت پر ایمان لایا جائے، حقیقت میں وہ خالق کے منکر ہیں، کیونکہ انھوں نے مخلوق کے وجود ہی کو خالق کا وجود قرار دے دیا ہے، اور کہتے ہیں کہ وجود ایک ہی ہے۔

وہ واحد عینی اور واحد نوعی میں امتیاز نہیں کرتے، کیونکہ موجودات وجود کے ہونے میں اسی طرح مشترک ہیں،، لیکن یہ مشترک کلی صرف ذھنی اعتبار سے مشترک کلی ہے، ورنہ جو حیوانیت انسان کے ساتھ قائم ہے وہ حیوانیت نہیں ہے جو گھوڑے کے ساتھ قائم ہے، آسمانوں کا وجود بعینہ انسان کا وجود نہیں ہے، پس خالق جل جلالہ کا وجود اپنی مخلوقات کے وجود سے مختلف ہے۔

حقیقت میں انھوں نے وہی بات کہی ہے جو فرعون کا عقیدہ تھا اس نے صانع کو معطل قرار دیا تھا، وہ وجود مشہود کا منکر نہیں تھا، بلکہ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ موجود بنفسہ ہے، اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے، مذکورہ صوفیاء نے اس باب میں تو فرعون سے موافقت کی مگر آگے بڑھ کر انھوں نے فرعون کو اللہ تسلیم کر لیا، لہٰذا وہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ٹھہرے، گو فرعون کا تصور ان سے زیادہ فاسد تھا، یہی وجہ ہے کہ ان ملحد صوفیاء نے اصنام پرستوں کو الٰہ واحد کا پرستار قرار دیا، اور یہ کہا کہ فرعون گو شرعی دستور کے مطابق ظالم تھا، مگر چونکہ صاحب شمشیر تھا، منصب حکومت پر فائز تھا اس لئے اس نے "أنا ربکم الأعلیٰ" کہا، یعنی کسی بھی نسبت سے اگر ارباب کا وجود ہے تو میں سب سے بڑا رب ہوں، کیونکہ ظاہر میں مجھے منصب حکومت حاصل ہے۔

ان صوفیاء کا کہنا ہے کہ فرعون نے جو کچھ کہا جب اس کی صداقت کا علم ساحروں کو ہو گیا تو انھوں نے یوں کہا: ﴿فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (۷۲)﴾(۳۴)۔

(۳۴) سورۃ طہ: ۷۲۔

Www.IslamicBooks.Website

"توجو چاہتا ہے کر گزر، تواسی دنیوی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے"۔

اس طرح فرعون کا قول "أنا ربكم الأعلى" صحیح ثابت ہوا، فرعون عین حق تھا،(۳۵)۔

اس کے بعد یہ حضرات یوم آخرت کی حقیقت کے منکر بھی ہوئے، چنانچہ کہتے ہیں کہ جہنمی بھی اہل جنت کی طرح نعمتوں سے بہرہ انداز ہوں گے، اللہ یوم آخرت، اللہ کے فرشتوں، کتابوں اور پیغمبروں کا انکار کرنے کے باوجود یہ لوگ دعویدار ہیں کہ وہ خاصۂ خاصان اولیاء کا نچوڑ ہیں اور یہ کہ وہ انبیاء سے افضل ہیں، انبیاء بھی انہیں کے چراغ سے اللہ کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔

یہ موقع ان لوگوں کے الحاد کی تفصیل کا نہیں ہے، مگر چونکہ تذکرہ اولیاء اللہ اور اولیاء شیطان کے درمیان فرق کرنے کا ہے نیز چونکہ یہ حضرات ولایت الٰہی کے سب سے بڑے دعویدار ہیں حالانکہ وہ ولایت شیطانی میں سب سے بڑھ کر ہیں، اس لئے ہم نے اس پر روشنی ڈال دی ہے،(۳۶)۔

بنابر ایں ان حضرات کی گفتگو زیادہ تر شیطانی تخیلات پر مبنی ہے۔ یہ لوگ وہی کہتے ہیں جو صاحب فتوحات مکیہ نے کہا ہے، چنانچہ صاحب فتوحات "باب أرض الحقيقة" کا باب باندھتا ہے، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ارض حقیقت ارض خیال کا نام ہے، بات سامنے یوں آتی ہے کہ جس حقیقت کے بارے میں وہ کلام کرتے ہیں وہ خیال ہے، اور خیال تصرفات شیطانی کا مقام ہوتا ہے، کیونکہ شیطان انسان کے سامنے معاملات کا برعکس تصور پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَانِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ(٣٦) وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ(٣٧) حَتَّى إِذَا جَاءَنَا قَالَ يَالَيْتَ

(۳۵) سورۃ النازعات: ۲۴۔

(۳۶) مزید تفصیل کیلئے مؤلف کا رسالہ "حقیقۃ مذہب الاتحادیین" مجموع الفتاوی، ۲/ ۱۳۴-۱۸۵، دیکھئے، اور (رد ابن عربی فی دعویٰ ایمان فرعون) جامع الرسائل، ص: (۲۰۳-۲۱۶) دیکھئے۔

Www.IslamicBooks.Website

بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ(٣٨)وَلَنْ يَنفَعَكُمُ الْيَوْمَ إِذ ظَّلَمْتُمْ أَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ(٣٩)﴾(٣٧)۔

"اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں، وہ اس کے ساتھ رہتا ہے، اور باوجودیکہ شیطان گنہ گاروں کو راہ ہدایت سے روکتے رہتے ہیں تاہم گنہ گار اپنے آپ کو راہ راست پر سمجھتے ہیں، یہاں تک کہ جب گنہ گار ہمارے حضور میں حاضر ہوگا، تو وہ اپنے ساتھی شیطان کو دیکھ کر کہے گا، اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق ومغرب کا فاصلہ رہا ہوتا، تو بہت ہی برا ساتھی ہے، اور جب کہ تم نے نافرمانیاں کی ہیں، (ظالم ٹھہر چکے ہو) تو تمہیں آج یہ بات تمھارے کچھ کام نہ آئے گی، کہ تم ایک ساتھ عذاب میں ہو"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا(١١٦)إِنْ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا(١١٧)لَعَنَهُ اللَّهُ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا(١١٨) وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا(١١٩)يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا(١٢٠)﴾(٣٨)۔

"اللہ تعالیٰ اسے قطعاً معاف نہیں کرتا کہ کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جائے، البتہ اس سے کم جس کو چاہے معاف کردے، اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک گردانا، وہ دور بھٹک گیا (گمراہ ہوگیا)، یہ اللہ کے سوا تو بس عورتوں ہی کو پکارتے ہیں، اور شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ نے پھٹکار دیا، اور وہ کہنے لگا کہ میں تو تیرے بندوں میں سے ایک حصہ ضرور لیا کروں گا، اور ان کو ضرور ہی بھکاؤں گا، اور ان کو باطل امیدیں ضرور دلاؤں گا، اور ان

---

(٣٧) سورۃ الزخرف: ٣٦-٣٩۔

(٣٨) سورۃ النساء: ١١٦-١٢٠۔

Www.IslamicBooks.Website

کو ضرور سمجھاؤں گا، اور جانوروں کے کان ضرور چیرا کریں گے، اور ان کو سمجھاؤں گا تو وہ اللہ کی بنائی ہوئی صورتوں کو ضرور بدلا کریں گے، اور جو شخص اللہ کے سوا شیطان کو دوست بنائے تو وہ صریح گھاٹے میں آگیا، شیطان ان کو وعدے دیتا اور ان کو امیدیں دلاتا ہے، اور شیطان ان سے جو وعدہ کرتا ہے، وہ سراسر دھوکا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي فَلَا تَلُومُونِي وَلُومُوا أَنْفُسَكُمْ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ(۲۲)﴾(۳۹)۔

"اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا، کہ اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا، اور وعدہ تو تم سے میں نے بھی کیا تھا، مگر میں نے تمھارے ساتھ وعدہ خلافی کی، اور تم پر میری کچھ زبردستی تو تھی نہیں، بات اتنی ہی تھی کہ میں نے تم کو بلایا اور تم نے میرا کہنا مان لیا، تو اب مجھے الزام نہ دو، بلکہ اپنے آپ کو الزام دو، نہ تو میں تمھاری فریاد رسی کر سکتا ہوں، اور نہ تم میری فریاد کو پہنچ سکتے ہو، میں تو مانتا ہی نہیں کہ تم مجھ کو پہلے شریک بناتے تھے، اسمیں شک نہیں کہ جو لوگ نافرمان ہیں، ان کو بڑا دردناک عذاب ہو گا"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَكُمْ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ نَكَصَ عَلَى عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكُمْ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ(۴۸)﴾(۴۰)۔

"اور جب شیطان نے ان کی حرکات ان کو عمدہ کر کے (سنوار) دکھائیں، اور کہا کہ آج لوگوں میں کوئی ایسا نہیں جو تم پر غالب آسکے اور میں تمھارا پشت پناہ ہوں، پھر جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں اپنے الٹے پاؤں چلتا بنا، اور کہنے لگا کہ مجھ کو تم سے کچھ سروکار نہیں، میں وہ چیز

---

(۳۹) سورۃ ابراھیم: ۲۲۔

(۴۰) سورۃ الأنفال: ۴۸۔

Www.IslamicBooks.Website

دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ کی مار بڑی سخت ہے"۔

صحیح حدیث کے اندر نبی ﷺ سے مروی ہے کہ: **"أنه رأیٰ جبریل یزع الملائکة"** (۴۱)۔

"آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کو آگے بڑھنے سے روک رہے ہیں"۔

اور جب شیطان فرشتوں کو دیکھتے ہیں جن کے ذریعہ بندگان حق کی تائید و نصرت کی جاتی ہے تو وہ بھاگ جاتے ہیں، فرمایا: ﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (۴۲)۔

"اس وقت کو یاد کرو جب آپ کا رب فرشتوں کی طرف وحی بھیج رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، پس مسلمانوں کو جمائے رکھو (ایمان والو کی ہمت بڑھاؤ)"۔

اور فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا﴾ (۴۳)۔

"اے ایمان والو! اپنے اوپر اللہ کی کی ہوئی اس نعمت کو یاد کرو، جب تمہارے مقابلہ میں فوجیں صف آرا تھیں، تو ہم نے ان پر تیز و تند آندھی اور ایسی فوجیں بھیج دیں جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں"۔

اور فرمایا: ﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَمْ تَرَوْهَا﴾ (۴۴)۔

"جب پیغمبر ﷺ اپنے دوست ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ کچھ فکر نہ کرو، بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر تسلی نازل کی، اور اسے ان

---

(۴۱) رواہ مالک فی الموطا، ۱/ ۴۲۲، الحج، باب جامع الحج، رقم: (۲۴۵)، وھو حدیث مرسل۔

(۴۲) سورۃ الأنفال: ۱۲۔

(۴۳) سورۃ الأحزاب: ۹۔

(۴۴) سورۃ التوبۃ: ۴۰۔

Www.IslamicBooks.Website

فوجوں کے ذریعہ مدد دی جن کو تم نے نہیں دیکھا"۔

اور فرمایا: ﴿إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِينَ(١٢٤)بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ(١٢٥)﴾(۴۵)۔

"اے پیغمبر ﷺ جنگ بدر کا وہی واقعہ یاد کرو، جب آپ مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تم کو اتنا کافی نہیں کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے، بلکہ اگر تم ثابت قدم رہو اور تقویٰ اختیار کئے رکھو، اور دشمن ابھی اسی دم تم پر چڑھ آئیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار ایسے فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا جو جنگی نشان سے آراستہ ہوں گے"۔

اور ایسے لوگوں کے یہاں کچھ روحیں آکر باتیں کرتی ہیں، اور معین صورت میں ان کے سامنے ظاہر ہو جاتی ہیں، یہ ارواح جن اور شیاطین ہوتے ہیں، جنھیں یہ فرشتے سمجھ بیٹھتے ہیں، بالکل ایسے ہی جیسے پرستاران کواکب واصنام سے روحیں مخاطب ہو جایا کرتی ہیں، عصر اسلام میں اس طرح کا سب سے پہلا شخص جو ظاہر ہوا وہ مختار بن ابو عبید تھا جس کے متعلق نبی کریم ﷺ نے صحیح حدیث کے اندر ارشاد فرمایا: **"سيكون في ثقيف كذاب ومبير"** (۴۶)۔

"بنی ثقیف میں ایک کذاب ہوگا، اور ایک مہلک"۔

کذاب تو مختار بن عبید تھا، مہلک حجاج بن یوسف۔

ابن عمر وابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ مختار کا دعویٰ ہے کہ اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں، تو انھوں نے فرمایا ٹھیک ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ(٢٢١)تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ(٢٢٢)﴾(۴۷)۔

---

(۴۵) سورۃ آل عمران: ۱۲۴، ۱۲۵۔

(۴۶) رواہ مسلم، ۴/۱۹۸۱، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ذکر کذاب ثقیف ومبیرھا، رقم: (۲۵۴۵)، من حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔

(۴۷) سورۃ الشعراء: ۲۲۱، ۲۲۲۔

Www.IslamicBooks.Website

"کیا میں تمہیں بتاؤں کن لوگوں پر شیطان اترا کرتے ہیں، وہ جھوٹے بدکردار پر اترا کرتے ہیں"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ مختار کو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ ہے، تو انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوحُونَ اِلٰی أَوْلِیَائِهِمْ لِیُجَادِلُوکُمْ﴾ (۴۸)۔

"شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں، تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں"۔

انہی شیطانی ارواح میں وہ روح بھی ہے جس کے متعلق صاحب "الفتوحات" (۴۹) کا دعویٰ ہے کہ اس نے اس کی جانب اس کتاب (۵۰) کا القاء کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ معین غذا اور معین حالت کی مختلف خلوتوں کا تذکرہ کرتا ہے، یہی خلوتیں تو جنوں اور شیطانوں سے ملاقات کا دروازہ کھولتی ہیں، یہ شیطانی حالات ہوتے ہیں مگر یہ حضرات اولیاء کی کرامات سمجھتے ہیں۔

مجھے ان لوگوں میں سے کچھ کا علم حاصل ہے، ان میں سے بعض ایسے ہیں جو ہوامیں دور تک اڑتے چلے جاتے ہیں، اور پھر واپس آجاتے ہیں، بعض ایسے ہیں جنہیں شیاطین چرایا ہوا مال لاکر دیدیتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو لوگوں سے اجرت یا عطیہ لیکر مال مسروق کا پتہ بتاتے ہیں۔

چونکہ ان لوگوں کے حالات شیطانی ہیں، اس لئے وہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے مخالف ہیں، جیسا کہ الفتوحات المکیۃ اور فصوص الحکم (۵۱) کے مصنف اور اسی قسم کے دوسرے حضرات نے قوم نوح، قوم ہود اور آل فرعون وغیرہ کی تعریف کی ہے، اور نوح۔ ابراہیم موسیٰ اور ہارون علیہم الصلاۃ والسلام جیسے انبیاء کی تنقیص کی ہے، علماء و مشائخ اور مسلمانوں کے

---

(۴۸) سورۃ الأنعام :۱۲۱۔

(۴۹) اس سے مراد "الفتوحات المکیۃ" ابن عربی ہے، جو چار جلدوں میں ہے، دار الکتب العربیۃ مصر سے چھپ چکی ہے۔

(۵۰) اس سے مراد کتاب "فصوص الحکم" ہے، جس کا مصنف ابن عربی ہے۔

(۵۱) کتاب الفتوحات المکیۃ اور فصوص الحکم مراد ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

نزدیک جو لوگ محمود و محترم ہیں، مثلاً جنید بن محمد، اور سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہ ان کی مذمت اور ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو مسلمانوں کے نزدیک مذموم ہیں، جیسے حلاج وغیرہ (۵۲) جیسا کہ اس نے اپنی شیطانی خیالی خلوتوں کے تذکروں میں اظہار کیا ہے۔

ابن عربی اور جنید رحمۃ اللہ علیہ

جنید قدس اللہ روحہ ائمۂ ہدایت میں سے تھے، آپ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا ہے؟ تو فرمایا: حادث کو قدیم سے علیحدہ ماننا، آپ نے ظاہر فرمایا کہ توحید یہ ہے کہ قدیم اور محدث یعنی خالق اور مخلوق کے درمیان امتیاز کیا جائے، صاحب "الفصوص" نے اس کا انکار کیا ہے، اور اپنے خیالی شیطانی خطاب میں کہا: اے جنید حدیث وقدیم میں امتیاز تو وہی کر سکتا ہے جو نہ محدث ہو نہ قدیم۔

حدیث کو قدیم سے جدا رکھنے کی جو بات جنید نے کہی اسے اس نے غلط قرار دیا، کیونکہ اس کا عقیدہ جیسا کہ اس نے فصوص میں لکھا ہے، حسب ذیل ہے:

"حدیث کا وجود، عین وجود قدیم ہے، اس کے اسماء حسنیٰ میں ایک اسم علی (بلند) ہے، بلند کس پر؟ یہیں سے الاھو، نیز کس چیز سے؟ بس وہی وہ ہے، اس کی بلندی اسی کی ذات کے لئے ہے، وجود کی حیثیت سے وہ عین موجودات ہے"۔

"پس مسمی محدث ہیں جو اپنی ذات کے لئے بلند ہیں، یہ محدثات پس وہی ہے"۔

حتی کہ آگے یہ کہہ بیٹھا: "پس پوشیدہ اور ظاہر سب کا وہی عین ہے، یہی وہ نہیں ہے جسے دوسرے دیکھیں، اور جو اس سے پوشیدہ ہے، اس کے سوا کوئی نہیں ہے، یہی مسمی ابو سعید خراز ہے، یہ اسی طرح دوسرے محدثات کے اسماء ہیں"۔

---

(۵۲) حسین بن منصور الحلاج، فارسی الأصل تھا، عراق میں پرورش ہوئی، ابتداء تو ٹھیک ہوئی، مگر آخر میں تصوف اور پھر جادو سیکھا، اور لوگوں کو خوارق دکھاتا، علماء نے تو اس کے خون کی حلت اور اس کے قتل کا فتویٰ تھا، ۳۰۹ھ میں بغداد میں قتل کر دیا گیا، دیکھئے: البدایہ والنہایہ، ۱۱/ ۱۴۸، ولسان المیزان، ۲/ ۸۳۱۴۔

Www.IslamicBooks.Website

اس ملحد کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دو چیزوں کے درمیان امتیاز کرنے والے کے لئے علماً وقولاً یہ کوئی شرط نہیں ہے، کہ وہ ان دونوں چیزوں میں سے نہ ہو، اور کوئی تیسرا وجود ہو، ہر آدمی اپنے آپ اور دوسرے شخص کے درمیان امتیاز کرتا ہے، حالانکہ وہ تیسرا نہیں ہوتا، بندہ جانتا ہے کہ وہ بندہ ہے، اور وہ اپنے اور اپنے خالق کے درمیان امتیاز کرتا ہے، خالق جل جلالہ اپنے اور اپنی مخلوقات کے درمیان امتیاز کرتا ہے، اور جانتا ہے کہ وہ ان کا پروردگار ہے، اور وہ اس کے بندے ہیں، جیسا کہ قرآن میں کئی جگہ وارد ہے، ہم نے قرآن کے ذریعہ ان اصحاب ایمان کے سامنے دلیل پیش کر دی ہے جو باطنی اور ظاہری طور پر قرآن کا اقرار کرتے ہیں۔

فلاسفہ صوفیوں کی باغیانہ جسارت:

ان ملحدوں کا وہی دعویٰ ہے جو تلمسانی کا ہے، (۵۳) تلمسانی صوفیانہ الحاد کا سب سے ماہر شخص ہے، اسکے سامنے جب "فصوص" پڑھی گئی، اور اس سے کہا گیا کہ قرآن مجید تمہارے قول کا مخالف ہے، تو اس نے کہا: قرآن تمام کا تمام شرک ہے، توحید تو ہمارے کلام میں ہے، اس سے کہا گیا کہ اگر وجود ایک ہے تو بیوی حلال اور بہن حرام کیوں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک سب حلال ہے، لیکن یہ محجوبین حرام کہتے ہیں، اس لئے ہم بھی کہہ دیتے ہیں کہ حرام ہے تم پر۔

کفر عظیم ہونے کے علاوہ اس قول کے اندر کھلا ہوا تضاد اور تناقض ہے، کیونکہ وجود جب ایک ہے تو حاجب کون اور محجوب کون؟

اسی لئے ان کے ایک شیخ نے اپنے مرید سے کہا: جس نے تم سے یہ کہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور وجود ہے تو اس نے جھوٹ کہا ہے، مرید نے کہا جھوٹ کہنے والا کون ہے؟ اس نے

---

(۵۳) اس کا پورا نام سلیمان بن علی التلمسانی ہے، ایک صوفی شاعر ہے، نحو، صرف، فقہ، اور اصول میں تصانیف کثیرہ کا مالک ہے، ابن عربی کا پیروکار ہے، حلول واتحاد وبے دینی وکفر محض اس کے عقیدہ میں شامل ہے، ۶۹۰ھ دمشق میں اس کی وفات ہوئی، دیکھئے۔ اُنظر: الاعلام للزرکلی، ۳/ ۱۳۰، البدایہ والنہایۃ: ۱۳/ ۳۰۹۔

Www.IslamicBooks.Website

ایک دوسرے مرید سے کہا: یہ مظہر ہیں، تو اس نے کہا مظاہر ظاہر کا غیر ہیں یا وہی ہے؟، اگر غیر ہیں تو تم دو کے قائل ہوئے، اور اگر وہی ہیں، تو کوئی فرق نہ ہوا، ایک دوسرے مقام پر ہم تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کے اسرار و رموز کا پردہ چاک کر چکے ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کے قول کی حقیقت بیان کر چکے ہیں، (۵۴)۔

صاحب فصوص کا قول ہے کہ معدوم ایک چیز ہے اور اس پر وجود حق کا فیضان ہوا، وہ وجود و ثبوت کے درمیان فرق کرتا ہے، معتزلہ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ معدوم ایک چیز ثابت ہے، اپنی گمراہی کے باوجود صاحب "فصوص" سے بہتر ہیں، کیونکہ معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ پروردگار نے عدم میں ثابت اشیاء کے لئے ایک وجود پیدا کیا، جو رب کا وجود نہیں ہے، مگر صاحب فصوص کا عقیدہ ہے کہ عین وجود رب کا ان اشیاء ثابتہ پر فیضان ہوا ہے، گویا اس کے نزدیک مخلوق کا وجود خالق کے وجود سے الگ نہیں ہے۔

صاحب فصوص ہی کا دوست "صدر قونوی" مطلق و معین کے درمیان فرق کرتا ہے، کیونکہ وہ فلسفہ سے زیادہ قریب تھا، (۵۵)، چنانچہ اس نے اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ معدوم کوئی چیز ہے، مگر حق کو وجود مطلق قرار دیا، اور ایک کتاب "مفتاح غیب الجمع والوجود" کے نام سے تصنیف کی ہے، یہ خالق کو اور بھی زیادہ معطل اور معدوم قرار دیتا ہے، کیونکہ مطلق بشرط اطلاق کلی عقلی ہے، اس لئے محض ذہنی ہو سکتا ہے غیبی نہیں، اور مطلق بلا شرط اطلاق کلی طبیعی ہے، اگر کہا جائے وہ خارج میں موجود ہے، تو خارج میں بصورت معین ہی اس کا وجود ہو سکتا ہے، چنانچہ جو شخص خارج میں اس کے ثابت ہونے کا قائل ہے، اس کے نزدیک وہ

---

(۵۴) مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۲ / ۱۳۴-۴۵۱۔

(۵۵) محمد بن اسحاق القونوی الرومی صدر الدین، ابن عربی کے کبار تلامذہ میں سے ہے، جو صوفی بھی ہے، بلکہ ابن عربی نے اس کی ماں سے شادی کیا، اس کی اس انداز میں تربیت کی کہ وہ وحدۃ الوجود کا قائل ہو گیا، اسے اس کی وصیت کے مطابق ابن عربی کے پہلو میں دفنایا گیا۔ انظر: طبقات الأولیاء، لابن الملقن، ص: ۴۶۷، ومفتاح السعادۃ، لاحمد بن مصطفیٰ ۱/ ۴۵۱۔

Www.IslamicBooks.Website

معین کا جزو ٹھہرا، اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو پروردگار کا وجود خارج میں نہیں ہے، یا مخلوقات کے وجود کا ایک جزو یا عین وجود مخلوقات ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جز کل کو پیدا کرتی ہے؟ یا کیا کوئی چیز خود اپنے آپ کو پیدا کرتی ہے؟ یا عدم وجود کا خالق ہوتا ہے؟ یا کسی چیز کا ایک حصہ اپنے تمام اجزاء کو پیدا کرتا ہے؟۔

یہ لوگ لفظ حلول سے بھاگتے ہیں، کیونکہ وہ حال اور محل کا مقتضی ہوتا ہے، لفظ اتحاد سے بھی فرار اختیار کرتے ہیں کیونکہ یہ دو چیزوں کا مقتضی ہوتا ہے، جو ایک دوسرے سے اتحاد رکھتی ہیں، حالانکہ ان کے نزدیک وجود صرف ایک ہے، کہتے ہیں کہ نصاریٰ اس لئے کافر ہو گئے کہ انھوں نے خصوصیت کے ساتھ مسیح کو اللہ قرار دیا، اگر وہ ہر چیز کو خدا کہہ دیتے تو کافر نہ ہوتے۔

اسی طرح وہ بت پرستوں کو بھی غلط قرار دیتے ہیں، کیونکہ وہ بعض مظاہر کی پرستش کرتے ہیں بعض کی نہیں، اگر تمام مظاہر کی پوجا کرتے تو ان کے نزدیک خطاکار نہ ٹھہرتے۔

عارف محقق ان کے نزدیک وہ ہے، جسے اصنام پرستی نقصان نہیں پہنچاتی، اس حقیقت سے قطع نظر کہ یہ عقیدہ کفر عظیم ہے، اس باب میں انہیں ہمیشہ تناقض در پیش ہوگا، ان سے پوچھا جائے گا کہ پھر خطاکار کون ہے؟ مگر وہ جواب دیں گے رب ان تمام نقائص اور عیوب سے متصف ہے جن سے مخلوق متصف ہوتی ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ مخلوقات ان تمام کمالات سے متصف ہے جن سے خالق متصف ہوتا ہے، یہ لوگ وہی کہتے ہیں جو صاحب "فصوص" نے کہا ہے، پس علی (بلند) لنفسہ جسے کمال حاصل ہے، وہ کمال جو جملہ وجودی اوصاف اور عدمی رشتوں کو محیط ہے، یہ اوصاف اور رشتے خواہ عرفی عقلی یا شرعی کسی بھی اعتبار سے محمود ہوں یا مذموم، اور یہ صرف اللہ کے مسمی کے لئے خاص ہے۔

یہ کفر تو ہے ہی، بایں ہمہ ان سے تناقض دور بھی نہیں ہوتا، حسی اور عقلی طور پر ظاہر

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ یہ وہ نہیں ہے۔

یہ لوگ تلمسانی کے اس قول کے بھی حامی ہیں کہ "ہمارے نزدیک کشف کے ذریعہ ایسی چیزیں ثابت ہوتی ہیں، جو صریح عقل سے تناقض رکھتی ہیں"۔

یہ کہتے ہیں کہ جو شخص تحقیق یعنی ان کی تحقیق کا طالب ہو، تو اسے چاہیئے کہ عقل وشرع کو خیرباد کہہ دے، میں نے ایسا ہی عقیدہ رکھنے والے ایک شخص سے ایک مرتبہ کہا تھا کہ یہ یقینی امر ہے کہ انبیاء کا کشف دوسروں کے کشف سے زیادہ بڑا اور زیادہ کامل ہے، اور ان کی دی ہوئی خبر دوسروں کی خبر سے زیادہ سچی و صحیح ہوتی ہے، انبیاء علیہم السلام ان باتوں کی خبر دیتے ہیں جن کی معرفت سے لوگوں کی عقلیں عاجز ہوتی ہیں، نہ کہ ان باتوں کی خبر دیتے ہیں جن کو لوگ اپنی عقلوں سے ممتنع تصور کرتے ہوں، حالانکہ وہ انھی چیزوں کی خبر دیتے ہیں جو عقلوں کے خانوں میں (فٹ) ہوتی ہیں نہ کہ محال (ان فٹ) یہ بات بالکل ہی ممتنع ہے کہ رسول کی خبروں میں وہ بات ہو جو صریح عقل کے خلاف ہو، اسی طرح یہ بھی ممتنع ہے کہ دو قطعی دلیلیں باہم متعارض ہوں، خواہ وہ دونوں دلیلیں عقلی یا سمعی یا دونوں میں سے ایک عقلی اور دوسری سمعی ہو۔

پس اس شخص کا کیا حال ہوگا جو اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس کا کشف صریح عقل اور صریح شریعت کے خلاف ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ یہ لوگ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں کہتے، لیکن بعض چیزیں جو ان کے نفس میں ہوتی ہیں، خیالی صورت بن کر ان کے سامنے آتی ہیں، اور وہ خیال کر لیتے ہیں کہ وہ خارج میں موجود ہیں، کبھی وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں، جو خارج میں موجود ہوتی ہیں، لیکن وہ انہیں کرامات صالحین میں شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ از قبیل تلبیسات شیطانی ہوتی ہیں۔

یہ لوگ جو وحدت کے قائل ہیں، اولیاء کو انبیاء پر فوقیت دیتے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ نبوت کا سلسلہ ٹوٹا نہیں ہے، جیسا کہ ابن سبعین وغیرہ سے مذکور ہے (۵۶)۔

---

(۵۶) ابن سبعین کا نام عبدالحق بن ابراہیم الرقوطی ہے، ۶۱۴ھ میں پیدا ہوا، اوائل عمر میں فلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کیا، مکہ میں کچھ دن گزارا، غار حراء میں بھی کچھ وقت گزارا، اس امید سے کہ اس پر وحی آئے گی، جیسا کہ نبی کریم ﷺ پر آئی تھی، اس کے عقائد فاسد اور ردی ہیں، ۶۶۹ھ میں وفات ہوئی، الإعلام للزرکلی، ۳/ ۲۸۰، البدای والنہایۃ، ۱۳/ ۷/ ۲۴۷۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ حضرات مراتب تین قرار دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ بندہ پہلے طاعت و معصیت کا پھر طاعت بلا معصیت اور پھر لا طاعت ولا معصیت کا شاہد ہوتا ہے۔

شہود اول صحیح شہود ہے طاعتوں اور معصیتوں کے درمیان فرق کا نام ہے شہود ثانی سے ان کی مراد شہود قدر ہے، جیسا کہ ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں، میں اس پروردگار کا کافر ہوں، جو نافرمانی کرتا ہے، ایسے لوگوں کا دعویٰ ہے کہ معصیت نام ہے اس ارادہ کی مخالفت کا جو اصل میں مشیت ہے، تمام مخلوقات حکم مشیت کے تحت داخل ہیں، ان کا شاعر کہتا ہے:

أصبحت منفعلاً لما تختاره منى ففعلي كلـه طاعات

مجھ سے وہی فعل سرزد ہوتا ہے جس کا مجھ سے سرزد ہونا تجھے پسند ہوتا ہے، اس لئے میرے تمام کام طاعتیں ہیں۔

معصیت کی صحیح تعریف:

ظاہر ہے یہ پیغمبروں کی لائی ہوئی شریعت کے سراسر خلاف اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کے بالکل منافی ہے، معصیت جو قابل مذمت اور مستحق عذاب ہے وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکم عدولی سے عبارت ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللهِ وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ(١٣)وَمَنْ يَعْصِ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ(١٤)﴾(٥٧)۔

"یہ اللہ کی حدود ہیں، جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے اسے وہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ایسے لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بڑی کامیابی ہے، اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے اسے وہ جہنم میں داخل کرے گا جس میں اسے ہمیشہ رہنا ہوگا، اور

(٥٧) سورۃ النساء: ١٣، ١۴۔

Www.IslamicBooks.Website

اس کے لئے ذلت والا عذاب ہے"۔

عن قریب ہم ارادۂ تکوینی ودینی اور امر تکوینی ودینی کے درمیان فرق ظاہر کریں گے، صوفیاء کی ایک جماعت کو اس مسئلہ میں شبہہ پیدا ہو گیا ہے، چنانچہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وضاحت کر دی ہے، اس سلسلہ میں جو شخص جنید کی پیروی کرے گا وہ سیدھی راہ پر ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا۔

اس مسئلہ پر کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت سے ہوتے ہیں، اور اس توحید کے شہود پر انھوں نے گفتگو کی ہے جسے وہ جمع اول سے موسوم کرتے ہیں، جنید نے واضح کیا کہ فریق ثانی کا شہود لابدی ہے، وہ یہ کہ گرچہ تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت اور اس کی تخلیق میں مشترک ہیں، لیکن جس چیز کا وہ حکم دیتا ہے، جس چیز کو وہ پسند کرتا ہے، اور جس چیز سے وہ راضی ہوتا ہے، اس میں اور اس چیز میں جسے اس نے ممنوع، مکروہ اور ناراضگی کا سبب گردانا ہے فرق کرنا ضروری ہے، اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق کیا جائے گا، جیساکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ(٣٥)مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ(٣٦)﴾(٥٨)۔

"کیا ہم مسلمانوں کو مثل گناہ گاروں کے کردیں گے، تمہیں کیا ہو گیا، کیسے فیصلے کررہے ہو؟"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ(٢٨)﴾(٥٩)۔

"کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کردیں گے جو (ہمیشہ) زمین میں فساد مچاتے رہے"۔

---

(٥٨) سورۃ القلم: ٣٥، ٣٦۔

(٥٩) سورۃ ص: ٢٨۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا: ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ(٢١)﴾(٦٠)۔

"کیاان لوگوں کو جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے کہ ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کررہے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ قَلِيلًا مَا تَتَذَكَّرُونَ(٥٨)﴾(٦١)۔

"اندھا اور بینا برابر نہیں، نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کئے بدکاروں کے (برابر) ہیں، تم (بہت) کم نصیحت حاصل کرتے ہو"۔

اسی لئے امت کے ائمہ اور سلف صالحین کا مذہب یہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق، اس کا پالنہار اور اس کا مالک ہے، جو چاہے گا ہوگا، جو نہیں چاہے گا نہیں ہوگا، اس کے سوا کوئی پروردگار نہیں، ساتھ ہی اس نے فرمانبرداری کا حکم دیا، اور نافرمانی سے منع کیا ہے، وہ فساد پسند نہیں کرتا، اپنے بندوں کے لئے کفر پسند نہیں کرتا، بری باتوں کا حکم نہیں دیتا، گو یہ سب کچھ اس کی مشیت کے تحت ہی واقع ہوتا ہے، مگر وہ انہیں پسند کرتا ہے نہ ہی ان سے خوش ہوتا ہے، بلکہ ناپسند کرتا ہے خوش نہیں ہوتا، بلکہ ایک قدم اور آگے اسکے نزدیک یہ سب مذموم ومبغوض ہے اور ارتکاب کرنے والا مستحق عذاب ہے۔

تیسرا مرتبہ یعنی نہ طاعت کا شہود نہ معصیت کا شہود، ایسا صاحب شہود، وجود کو واحد تصور کرتا ہے، ان حضرات کے نزدیک یہ تحقیق اور ولایت الٰہی کی منزل ہے، مگر در حقیقت یہ اسماء الٰہی اور آیات الٰہی میں الحاد اور دشمنیٔ خدا کی منزل ہے، کیونکہ اس مرتبہ والا آدمی یہود ونصاریٰ

---

(٦٠) سورۃ الجاثیۃ :٢١۔

(٦١) سورۃ سورۃ غافر :٥٨۔

Www.IslamicBooks.Website

اور تمام کفار کو دوست بنالیتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾(٦٢)۔

"تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا، وہ انہیں میں سے ہوگا"۔

اور شرک اور بت پرستی سے براءت کا اظہار نہیں کرتا، چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی ملت سے خارج ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾(٦٣)۔

"مسلمانو! تمہارے لئے حضرت ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے عقائد کے منکر ہیں، جب تک تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کیلئے عداوت ظاہر ہو گئی"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مشرک قوم سے: ﴿قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ (٧٥) أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ(٧٦)فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ(٧٧)﴾ (٦٤)۔

"کہا: کچھ خبر بھی ہے جنھیں تم پوج رہے ہو، تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، وہ سب میرے دشمن ہیں، بجز سچے اللہ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَٰئِكَ كَتَبَ

---

(٦٢) سورۃ المائدۃ: ۵۱۔

(٦٣) سورۃ الممتحنۃ: ۴۔

(٦٤) سورۃ الشعراء: ۷۵-۷۷۔

Www.IslamicBooks.Website

فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ﴾(٦٥)۔

"اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں میں سے ہر گز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے"۔

ان لوگوں میں سے بعض نے اپنے اپنے مذہب کے مطابق کتابیں اور قصیدے لکھے ہیں، ابن الفارض نے ایک قصیدہ "نظم السلوک" کے نام سے لکھا ہے، جس میں وہ کہتا ہے:

لها صلاتي بالمقام أقيمها　　　أشهد فيها أنها لي صلت

مقام ابراہیم پر میری نماز اسی کے لئے ہوتی ہے، اور اس کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے میرے ہی لئے نماز ادا کی۔

كلانا مصل واحد ساجد إلى　　　حقيقته بالجمع فى كل سجدة

ہم میں کا ہر ایک نماز پڑھنے والا ہے، اور ہر سجدہ میں اپنی ہی حقیقت کے لئے سجدہ ریز ہے۔

وما كان لى صلى سواي ولم تكن　　　صلاتى لغيرى فى أداء كل ركعة

یہ میرے لئے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنے علاوہ کیلئے نماز پڑھوں، جب کہ میری نماز ہر رکعت کے اندر اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کے لئے نہ تھی۔

اور آگے لکھتا ہے:

ما زلت إياها وإياى لم تزل　　　ولا فرق بل ذاتى لذاتى صلت

میں برابر اسی ذات کا عین تھا، اور بعینہ میری ہی ذات تھی، اور ان دونوں میں کوئی فرق نہ تھا، بلکہ میری ذات نے میری ذات کے لئے نماز پڑھی۔

---

(٦٥) سورۃ المجادلۃ: ٢٢۔

Www.IslamicBooks.Website

إلى رسولا كنت مني مرسلاً　　وذاتي بآياتي علي استدلت

میں اپنی ہی طرف سے اپنی ہی ذات کی طرف رسول تھا، اور میری ذات نے میری ہی آیات سے مجھ پر استدلال کیا۔

فإن دعيت كنت المجيب وإن أكن　　منادى أجابت من دعاني ولبت

اگر وہ ذات پکاری گئی تو میں ہی جواب دینے والا ہوں، اور جب مجھے پکارا گیا تو، جس نے مجھے پکارا اسی نے جواب دیا اور لبیک کہا۔ وغیرہ،

اس قسم کی باتیں، اور اسی لئے جب اس شاعر کی موت کا وقت آیا تو یہ اشعار گنگنانے لگا:

إن كان منزلتي في الحب عندكم　　ما قد لقيت فقد ضيعت أيامي

اگر میرا مقام محبت میں تمھارے نزدیک یہی ہے، جو کچھ میں نے پایا، تو گویا میں نے اپنے دنوں کو ضائع کر دیا۔

أمنية ظفرت نفسي بها زمناً　　واليوم أحسبها أضغاث أحلام

ایسی آرزو کہ میرا نفس اسے ایک مدت تک حاصل کئے رہا، اور آج اسے میں خواب پریشاں سمجھ رہا ہوں۔

اس کا گمان تھا کہ وہ اللہ ہے، مگر جب اللہ کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے آئے تو اس پر اس کے عقیدہ کا باطل ہونا آشکارا ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(١)﴾ (٦٦)۔

"آسمان وزمین میں جو ہے (سب) اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں، وہ زبردست باحکمت ہے"۔

جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے وہ خود اللہ نہیں ہے،

اس کے بعد اللہ نے فرمایا: ﴿لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ

---

(٦٦) سورۃ الحدید: ا۔

Www.IslamicBooks.Website

شَيْءٍ قَدِيرٌ(٢) هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ(٣)﴾ (٦٧)۔

"آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، وہی زندگی دیتا ہے اور موت بھی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہی پہلے ہے اور وہی پیچھے، وہی ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے"۔

صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے:

"اللهم رب السماوات السبع ورب العرش العظيم، ربنا ورب كل شيء فالق الحب والنوى منزل التوراة والإنجيل والقرآن، أعوذبك من شر كل دابة أنت آخذ بناصيتها أنت الأول فليس قبلك شيء وأنت الآخر فليس بعدك شيء وأنت الظاهرفليس فوقك شيء وأنت الباطن فليس دونك شيء إقض عني الدين وأغنني من الفقر" (٦٨)۔

"اے ساتوں آسمان اور عرش عظیم کے مالک، ہمارے پرودگار اور ہر چیز کے پالنے والے، بیج اور گٹھلی کے پھاڑنے والے، تورات، انجیل اور قرآن اتارنے والے، میں ہر اس جانور کے شر سے جس کی چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے تیری پناہ چاہتا ہوں، تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی نہیں، تو آخر ہے تیرے بعد کوئی نہیں، تو ظاہر ہے تجھ سے بلند تر کوئی نہیں، تو باطن ہے تجھ سے پرے کوئی نہیں، تو میرا قرض ادا کر دے، اور مجھے فقر سے غنی کر دے"۔

اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے: ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ(٤)﴾ (٦٩)۔

---

(٦٧) سورۃ الحدید: ٢، ٣۔

(٦٨) رواہ مسلم، رقم: (٢٧١٣)، فی الذکر، باب مایقول عند النوم واخذ المضجع۔

(٦٩) سورۃ الحدید: ٤۔

Www.IslamicBooks.Website

"وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر مستوی ہو گیا، وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو جو زمین میں جائے، اور جو اس سے نکلے، اور جو آسمان سے نیچے آئے اور جو کچھ چڑھ کر اس میں جائے، اور جہاں کہیں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے، اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا، کہ آسمان اور زمین، اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، وہ سب مخلوق ہے، اس کی تسبیح خواں ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

معیت کا تقاضہ حلول اور اتحاد نہیں ہے:

"وھو معکم" میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد "مع" عربوں کی زبان میں اس بات کا مقتضی نہیں ہے کہ دونوں چیزوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے گھلی ملی ہو، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ(١١٩)﴾(٧٠)۔

"اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ"۔

اور فرمایا: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾(٧١)۔

"محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنْكُمْ﴾(٧٢)۔

"اور جو لوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی، اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا، پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں"۔

---

(٧٠) سورۃ التوبۃ: ١١٩۔

(٧١) سورۃ الفتح: ٢٩۔

(٧٢) سورۃ الأنفال: ٧٥۔

Www.IslamicBooks.Website

لفظ "مع" قرآن میں عام وخاص دونوں معنوں میں آیا ہے، حسب ذیل آیت اور سورۃ مجادلہ کے اندر اپنے عام مفہوم میں آیا ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا يَكُونُ مِن نَّجْوَىٰ ثَلَاثَةٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا أَدْنَىٰ مِن ذَٰلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ(٧)﴾(٧٣)۔

"کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی ہر چیز سے واقف ہے، تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے، اور نہ پانچ کی مگر ان کا چھٹا وہ ہوتا ہے، اور نہ اس سے کم کی اور نہ زیادہ کی مگر وہ ساتھ ہی ہوتا ہے، جہاں بھی وہ ہوں، پھر قیامت کے دن انھیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا، بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"۔

اس آیت کا آغاز بھی علم سے فرمایا اور خاتمہ بھی علم کے تذکرہ پر کیا، اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہ، ضحاک، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ازروئے علم ہے۔

معیت اپنے خصوصی معنی میں حسب ذیل آیات کے اندر وارد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا وَّالَّذِينَ هُم مُّحْسِنُونَ(١٢٨)﴾(٧٤)۔

"یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں اور نیکوکاروں کے ساتھ ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ(٤٦)﴾(٧٥)۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا"۔

---

(٧٣) سورۃ المجادلۃ: ٧۔

(٧٤) سورۃ النحل: ١٢٨۔

(٧٥) سورۃ طٰہٰ: ٤٦۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا﴾(۷۶)۔

"جب یہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے"۔

یعنی نبی کریم ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ۔

اللہ تعالیٰ فرعون کے ساتھ نہیں بلکہ موسیٰ اور ہارون کے ساتھ ہے، اور ابو جہل اور دیگر دشمنوں کے ساتھ نہیں بلکہ محمد (ﷺ) اور آپ کے دوست ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے، ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں، اور ان لوگوں کے ساتھ ہے جو احسان کرنے والے ہیں، نہ کہ ظالموں اور حد سے تجاوز کرنے والوں کے ساتھ۔

اگر معیت کا مطلب یہ ہوتا کہ وہ بذاتہ ہر جگہ ہے تو اس سے خبر خاص اور خبر عام کا تضاد لازم آتا، اس لئے صحیح معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ازروئے نصرت و تائید فلاں لوگوں کے ساتھ ہے فلاں لوگوں کے ساتھ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ﴾ (۷۷)۔

"وہی آسمانوں میں معبود ہے اور زمین میں بھی وہی قابل عبادت ہے"۔

یعنی ان مخلوقات کا بھی الٰہ ہے جو آسمانوں میں ہیں، اور زمین پر رہنے والوں کا بھی الٰہ ہے، نیز: ﴿وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(۲۷)﴾ (۷۸)۔

"اسی کی بہترین اور اعلیٰ صفت ہے، آسمانوں میں اور زمین میں بھی، اور وہی غلبہ والا حکمت والا ہے"۔

---

(۷۶) سورۃ التوبۃ: ۴۰۔

(۷۷) سورۃ الزخرف: ۸۴۔

(۷۸) سورۃ الروم: ۲۷۔

Www.IslamicBooks.Website

وهو اللہ في السماوات والأرض کی تفسیر امام احمد اور دیگر ائمہ علم نے یوں کی ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین میں معبود ہے۔

امت مسلمہ کے ائمہ وسلف صالحین کا اتفاق ہے کہ رب تعالیٰ اپنی مخلوقات سے جدا ہے، اس کے اوصاف وہی ہیں، جن سے خود اپنے آپ کو اس نے متصف کیا ہے، اور جن سے اس کے رسول ﷺ نے اسے متصف کیا ہے، کسی طرح کی تحریف، تعطیل اور تمثیل، تکییف کے بغیر۔

اللہ تعالیٰ صفات نقص سے نہیں بلکہ صفات کمال سے متصف ہے، اور یہ معلوم ہے کہ اس کے مثل کوئی نہیں، "لیس کمثله شيء" اور نہ ہی اس کے صفات کمال میں کوئی چیز اس کے فعل جیسی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ(١)اللَّهُ الصَّمَدُ(٢)لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ(٣)وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ(٤)﴾(٧٩)۔

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "الصمد" یعنی علیم جو اپنے علم میں، عظیم جو اپنی عظمت میں، قدیر جو اپنی قدرت میں، حکیم جو اپنی حکمت میں، آقا جو اپنی آقائی میں پایۂ کمال کو پہنچا ہوا ہو۔

ابن مسعود اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ صمد وہ ہے جس کا کوئی جوف نہ ہو، اور احد وہ ہے جس کی کوئی نظیر نہ ہو، پس اللہ تعالیٰ کا نام "الصمد" متضمن ہے اس بات کا کہ صفات کمال سے وہ متصف ہے، اور اسم "أحد" اس بات کو شامل ہے کہ اس کا کوئی ہمسر وہم پایہ نہیں ہے۔

اس مسئلہ پر سورۂ اخلاص کی تفسیر اور سورہ کے ثلث قرآن ہونے کے باب میں ہم مفصل بحث کر چکے ہیں(٨٠)۔

---

(٧٩) سورۃ الإخلاص۔

(٨٠) شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی "تفسیر سورۃ الإخلاص" عربی بتحقیق، دکتور عبد العلی عبد الحمید ازہری، الدار السلفیہ بمبئی سے شائع ہو چکی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۱۲) : دینی اور تکوینی حقائق کا مسئلہ

کچھ حقیقتیں دینی ہوتی ہیں جن کا تعلق ایمان سے ہوتا ہے اور کچھ حقیقتیں فطری اور مقدر ہوتی ہیں، جن کا تعلق تکوین سے ہوتا ہے، مگر اکثر حضرات پر یہ حقائق گڈمڈ ہو جایا کرتے ہیں۔ خلق اور امر دونوں اللہ تعالیٰ ہی سے ہے ، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ(٥٤)﴾(۱)۔

"بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے، جس نے سب آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا، پھر عرش پر قائم ہوا، وہ شب سے دن کو ایسے طور پر چھپا دیتا ہے کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے، اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا، ایسے طور پر کہ سب اس کے حکم کے تابع ہیں، یاد رکھو! اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا، اور حاکم ہونا، بڑی خوبیوں سے بھرا ہوا ہے، جو تمام عالم کا پروردگار ہے"۔

پس اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق، پروردگار اور مالک ہے، اس کے سوا کوئی خالق نہیں، کوئی رب نہیں، جو چاہتا ہے ہوتا ہے جو نہیں چاہتا ہے نہیں ہوتا ہے، وجود میں جو حرکت و سکون ہے اسی کے حکم، اسی کی تقدیر، اسی کی مشیت، اسی کی قدرت اور اسی کی تخلیق سے ہوتا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری اور میرے پیغمبروں کی اطاعت کرو، اور میرے پیغمبروں کی اور میری نافرمانی سے بچو، اللہ تعالیٰ نے توحید و اخلاص کا حکم دیا ہے، اور شرک سے منع کیا ہے، اس لئے سب سے بڑی نیکی توحید اور اور سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ

(۱) سورۃ الأعراف: ۵۴۔

Www.IslamicBooks.Website

يَشَاءُ﴾(٢)۔

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے"۔

نیز فرمایا: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ﴾(٣)۔

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں، جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہئے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں"۔

صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: "قلت يا رسول الله أي الذنب أعظم؟ قال: "أن تجعل لله نداً وهو خلقك" قلت: ثم أي ؟ قال:"أن تقتل ولدك مخافة أن يطعم معك" قلت: ثم أي ؟ قال: أن تزني بحليلة جارك"، فأنزل الله تصديق ذلك: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا(٦٨)يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا(٦٩)إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا(٧٠)﴾ (٤)۔

"میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ ﷺ

---

(٢) سورۃ النساء: ٤٨، و١١٦۔

(٣) سورۃ البقرۃ: ١٦٥۔

(٤) رواہ البخاری، ٤/ ١٧٨٤، کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ: ﴿والذين لا يدعون مع الله إلها ولا يقتلون النفس﴾ وفی تفسیر سورۃ البقرۃ، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿فلا تجعلوا لله أنداداً﴾ وفی الأدب: باب قتل الولد خشیۃ ان یأکل معہ، رقم: (٤٤٨٣)، و مسلم، ١/ ٩٠، کتاب الإیمان، باب کون الشرک اقبح الذنوب، رقم: (١٤١)، ورواہ احمد وابو داود، والترمذی والنسائی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، (سورۃ الفرقان: ٦٨-٧٠)۔

Www.IslamicBooks.Website

نے فرمایا: سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی نے تجھے پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تو اپنی اولاد اس ڈر سے قتل کر ڈالے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی، میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ فرمایا: یہ کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کیلئے یہ آیت بھی اتاری: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ﴾ الخ۔

"جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ نے منع کر دیا ہو وہ بجز حق کے قتل نہیں کرتے، نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں، اور جو کوئی یہ کام کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا، اسے قیامت کے دن دوہرا عذاب دیا جائے گا، اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ ہمیشہ اسی میں رہے گا، سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں، اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا مہربانی کرنے والا ہے"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عدل و احسان اور رشتہ داروں کو دینے اور فواحش و منکرات اور سرکشی کے کاموں سے بچنے کا حکم دیا ہے، اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ متقی، محسن، منصف، کثرت سے توبہ کرنے والوں، پاکیزگی اختیار کرنے والوں اور ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے، جو اس کی راہ میں صف بستہ کر جہاد کرتے ہوئے کیا معلوم ہوتا ہے جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں، جس چیز سے اس نے منع کر دیا ہے، اس کا ارتکاب اسے سخت ناپسند ہے، جیسا کہ سورۂ اسراء میں فرمایا: ﴿كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (۳۸)﴾ (۵)۔

"ان سب کاموں کی برائی تیرے رب کے نزدیک (سخت) ناپسند ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی اور شرک سے منع کیا ہے، ادائیگی حقوق کا حکم دیا ہے، فضول خرچی اور بخل سے روکا ہے، ہاتھ کو اس قدر سمیٹ لینا گویا گردن سے بندھا ہو، یا اس

(۵) سورۃ الاسراء: ۳۸۔

Www.IslamicBooks.Website

قدر پھیلا دینا کہ مکمل پھیلار ہے اس سے منع کیا ہے۔

کسی کو ناحق قتل کرنا، زنا کرنا، یتیم کا مال لینا (الا یہ کہ احسن طریقہ پر ہو) ان تمام باتوں سے منع کیا ہے، انہیں باتوں کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِندَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا﴾۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا، اور نہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے کفر کریں، بندے کو حکم ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں ہر وقت توبہ کریں، اللہ کا ارشاد ہے:

﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (٣١)﴾ (٦)۔

"اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ"۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"أيها الناس توبوا إلى ربكم، فوالذي نفسي بيده إني لأستغفر الله وأتوب إليه في اليوم أكثر من سبعين مرة"** (٧)۔

"اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرتا ہوں"۔

صحیح مسلم میں آپ کا ارشاد ہے: **"إنه ليغان على قلبي وإني لأستغفر الله في اليوم مائة مرة"** (٨)۔

"میرے دل پر پردہ سا آجاتا ہے، اور میں دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں"۔

سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان فرماتے

---

(٦) سورۃ النور: ٣١۔

(٧) رواہ البخاری، ٥/ ٢٣٢٣، کتاب الدعوات، باب استغفار النبی ﷺ فی الیوم واللیلۃ، رقم: (٥٩٤٨)، ومسلم، ٤/ ٢٠٧٥، ٢٠٧٦، کتاب الذکر والدعاء، باب استحباب الاستغفار، رقم: (٢٧٠٢)۔

(٨) رواہ مسلم، ٤/ ٢٠٧٥، کتاب الذکر، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، رقم: (٢٧٠٢)۔

Www.IslamicBooks.Website

ہیں :"كنا نعد لرسول الله ﷺ في المجلس الواحد يقول: رب اغفرلي وتب علي إنك أنت التواب الرحيم مائة مرة أو قال أكثر من مائة مرة "(۹)۔

"ہم شمار کیا کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں سو مرتبہ یا سو سے زائد مرتبہ رب اغفرلی......الخ کہا کرتے تھے، (اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے، میری توبہ قبول فرما، یقیناً تو توبہ کو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا حکم ہے کہ اعمال صالحہ کے اخیر میں استغفار کیا جائے، نبی کریم ﷺ سلام پھیر لینے کے بعد تین مرتبہ استغفار پڑھتے، (استغفر اللہ) اور کہا کرتے :" اللهم أنت السلام، ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والإكرام"(۱۰)۔

"اے اللہ تو سلام ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی ہے، اے بزرگی اور بخشش والے تو بابرکت ہے"۔

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ﴿والمستغفرين بالأسحار﴾(۱۱)، میں رات کو نماز پڑھنے اور سحر کے وقت استغفار کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح سورۂ مزمل جو قیام اللیل کی سورہ ہے، کا خاتمہ اس آیت پر ہے :
﴿وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ(۲۰)﴾(۱۲)۔

"اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔

---

(۹) رواہ ابو داود، ۲/ ۱۷۸، کتاب الصلاۃ باب فی استغفار، رقم :(۱۵۱۶)، والترمذی، ۵/ ۱۵۸، کتاب الدعوات، باب مایقول إذا قام من مجلسہ، رقم :(۳۴۹۵)، واسنادہ صحیح، وقال الترمذی : ھذا حدیث حسن صحیح۔

(۱۰) رواہ مسلم، ۱/ ۴۱۴، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر، بعد الصلاۃ وبیان صفتہ، من حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ، رقم :(۵۹۲)۔

(۱۱) سورۃ آل عمران :۱۷۔

(۱۲) سورۃ المزمل :۲۰۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح سورۂ بقرہ کے اندر ارشاد فرمایا: ﴿فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ (۱۹۸) ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ(۱۹۹)﴾(۱۳)۔

"پس جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو، اور اس کا ذکر کرو، جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی، حالانکہ تم اس سے پہلے گم گشتہ راہ تھے، پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے رہو، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔

بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اخیر میں جب کہ آپ ﷺ اپنی زندگی کے آخری غزوہ غزوۂ تبوک میں گئے اس مضمون کی آیت نازل کی: ﴿لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ(۱۱۷)وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا حَتَّى إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ(۱۱۸)﴾(۱۴)۔

"اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کے حال پر توجہ فرمائی، اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنھوں نے ایسی تنگی کے وقت پیغمبر کا ساتھ دیا، اس کے بعد کہ ان میں سے ایک گروہ کے دلوں میں کچھ تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے ان کے حال پر توجہ فرمائی، بلاشبہہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق اور مہربان ہے، اور تین شخصوں کے حال پر بھی، جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، جبکہ زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہونے لگی، اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے، اور انھوں نے

---

(۱۳) سورۃ البقرۃ: ۱۹۸، ۱۹۹۔

(۱۴) سورۃ التوبۃ: ۱۱۷، ۱۱۸۔

Www.IslamicBooks.Website

سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے، پھر ان کے حال پر توجہ فرمائی، تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں بیشک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بڑا رحم والا ہے"۔

نزول قرآن کے سب سے آخر میں اور بعض لوگوں نے اسے آخری سورہ کہا ہے، اس میں ارشاد ہے: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ(١)وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللهِ أَفْوَاجًا(٢)فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا(٣)﴾(١٥)۔

"جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی، اور تم لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق آتا دیکھ لو، تو اپنے پروردگار کی تسبیح کرنے لگو حمد کے ساتھ، اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو، بیشک وہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

چنانچہ پیغمبر کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اپنے عمل کو تسبیح واستغفار پر ختم کیا کریں، صحیحین میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ رکوع و سجود میں قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے: "سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلي"(١٦) پڑھا کرتے تھے

"اے اللہ ہمارے پروردگار میں تیری تسبیح و تقدیس بیان کرتا ہوں، اور تیری حمد بیان کرتا ہوں اے اللہ مجھے بخش دے"۔

صحیحین میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے: **"اللهم اغفرلي خطيئتي وجهلي وإسرافي في أمري، وما أنت أعلم به مني، اللهم اغفرلي هزلي وجدي، وخطئي وعمدي، وكل ذلك عندي، اللهم اغفرلي ما قدمت وما أخرت، وما أسررت وما أعلنت، لا إله إلا أنت"(١٧)**۔

---

(١٥) سورة النصر۔

(١٦) رواه البخاری، ١/ ٢٨١، کتاب صفة الصلاة، باب الدعاء فی الرکوع، وباب التسبیح والدعاء فی السجود، رقم: (٧٨٤)، ومسلم، ١/ ٣٥٠، کتاب الصلاة، باب مایقول فی الرکوع والسجود، رقم: (٤٨٤)۔

(١٧) رواه البخاری، ٥/ ٢٣٥٠، کتاب الدعوات، باب قول النبی ﷺ: اللهم اغفرلی ماقدمت وماأخرت==

Www.IslamicBooks.Website

"اے اللہ میری خطا معاف فرما، میری جہالت اور میرے اسراف سے درگزر فرما، جس کا تجھے زیادہ علم ہے، اے اللہ میری ہنسی مذاق کی باتیں، اور میرے سوچ سمجھے ہوئے کاموں، میرے بھول چوک سے ہونے والے گناہوں، اور قصداً کئے گئے گناہوں کو بخش دے، اے اللہ میرے ان تمام گناہوں کو معاف فرما، جو کہ میں نے پہلے کئے ہیں، اور پیچھے کئے ہیں، اور جو چھپ کر کئے ہیں اور جو کھلم کھلا کئے ہیں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

صحیحین ہی میں وارد ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے وہ دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں، ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھا کرو:

"اللهم إني ظلمت نفسي ظلماً كثيراً ولا يغفر الذنوب إلا أنت فاغفرلي مغفرةً من عندك وارحمني إنك أنت الغفور الرحيم"(۱۸)۔

"اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا، تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں، تو اپنی خاص مغفرت سے میرے گناہوں کو بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما، بیشک تو بہت بخشنے والا مہربان ہے"۔

سنن ابی داود میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ، مجھے وہ دعا سکھائیے جو میں صبح وشام پڑھا کروں، تو آپ نے فرمایا: یہ پڑھا کرو:

"اللهم فاطر السماوات والأرض عالم الغيب والشهادة رب كل شي ء ومليكه أشهد ألا إله إلا أنت أعوذبك من شر نفسي ومن شر الشيطان وشركه وأن أقترف على نفسي سوءاً أو أجره إلى مسلم"(۱۹)۔

"اے آسمانوں اور زمیں کے خالق، غیب وظاہر کے جاننے والے، ہر چیز کے پروردگار

==رقم: (۶۰۳۵)، ومسلم، ۴/ ۲۰۸۷، کتاب الذکر والدعاء، باب التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل من حدیث ابی موسی الأشعری رضی اللہ عنہ، رقم: (۲۷۱۹)۔

(۱۸) رواہ البخاری، ۱/ ۲۸۹، کتاب صفۃ الصلاۃ، باب الدعاء قبل السلام، رقم: (۷۹۹)، وفی الدعوات، باب الدعاء فی الصلاۃ، وفی التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وكان الله سميعاً بصيراً﴾ ومسلم، ۴/ ۲۰۷۸، کتاب الذکر، باب استحباب خفض الصوت بالذکر، رقم: (۲۷۰۵)۔

(۱۹) رواہ ابوداود، ۵/ ۳۱۰، کتاب الأدب، باب مایقول إذا اصبح، رقم: (۵۰۶۷)، والترمذی، ۵/ ۱۳۴،==

Www.IslamicBooks.Website

اور مالک، میں گواہی دیتا ہوں کی تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور اسکے شرک سے تیرے پاس پناہ لیتا ہوں، اور اس بات سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے خلاف برائی حاصل کرلوں، یا کسی دوسرے مسلمان کی طرف برائی کھینچ لے جاؤں"۔

آپ ﷺ نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہی دعا صبح وشام اور سوتے وقت پڑھا کرو۔

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی شخص کے لئے یہ خیال کرنا جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنے سے مستغنی ہے، بلکہ ہر شخص ہمیشہ توبہ و استغفار کا محتاج ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا(٧٢) لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا(٧٣)﴾ (الأحزاب: ٧٢، ٧٣)۔

"اور اس بار امانت کو انسان نے اٹھالیا، اور وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے، (یہ اس لئے کہ) اللہ تعالیٰ منافق مردوں، عورتوں کو سزا دے، اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

پس انسان ظالم اور جاہل ہے، اور اہل ایمان مردوں اور عورتوں کا مقصود توبہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر، اپنے نیک بندوں کی توبہ اور ان کی مغفرت کا ذکر فرمایا ہے۔

صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ نے فرمایا: **"لن يدخل الجنة أحد بعمله ، قالوا: ولا أنت يا رسول الله ؟ قال : ولا أنا إلا أن يتغمدني الله برحمة منه وفضل"(٢٠)۔**

== کتاب الدعوات، باب مایقول فی الصباح والمساء، وقال الترمذی، ھذا حدیث حسن صحیح، رقم: (٣٤٥٢)۔

(٢٠) رواہ البخاری، ٥/ ٧/ ٢١٤، کتاب المرضیٰ، باب تمني المريض الموت، رقم: (٥٣٤٩)، ومسلم، ٤/ ٢١٦٩، کتاب صفات المنافقين، باب لن يدخل احد الجنة بعمله، من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، رقم: (٢٨١٦)۔

Www.IslamicBooks.Website

"کوئی شخص اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ بھی ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں بھی، اِلا یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دامن میں جگہ دیدے"۔

یہ حدیث قرآن کریم کی اس آیت کے خلاف نہیں ہے: ﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ(٢٤)﴾ (۲۱)۔

"گزشتہ ایام میں تم نے جو اعمال کئے ان کے بدلے مزے سے کھاؤ اور پیو"۔

اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے "باء" مقابلہ و معادلہ کی نفی کی ہے اور قرآن نے باء "سببیہ" کا اثبات کیا ہے۔

کچھ لوگوں کا یہ قول کہ "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو گناہ سے اسے نقصان نہیں پہنچتا"، تو اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے دل میں توبہ و استغفار کا خیال پیدا کرتا ہے، چنانچہ وہ گناہوں پر اصرار نہیں کرتا۔

اور یہ گمان کہ گناہوں پر مصر رہنے والا نقصان سے بچ جائے گا سراسر گمراہی ہے، ایسا شخص کتاب و سنت اور اجماع سلف وائمہ کا مخالف ہے، حقیقت تو یہ ہے کہ جو ذرہ برابر نیکی کرے گا اس کا نتیجہ پائے گا، اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی، اس کے انجام سے وہ دوچار ہو گا۔

قابل تعریف بندے وہی ہیں، جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ارشاد میں وارد ہے: ﴿وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ(١٣٣)الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ(١٣٤)وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ(١٣٥)﴾ (۲۲)۔

---

(۲۱) سورۃ الحاقۃ: ۲۴۔

(۲۲) سورۃ آل عمران: ۱۳۳-۱۳۵۔

Www.IslamicBooks.Website

"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے، جو متقیوں کیلئے تیار کی گئی ہے، جو لوگ آسانی میں سختی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے، جب ان سے کوئی ناشائستہ کام ہو جائے یا گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے ہیں، فی الواقع اللہ تعالیٰ کے سوا اور کون گناہوں کو بخش سکتا ہے؟ اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑ نہیں جاتے"۔

مسئلہ تقدیر

تقدیر پر بھروسہ کر کے نیکی ترک کر دینا اور گناہ کرنا مشرکین کا طریقہ ہے:

یہ خیال کہ تقدیر گناہ گار بندوں کے لئے حجت ہے، ایسا خیال رکھنے والوں کا شمار ان مشرکین میں ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ﴾(۲۳)۔

"یہ مشرکین یوں کہیں گے کہ اگر اللہ کو منظور ہوتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام کہہ سکتے"۔

اس نظریہ کی تردید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ (۱۴۸) قُلْ فَلِلَّهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ(۱۴۹)﴾(۲۴)۔

---

(۲۳) سورۃ الأنعام: ۱۴۸۔

(۲۴) سورۃ الأنعام: ۱۴۸، ۱۴۹۔

Www.IslamicBooks.Website

"اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں، انھوں نے بھی تکذیب کی تھی یہاں تک کہ انھوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا، آپ کہئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی دلیل ہے، تو اس کو ہمارے روبرو ظاہر کرو، تم لوگ محض خیالی باتوں پر اور تم بالکل اٹکل سے باتیں بناتے ہو، آپ کہئے کہ بس پوری حجت اللہ ہی کی رہی، پھر اگر وہ چاہتا تو تم سب کو راہ راست پر لے آتا"۔

تقدیر کسی کے لئے حجت ہوتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبروں کی تکذیب کرنے والوں کو عذاب نہ دیتا، نوح، عاد، ثمود، لوط اور فرعون کی قومیں اور جن کی بستیاں الٹ دی گئیں، وہ اللہ کے عذاب سے ہلاک نہ کی جاتیں، نیز حد سے تجاوز کرنے والوں پر حدود جاری کرنے کا حکم نہ دیا جاتا۔

تقدیر کو حجت وہی بناتا ہے جو خواہش نفس کا ہو، گنہ گاروں کے حق میں جو شخص تقدیر کو حجت سمجھتا ہے وہ ان کو گناہوں اور سزاؤں سے بری رکھتا ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ کسی کی مذمت کرے اور نہ ہی کردہ ظلم و تعدی پر اسے سزا دے، بلکہ موجب لذت اور موجب الم سب اس کے نزدیک برابر ہے، لہٰذا جو شخص اس کے ساتھ خیر کا معاملہ کرے اور جو شخص بدی کا معاملہ کرے دونوں میں وہ کسی طرح فرق وامتیاز نہ کرے، یہ فطری، عقلی اور شرعی ہر اعتبار سے ناممکن ہے۔

گنہ گار اور نیک لوگ برابر نہیں ہو سکتے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ (٢٨)﴾(٢٥)۔

"کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے برابر کر دیں گے جو (ہمیشہ) زمین میں فساد مچاتے رہے، یا پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے؟"۔

نیز: ﴿أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ (٣٥)﴾(٢٦)۔

---

(٢٥) سورۃ ص: ٢٨۔

(٢٦) سورۃ القلم: ٣٥۔

Www.IslamicBooks.Website

"کیا ہم مسلمانوں کو مثل گنہ گاروں کے کردیں گے ؟"۔

نیز فرمایا: ﴿أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ(۲۱)﴾(۲۷)۔

"کیا ان لوگوں کو جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں"۔

نیز: ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ(۱۱۵)﴾(۲۸)۔

"کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے، اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے"۔

"کیا ان لوگوں کو جو برے کام کرتے ہیں یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کردیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں"۔

نیز: ﴿أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ(۱۱۵)﴾(۲۸)۔

"کیا تم یہ گمان کیے ہوئے ہو کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بیکار پیدا کیا ہے، اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے"۔

اور فرمایا: ﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى(۳۶)﴾(۲۹)۔

"کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا"۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**احتج آدم وموسیٰ ، قال موسی: یا آدم أنت أبو البشر ، خلقك الله بيده**

---

(۲۷) سورۃ الجاثیۃ: ۲۱۔

(۲۸) سورۃ المومنون: ۱۱۵۔

(۲۹) سورۃ القیامۃ: ۳۶۔

Www.IslamicBooks.Website

ونفخ فيك من روحه ، وأسجد لك ملائكته ، أخرجتنا ونفسك من الجنة ؟ فقال له آدم : أنت موسى الذي اصطفاك الله بكلامه ، وكتب لك التوراة بيده ، فبكم وجدت مكتوباً علي قبل أن أخلق: ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ(١٢١) ؟﴾ (طه :١٢١)، قال: بأربعين سنة، قال: فلم تلومني على أمرٍ قد قدره الله علي قبل أن أخلق بأربعين سنة؟ قال: فحج آدم موسى"(٣٠)۔

"آدم و موسیٰ علیہما السلام ، موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا : اے آدم !آپ ابو البشر ہیں ، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اور آپ میں روح پھونکی، اپنے فرشتوں سے آپ کیلئے سجدہ کرایا، مگر اس کے باوجود آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے نکلوادیا؟!!، آدم علیہ السلام نے جواب دیا، آپ وہ موسیٰ ہیں جنھیں اللہ نے صفت کلیمی سے نوازا، اور اپنے ہاتھ سے آپ کیلئے تورات لکھی، ذرا یہ بتایئے کہ میری تخلیق سے کتنی مدت پہلے آپ نے یہ آیت لکھی ہوئی دیکھی ہے؟: ﴿وَعَصَىٰ آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَىٰ(١٢١) ؟﴾، "آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس وہ بہک گئے" ؟، موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ : چالیس سال پہلے، تو پھر آدم علیہ السلام نے فرمایا : تو پھر آپ مجھے ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری تقدیر میں لکھ دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا :آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر دلیل میں غالب آگئے"۔

اس حدیث کے باب میں دو گروہوں نے ضلالت اور گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے، تو چنانچہ ایک گروہ وہ ہے جس نے اس حدیث کا انکار کردیا ہے، کیونکہ اس کے خیال میں تقدیر کے پیش نظر اللہ کی معصیت اختیار کرنے والا مذمت اور سزا سے بری ہوگا۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو پہلے گروہ سے بھی زیاد ہے، اس نے تقدیر کو حجت بنا لیا ہے،

(٣٠) رواہ البخاری، ٦ / ٢٤٣٩، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ طہ، وفی القدر، باب تحاج آدم و موسیٰ، وفی الأنبیاء، باب وفات موسیٰ علیہ السلام، وفی التوحید، باب قولہ :﴿وکلم اللہ موسیٰ تکلیماً﴾ رقم :(٦٢٤٠)، و مسلم ٤ / ٢٠٤٢، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسیٰ، رقم :(٢٦٥٢)۔

Www.IslamicBooks.Website

اُن کا کہنا ہے کہ تقدیر اہل حقیقت کیلئے جو اسے دیکھ چکے ہیں یا ان لوگوں کیلئے جو خود کو فعل سے بالا تر سمجھتے ہیں، حجت ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پر حضرت آدم علیہ السلام اس لئے غالب آئے کہ وہ ان کے باپ تھے، یا اس لئے کہ وہ توبہ کر چکے تھے، یا اس لئے کہ گناہ ایک شریعت میں تھا اور ملامت دوسری شریعت میں ، یا اس لئے کہ سزا دنیا میں ہے آخرت میں نہیں ہے، یہ

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے باپ کو صرف اس وجہ سے ملامت کیا کہ شجرۂ ممنوعہ (منع کیا گیا درخت) کھا لینے سے ان کو مصیبت آئی، اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے آدم علیہ السلام سے کہا آپ نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے کیوں نکالا، یہ ملامت اس لئے نہیں تھی کہ آدم علیہ السلام نے گناہ کیا اور توبہ کر لیا، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام جانتے تھے کہ گناہ سے توبہ کر لینے والا لائق ملامت نہیں ہوتا، انھوں نے بھی توبہ کی تھی، اگر آدم علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہوتا کہ تقدیر کی وجہ سے وہ ملامت سے بری ہو گئے ہیں، تو یہ نہ کہتے: ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (۲۳)﴾ (۳۱)۔

"اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا، اور اگر تو معاف نہ کرے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم زیاں کاروں میں سے ہو جائیں گے"۔

مومن کو حکم ہے کہ مصائب کے وقت صبر کرے، اور راضی بہ رضا رہے، گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ واستغفار کرے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ (۳۲)۔

---

(۳۱) سورۃ الأعراف: ۲۳۔

(۳۲) سورۃ التغابن: ۱۱۔

Www.IslamicBooks.Website

"کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی، جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے"۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ: "یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے مصیبت پہنچے تو سمجھ لے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے، لہٰذا راضی اور سرنگوں رہے۔

مومنوں پر جب بیماری غریبی اور ذلت و مسکنت جیسی مصیبت آتی ہے، تو وہ اللہ کے فیصلہ پر صبر کرتے ہیں، اور اگر یہ مصیبت کسی اور گناہ کے باعث ہو مثلاً کسی کے باپ نے گناہوں میں اپنا مال خرچ کر ڈالا ہو، اور اس کی اولاد اس کی وجہ سے محتاج ہو گئی ہو، تو اولاد کو اس مصیبت پر صبر کرنا لازم ہے، اور اولاد اپنی بدقسمتی پر باپ کو ملامت کرے تو اس کے سامنے تقدیر کی تذکیر کی جائے گی۔

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صبر واجب ہے اس سے بھی بلند تر بات ہے راضی بہ رضا رہنا، بعض راضی بہ رضا رہنا واجب اور بعض مستحب قرار دیتے ہیں، دوسرا مسلک صحیح ہے۔

اس سے بھی بلند تر مقام یہ ہے کہ انسان مصیبت پر شاکر رہے کیونکہ مصیبت کی وجہ سے اس پر اللہ کا انعام بایں طور ہے کہ وہ مصیبت اس کے گناہوں کا کفارہ اور بلندیٔ درجات کا باعث بنے گی، اللہ تعالیٰ کی جانب وہ رجوع ہو گا، اس سے عاجزی کرے گا، مخلوقات سے ہٹ کر صرف اللہ پر توکل اور اسے اپنی امیدوں کا مرکز بنانے میں نہایت پرخلوص ہو گا۔

گمراہ اور سرکش لوگوں کا وطیرہ یہ ہے کہ ارتکاب گناہ اتباع اہواء کے مجرم ہوتے ہیں، تو تقدیر کو حجت بناتے ہیں، نیکیوں کے باعث ان پر انعام الٰہی کی بارش ہوتی ہے تو وہ اپنی جانب منسوب کرتے ہیں، جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ "تو طاعت کے وقت قدری (۳۳) اور معصیت کے وقت جبری (۳۴) بن جاتا ہے، جو مذہب بھی تمہارے جی کے موافق ہو، اس پر

---

(۳۳) قدری: جو یہ کہے کہ جو کام ہوتا ہے تقدیر کی وجہ سے ہوتا ہے۔

(۳۴) جبری: جو یہ کہے کہ میں برائی کرنے پر مجبور ہوں۔

Www.IslamicBooks.Website

چل پڑتے ہو۔

راست رو لوگ جب کوئی نیکی کرتے ہیں تو اس کی وجہ سے خود پر اللہ کے فضل وکرم کا مشاہدہ کرتے ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ اسی نے ان کو مسلمان بنایا، ان کو نماز کا پابند بنایا، ان کے دل میں تقویٰ کی بات ڈالی، جو تدبیر اور جو توانائی بھی ہے اسی کی بدولت ہے، تقدیر کا تماشہ دیکھ کر (۳۵) غرور و تکبر، اور احسان جتانے کی بات ان سے جاتی رہتی ہے، اللہ کے یہ بندے جب کوئی بدکاری کرتے ہیں، تو اس سے توبہ واستغفار کرنا ان کا شیوہ ہوتا ہے، صحیح بخاری میں شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**اللهم أنت ربي لاإله إلاأنت ، خلقتني وأنا عبدك وأنا على عهدك ووعدك ما استطعت ، أعوذبك من شر ما صنعت أبوء لك بنعمتك علي وأبوء بذنبي فاغفرلي فإنه لا يغفر الذنوب إلا أنت**".

"اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، اپنی طاقت بھر اپنے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں نے جو برے کام کئے ان کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، تو نے جو مجھے نعمتیں عطا کی ہیں ان کا اقرار کرتا ہوں، اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، میرے گناہ بخش دے، تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں"۔

جو شخص حالت ایمان میں یہ دعا کے کسی حصہ میں پڑھ لے اور شام ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو شخص یہ دعا رات کے کسی حصہ میں بحالت ایمان پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(۳۶)۔

نیز صحیح حدیث میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ

---

(۳۵) یعنی جب وہ کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں، تو اسے اللہ کی لکھی ہوئی تقدیر سمجھ کر کرتے ہیں، اس واسطے ان کے دل میں فخر وغرور یا احسان جتانے جیسی مذموم حرکت کا خیال نہیں پیدا ہوتا۔

(۳۶) رواہ البخاری، ۵ / ۲۳۲۳، کتاب الدعوات، باب فضل الاستغفار، رقم: (۵۹۴۷)، ورواہ احمد والترمذی والنسائی۔

Www.IslamicBooks.Website

تعالیٰ فرماتا ہے: "يا عبادي إني حرمت الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرما فلا تظالموا يا عبادي كلكم ضال إلا من هديته فاستهدوني أهدكم يا عبادي كلكم جائع إلا من أطعمته فاستطعموني أطعمكم يا عبادي كلكم عار إلا من كسوته فاستكسوني أكسكم يا عبادي إنكم تخطئون بالليل والنهار وأنا أغفر الذنوب جميعا فاستغفروني أغفر لكم يا عبادي إنكم لن تبلغوا ضري فتضروني ولن تبلغوا نفعي فتنفعوني يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم كانوا على أتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئا يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم كانوا على أفجر قلب رجل واحد ما نقص ذلك من ملكي شيئا يا عبادي لو أن أولكم وآخركم وإنسكم وجنكم قاموا في صعيد واحد فسألوني فأعطيت كل إنسان مسألته ما نقص ذلك مما عندي إلا كما ينقص المخيط إذا أدخل البحر يا عبادي إنما هي أعمالكم أحصيها لكم ثم أوفيكم إياها فمن وجد خيرا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن إلا نفسه" (۳۷)۔

"اے بندو! میں نے اپنے آپ پر ظلم حرام کر لیا ہے، اور تمہارے درمیان بھی ظلم حرام کردیا ہے، اس لئے تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم دن رات خطائیں کرتے ہو، اور میں سارے گناہ معاف کر دیتا ہوں، اور پروا نہیں کرتا، اس واسطے تم مجھ سے مغفرت طلب کرو، میں تمہیں معاف کردوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو، مگروہ بھوکا نہیں جسے میں کھانا کھلادوں، اس لئے مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھانا کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب ننگے ہو، مگروہ ننگا نہیں جسے میں کپڑا پہنادوں، اس لئے مجھ سے ہی کپڑا مانگو کہ میں تمہیں کپڑا پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو، مگروہ گمراہ نہیں جسے میں ہدایت دے

(۳۷) رواہ مسلم، ۴/ ۱۹۹۴، کتاب البر والصلة، باب تحریم الظلم، رقم: (۲۵۷۷)۔

Www.IslamicBooks.Website

دوں، تم مجھ سے ہدایت طلب کرنے کے لئے دعا کرو، میں تمہیں ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم مجھے نفع یا نقصان پہنچانے کے لائق ہرگز نہیں ہو سکتے، اے میرے بندو! اگر تمہارے اول وآخر تمہارے انس وجن، یعنی تمام مخلوقات مکمل طور سے متقی وپرہیزگار ہو جائیں، تو اس سے میری بادشاہی میں کوئی زیادتی نہیں ہو سکتی، اے میرے بندو! اگر تم سب کے سب انتہائی درجہ کے بدکار اور سیہ کار بن جاؤ تو میری بادشاہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہو سکتی۔

اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور تمہارے آخری، تمہارے انسان اور جنات، سب کے سب کسی ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے مانگنا شروع کر دیں، اور میں ہر ایک کی منہ مانگی مراد پوری کر دوں، تو میرے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آسکتی، جس طرح ایک سوئی کو سمندر میں ایک دفعہ ڈبو کر نکال لینے سے سمندر کی آبی حیثیت میں کوئی کمی نہیں واقع ہوتی، اے بندو! یہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ یہ تمہارے اعمال ہیں، جن کو میں نے جمع کر رکھا ہے، اور پورے طور پر تمہیں اس کا بدلہ دوں گا، پس جو شخص نامۂ اعمال میں نیکی دیکھے، وہ اللہ کی حمد وثنا بیان کرے، اور جو شخص اس کے علاوہ کچھ دیکھے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے"۔

پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ بندہ اگر بھلائی دیکھے تو اللہ کی حمد وثناء کرے، اور اگر برائی دیکھے تو صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

بہت سے لوگ حقیقت کی زبان بولتے ہیں مگر تکوینی قدری حقیقت کیا ہے، جس کا تعلق تخلیق اور مشیت سے ہے، اور دینی اور شرعی حقیقت کیا ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت سے ہے، وہ شخص کیا ہے جو دینی حقیقت کو ٹھیک اس حکم کے مطابق انجام دیتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی زبان سے دیا ہے، اور وہ شخص کیا ہے جو اپنے وجدان وذوق کے مطابق کتاب وسنت کا لحاظ کئے بغیر چلتا ہے ان دو باتوں کے درمیان فرق نہیں کرتا۔

یہی حال لفظ "شریعت" کا ہے، بہت سے لوگ اسے بولتے ہیں مگر نازل شدہ شریعت کیا ہے اور وہ شریعت کیا ہے جو حکم حاکم والی ہے ان دونوں کے درمیان فرق نہیں کرتے، اول

Www.IslamicBooks.Website

الذکر شریعت کتاب وسنت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ بھیجا ہے، اس کے دائرہ سے کسی مخلوق کا باہر ہونا، جائز نہیں ہے، اس سے باہر وہی نکلتا ہے جو کافر ہوتا ہے، آخر الذکر وہ ہے جو گاہ صحیح ہوتی گاہ غلط ہوتی ہے وہ بھی اس وقت جب کہ حاکم عالم وعادل ہو، ورنہ نہیں۔

قضاۃ (جج) کی تین قسمیں:

سنن ابی داود میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ: **"القضاة ثلاثة أقسامٍ، قاضيان في النار، وقاضٍ في الجنة، رجل علم الحق وقضى به فهو في الجنة ورجل قضى للناس على جهل فهو في النار ورجل علم الحق فقضى بغيره فهو في النار"**(۳۸)۔

"قاضی تین قسم کے ہیں، دو جہنمی ہیں اور ایک جنتی، ایک وہ شخص ہے جسے حق معلوم ہو اور اس نے حق پر فیصلہ دیا، وہ جنتی ہے، ایک وہ ہے، جس نے جہالت کی بنیاد پر فیصلہ دیا وہ جہنمی ہے، ایک وہ ہے جس کو حق معلوم ہو مگر فیصلہ حق کے خلاف دیا، وہ جہنمی ہے"۔

اصحاب علم وعدل قاضیوں میں سب سے افضل اولاد آدم کے سردار محمد ﷺ ہیں، صحیحین میں آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا: **"إنكم تختصمون إلي ولعل بعضكم يكون ألحن بحجته من بعض، وإنما أقضي بنحو ما أسمع، فمن قضيت له من حق أخيه شيئا فلا يأخذه فإنما أقطع له قطعة من نار"**(۳۹)۔

"تم لوگ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو، ممکن ہے تم میں سے بعض دوسرے کی بہ نسبت حجت پیش کرنے میں زیادہ ہوشیار ہوں، اور میں تو فیصلہ اسی کے مطابق دیتا ہوں جسے

---

(۳۸) رواہ ابو داود، ۴/ ۵، کتاب الأقضية، باب في القاضي يخطئ، رقم: (۳۵۷۳)، والترمذی، کتاب الأحکام، باب ماجاء عن رسول الله ﷺ في القاضی، وابن ماجة، ۲/ ۷۷۶، کتاب الأحکام، باب الحکم تجتهد فيصيب الحق، من حديث بريدة بن الحصيب رضی اللہ عنہ، رقم: (۲۳۱۵) وهو حديث صحيح، مجمع الزوائد، ۴/ ۱۹۵۔

(۳۹) أخرجه البخاري، ۲/ ۷۶، کتاب المظالم، باب إثم من خاصم في الباطل وهو يعلم، رقم: (۲۳۲۶)، ومسلم، ۳/ ۱۳۳۷، کتاب الأقضية، باب الحکم بالظاهر واللحن بالحجة، رقم: (۱۷۱۳)۔

Www.IslamicBooks.Website

میں سنتا ہوں، اس لئے جس شخص کے حق میں یہ فیصلہ دیدیا جائے کہ اسے اپنے بھائی کے حق میں سے کچھ ناجائز طور پر مل گیا ہو، تو وہ نہ لے، کیونکہ وہ آگ کا ٹکڑا ہے"۔

سید الخلق محمد عربی ﷺ نے خبر دی کہ اگر کسی کے حق میں اس کا بیان سن کر فیصلہ دیدیا ہو اور حقیقت میں اس شخص کا حق نہ ہو تو اس کے لئے وہ چیز لینا جائز نہیں، کیونکہ اس کے لئے تو جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیا گیا ہے۔

یہ تو مطلق ملکیت کے بارے میں علماء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب حاکم شہادت و اقرار جیسی شرعی دلیل دیکھ کر فیصلہ دیدے مگر حقیقت اس کے برعکس ہو، تو جس کے حق میں فیصلہ دیا گیا ہو، اسے وہ چیز لینا حرام ہے، اور اگر معاملات اور فسخ معاملات کے ضمن میں یہی کیفیت ہو تو اکثر علماء کے نزدیک جیسا فیصلہ ہو گیا ہے عمل اسی کے مطابق جائز ہے، یہ مذہب امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کا ہے، ابو حنیفہؒ دونوں نوعیتوں کے درمیان فرق کرتے ہیں۔

لفظ "شرع" اور "شریعت" سے مراد کتاب و سنت لی جائے تو اولیاء وغیرہ میں سے کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس سے باہر نکلے، اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اللہ کی جانب جانے کا راستہ باطنی اور ظاہری اعتبار سے محمد ﷺ کی پیروی کے برعکس ہے تو وہ کافر ہے۔

خضر علیہ السلام کے ساتھ قصہ موسیٰ کی حجت پیش کرنا غلط ہے

خضر کے ساتھ موسیٰ کا جو واقعہ پیش آیا ہے اس سے اگر کوئی شخص استدلال کرتا ہے تو دو اعتبار سے وہ غلط ہے:

ا- ایک یہ کہ موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے نبی نہ تھے، نہ ہی خضر علیہ السلام پر ان کا اتباع واجب تھا، موسیٰ علیہ السلام کی بعثت بنی اسرائیل کے لئے تھی۔ جہاں تک محمد ﷺ کا تعلق ہے آپ کی رسالت تمام جن وانس کیلئے ہے، اگر خضر علیہ السلام سے افضل ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام جیسے انبیاء نے بھی آپ ﷺ کا زمانہ پایا ہوتا تو آپ ﷺ کی

Www.IslamicBooks.Website

اتباع ان پر واجب ہوتی، پھر خضر علیہ السلام نبی ہوں یاولی یہ کس زمرہ میں ہوں گے، اسی لئے خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: **"أنا على علم من علم الله علمنيه الله لا تعلمه وأنت على علم من علم الله علمكه الله لا أعلمه"(۴۰)۔**

"اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں سے کچھ مجھے دیا ہے جو آپ کو معلوم نہیں، اور اسی نے اپنے علم میں سے کچھ آپ کو دیا ہے جو مجھے معلوم نہیں"۔

جن وانس میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس تک محمد ﷺ کی رسالت پہنچ چکی ہو اور پھر وہ ایسی بات کہے۔

۲- دوسرے یہ کہ جو کام خضر علیہ السلام نے کیا تھا وہ شریعت کے خلاف نہیں تھا، موسیٰ علیہ السلام کو ان اسباب کا علم نہیں تھا، جن کی بنا پر وہ کام جائز تھا، جب خضر علیہ السلام نے وہ اسباب بیان کر دیئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ان کی موافقت کی، کیونکہ کشتی کو ظالم اور غاصب کے قبضہ سے بچانے کے لئے توڑ دینا اور پھر کشتی والوں کی مصلحت کی خاطر اس کے اندر پیوند لگا دینا جائز ہے، حملہ آور کو خواہ وہ ننھا ہی کیوں نہ ہو جسے قتل کئے بغیر والدین اس کی تکفیر سے نہ بچ سکیں اسے قتل کر دینا جائز ہے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نجدہ حروری نے پوچھا کہ بچوں کو قتل کرنا آپ کے خیال میں کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا، اگر آپ کو ان کے متعلق وہ بات معلوم ہو جائے جو خضر علیہ السلام کو اس غلام (بچہ) کے متعلق معلوم تھی تو انہیں قتل کر دیں، ورنہ نہیں۔

حدیث کا متن یہ ہے: **"قال ابن عباس رضى الله عنهما لنجدة الحروري لما سأله عن قتل الغلمان، قال له: إن علمت منهم ما علمه الخضر من ذلك الغلام فاقتلهم وإلا لا تقتلهم"(۴۱)۔**

---

(۴۰) رواہ البخاری، ۱/ ۵۶، کتاب العلم، باب مایستحب للعالم إذا سئل، رقم: (۱۲۲)، و مسلم، ۴/ ۱۸۴۷، کتاب الفضائل، باب من فضائل الخضر علیہ السلام، رقم: (۲۳۸۰)۔

(۴۱) رواہ مسلم، ۳/ ۱۴۴۴، کتاب الجهاد، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم، والنهى عن قتل صبيان أهل الحرب، رقم: (۱۸۱۲)، وأيضاً رواہ ابو داود، والترمذی، والنسائی واحمد۔

Www.IslamicBooks.Website

رہابلامعاوضہ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور بھوک پر صبر کرنا تو یہ اعمال صالحہ میں داخل ہے، اس میں کوئی بات شریعت الٰہی کے خلاف نہ تھی، باقی، شریعت سے مراد حکم حاکم ہو تو یہ کبھی ظالمانہ ہوتا ہے کبھی عادلانہ، کبھی صواب ہوتا ہے کبھی خطا۔

ائمہ کی تقلید نہ واجب ہے نہ حرام:

کبھی شریعت سے مراد ائمہ فقہ کا قول ہوتا ہے، جیسے امام ابو حنیفہ، امام ثوری، امام مالک بن انس، امام اوزاعی، امام لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام اسحاق، اور امام داؤد رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم، تو ان ائمہ کے اقوال کے لئے کتاب وسنت کے اقوال سے دلیل حاصل کی جائے گی، ان میں سے کسی کی تقلید بشرط جواز ے تو جائز ہے، ان میں سے کسی ایک کی اتباع امت پر اس طرح واجب نہیں ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کی اتباع واجب ہے، اور نہ ہی ان ائمہ میں سے کسی کی تقلید اس طرح حرام ہے جس طرح بے بنیاد کلام کرنے والے کا اتباع حرام ہے(۴۲)۔

باقی کوئی شخص شریعت کی جانب خود ساختہ باتیں، منسوب کرے جو شریعت کے اندر نہیں ہیں، یا نصوص کی تاویل اللہ تعالیٰ کی مراد کے خلاف کرے، تو یہ ایک طرح کی تبدیل ہے، پس شریعت منزلہ، شریعت مؤولہ، اور شریعت مبدلہ کے درمیان فرق کرنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح حقیقت تکوینی اور حقیقت دینی کے مابین اور کتاب وسنت سے استدلال کرنے والے اور اس باب میں اپنے ذوق ووجدان کو کافی سمجھنے والے کے درمیان فرق کرنا ضروری ہے۔

---

(۴۲) اس سلسلہ میں تقلید ورد تقلید اور حقیقت تقلید پر مشتمل کتابوں کا مطالعہ مفید ہوگا۔ (مترجم)

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۱۳) : قانون تشریعی اور تکوینی کے درمیان فرق

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر ارادہ امر، قضا، اذن، تحریم، بعث، ارسال، جعل، اور کلام کا فرق واضح کر دیا ہے۔

چنانچہ تکوینی امور جو اس کی تخلیق ہے، تقدیر ہے اور قضا ہے، مگر اس کا تعلق اللہ کے حکم سے ہے نہ ہی محبت و رضا سے ہے، اور نہ ہی ان امور کو انجام دینے والا ثواب اور ولایت الٰہی کا مستحق ہے، دینی امور کا تعلق اللہ کے حکم، شریعت اور محبت و رضا سے ہے اور انہیں انجام دینے والا محبوب اور مثاب ہے، مکرم و معظم ہے، ولی متقی ہے، فیروز مند اور غالب و کامراں ہے، ان دونوں باتوں کی وضاحت اللہ نے کر دی ہے

یہ سب سے بڑا فرق ہے جو اللہ کے ولیوں اور دشمنوں کے درمیان قائم ہے، مالک سبحانہ و تعالیٰ جسے اپنی محبت اور رضا کے اندر رکھے اور اسی پر اس کی موت ہو، وہ اللہ کا ولی ہے، اور جس کی زندگی ان کاموں کے اندر بسر ہو جس سے مالک کو نفرت اور کراہیت ہو اور اسی پر اس کی موت ہو وہ اللہ کا دشمن ہے۔

تکوینی ارادہ اللہ تعالیٰ کی اس مشیت کا نام ہے جو اس کی مخلوق کے لئے ہوتی ہے، تمام مخلوقات اس کی مشیت کے اندر داخل ہے۔

دینی ارادہ (تشریعی امر) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت و رضا کو شامل ہے اس کے مامورات کا حامل ہے یہ اس کی شریعت اور اس کا دین ہے، اور ایمان و عمل صالح کے ساتھ مختص ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ﴾(۱)۔

"جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا

---

(۱) سورۃ الأنعام: ۱۲۵۔

Www.IslamicBooks.Website

ہے، اور جسے بے راہ رکھنا چاہے اس کے سینے کو بالکل تنگ کر دیتا ہے، گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے"۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: ﴿وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ﴾(۲)۔

"اور میں تمھاری بھلائی بھی کرنا چاہتا ہوں تو میری نصیحت تم کو کچھ فائدہ نہ دے گی، اگر اللہ تعالیٰ تم کو گمراہ کرنا چاہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ(۱۱)﴾(۳)۔

"اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تباہ کرنا چاہے تو کوئی اسکو ٹال نہیں سکتا، اور اللہ کے سوا کوئی ان کا والی نہیں"۔

اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے (ارادۂ دینیہ) کے بارے میں فرمایا: ﴿وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾(۴)۔

"اور جو بیمار ہو یا مسافر ہو، اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں"۔

اور آیت طہارت کے اندر فرمایا: ﴿مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ(٦)﴾(۵)۔

"اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو"۔

---

(۲) سورۃ ھود: ۳۴۔

(۳) سورۃ الرعد: ۱۱۔

(۴) سورۃ البقرۃ: ۱۸۵۔

(۵) سورۃ المائدۃ: ۶۔

Www.IslamicBooks.Website

"نکاح کے حلال وحرام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ(٢٦)وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا(٢٧)يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا(٢٨)﴾(٦)۔

"اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے خوب کھول کر بیان کرے، اور تمہیں تم سے پہلے کے (نیک) لوگوں کی راہ پر چلائے، اور تمہاری توبہ قبول کرے، اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے، اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے اور جو لوگ خواہشات کے پیرو ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم اس سے بہت دور ہٹ جاؤ، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے تخفیف کر دے، کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے"۔

نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے مامورات اور منہیات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا(٣٣)﴾(٧)۔

"اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دور کر دے، اور تمہیں اچھی طرح پاک کر دے"۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسی باتوں کا حکم دیا ہے جن سے تمہاری گندگی دور ہو جائے گی، اور تم صاف ستھری ہو جاؤ گی، یعنی گندگی کو دور کرنے والے کاموں کا حکم دے دیا گیا ہے، جو اس حکم کی اطاعت کرے گا وہ پاک ہو جائے گا، اس کی گندگی دور ہو جائے گی، اور جو اس حکم کی نافرمانی کرے گا، اس سے گندگی دور نہ ہو گی۔

---

(٦) سورۃ النساء: ٢٦-٢٨۔

(٧) سورۃ الأحزاب: ٣٣۔

Www.IslamicBooks.Website

امر تکوینی کی آیات حسب ذیل ہیں:

﴿إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ(٤٠)﴾(٨)۔

"جب ہم کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف ہمارا یہ کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ(٥٠)﴾(٩)۔

"ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے، جیسے آنکھ کا جھپکنا"۔

اور فرمایا: ﴿أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ﴾(١٠)۔

"اس پر ہماری طرف سے کوئی حکم (عذاب) آپڑا سو ہم نے اس کو ایسا صاف کر دیا کہ گویا وہ موجود ہی نہ تھی"۔

امر دینی کی آیات حسب ذیل ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ(٩٠)﴾(١١)۔

"اللہ تعالیٰ عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں، اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحت کر رہا ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو"۔

نیز: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ

---

(٨) سورۃ النحل: ۴۰۔

(٩) سورۃ القمر: ۵۰۔

(١٠) سورۃ یونس: ۲۴۔

(١١) سورۃ النحل: ۹۰۔

Www.IslamicBooks.Website

النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا (۵۸)﴾ (۱۲)۔

"اللہ تعالیٰ تمہیں تاکیدی حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤ، اور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو، یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کررہا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سنتا ہے دیکھتا ہے"۔

اذن، کی بات سحر کا ذکر کرتے ہوئے امر تکوینی کے سلسلہ میں آئی ہے،

فرمایا: ﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ (۱۳)۔

"اور وہ بغیر اللہ کی اجازت (مشیت) کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے"۔

اذن یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت اور قدرت، ورنہ سحر کو تو اللہ تعالیٰ نے ہرگز مباح نہیں کیا ہے۔

اذن دینی کے ضمن میں فرمایا: ﴿أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ﴾ (۱۴)۔

"کیا ان لوگوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں، جو ان کو دین کا وہ راستہ بتلاتے ہیں، جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں دیا"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (۴۵) وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ﴾ (۱۵)۔

"ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری دینے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا اور

---

(۱۲) سورۃ النساء: ۵۸۔

(۱۳) سورۃ البقرۃ: ۱۰۲۔

(۱۴) سورۃ الشوریٰ: ۲۱۔

(۱۵) سورۃ الأحزاب: ۴۵، ۴۶۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾(۱۶)۔

"ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے، وہ محض اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم (اذن) کے ساتھ اس کی اطاعت کی جائے"۔

اور فرمایا: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ اللَّهِ﴾(۱۷)۔

"تم نے کھجوروں کے جو درخت کاٹ ڈالے، یا جنھیں تم نے ان کی جڑوں پر باقی رہنے دیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا"۔

قضاء کا مسئلہ امر تکوینی کے سلسلہ میں آیا ہے:

﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ﴾(۱۸)۔

"اس کے بعد دو دن میں اس نے سات آسمان بنائے"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ(۱۱۷)﴾(۱۹)۔

"اور جس کام کو کرنا چاہے، تو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، بس وہ وہیں ہو جاتا ہے"۔

قضاء دینی کے متعلق فرمایا: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾(۲۰)۔

"اور تمہارے پروردگار نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو"۔

یہاں "قضی" سے مراد "أمر" یعنی حکم دیا ہے نہ کہ مقدر کیا ہے، کیوں کہ اللہ کے سوا

---

(۱۶) سورۃ النساء: ۶۴۔ (۱۷) سورۃ الحشر: ۵۔

(۱۸) سورۃ فصلت: ۱۲۔

(۱۹) سورۃ البقرۃ: ۱۱۷۔

(۲۰) سورۃ الإسراء: ۲۳۔

Www.IslamicBooks.Website

معبود دوسرے بھی ہیں، جیسا کہ مختلف مقامات پر آیا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ﴾(۲۱)۔

"اور یہ لوگ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو ضرر پہنچا سکیں، اور نہ ان کو نفع پہنچا سکیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔

ابراہیم خلیل علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا: ﴿قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ (۷۵) أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ (۷۶) فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ (۷۷)﴾(۲۲)۔

"آپ نے فرمایا کچھ خبر بھی ہے، جنھیں تم پوج رہے ہو، تم اور تمھارے اگلے باپ دادا، وہ سب میرے دشمن ہیں، بجز سچے اللہ تعالیٰ کے جو تمام جہان کا پالنہار ہے"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ﴾(۲۳)۔

"مسلمانو! تمہارے لئے حضرت ابراہیمؑ میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ان سب سے بالکل بے زار ہیں، ہم تمہارے (عقائد) کے منکر ہیں، جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ، ہم میں تم میں ہمیشہ کے لئے بغض وعداوت ظاہر ہو گئی، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لئے استغفار ضرور کروں گا، اور تمہارے لئے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں"۔

---

(۲۱) سورۃ یونس: ۱۸۔

(۲۲) سورۃ الشعراء: ۷۵-۷۷۔

(۲۳) سورۃ الممتحنۃ: ۴۔

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا: ﴿قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ(١)لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ(٢)وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ(٣)وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ(٤)وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ(٥)لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ(٦)﴾(۲۴)۔

"آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں اس چیز کی جس کی تم عبادت کرتے ہو، نہ تم عبادت کرنے والے ہو اس کی جس کی میں عبادت کرتا ہوں، اور نہ میں عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو، اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کررہا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین ہے"۔

یہ ارشاد ان کے دین سے براءت ظاہر کررہا ہے نہ کہ رضامندی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا: ﴿وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ(٤١)﴾(۲۵)۔

"اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میرے لئے میرا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل، تم میرے عمل سے بری ہو اور میں تمہارے عمل سے بری ہوں"۔

جس ملحد کا گمان یہ ہو کہ اس سے کفار کے مذہب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے وہ سخت جھوٹا اور حد درجہ کا کافر ہے، جیسے وہ شخص جو "وقضی ربك" میں "قضی" "قدّر" کے معنی میں لیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کا فیصلہ کردے وہ ضرور واقع ہوتی ہے، اس نے تو اصنام پرستوں کو اللہ کا عابد ثابت کردیا ہے، ایسا شخص اللہ کی تمام کتابوں کا سب سے بڑا کافر ہے۔

تکوینی اور دینی بعثت

لفظ "بعث" بھی دو معنوں میں مستعمل ہے: ۱۔ بعثت تکوینی، ۲۔ بعثت دینی

(۲۴) سورۃ الکافرون۔

(۲۵) سورۃ یونس: ۴۱۔

Www.IslamicBooks.Website

بعثت تکوینی کے متعلق ارشاد ہے: ﴿فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وَكَانَ وَعْدًا مَفْعُولًا(٥)﴾(٢٦)۔

"ان دونوں وعدوں میں سے پہلے کے آتے ہی ہم نے تم پر اپنے ایسے بندے بھیج دیئے جو بڑے ہی طاقتور تھے، پس وہ تمہارے گھروں کے اندر داخل ہو گئے، اللہ کا یہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا"۔

بعثت دینی کے متعلق فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾(٢٧)۔

"وہ اللہ ہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، اور ان کو پاک کرتا ہے، اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾(٢٨)۔

"ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو) صرف اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو"۔

ارسال: اسی طرح لفظ "ارسال" کی دو صورتیں ہیں:

۱- ارسال تکوینی، ۲- ارسال دینی

ارسال تکوینی کے متعلق فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا(٨٣)﴾(٢٩)۔

---

(٢٦) سورۃ الإسراء: ٥۔

(٢٧) سورۃ الجمعۃ: ٢۔

(٢٨) سورۃ النحل: ٣٦۔

(٢٩) سورۃ مریم: ٨٣۔

Www.IslamicBooks.Website

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہم کافروں کے پاس شیطانوں کو بھیجتے ہیں، جو انہیں خوب اکساتے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ﴾(۳۰)۔

"اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جو باران رحمت سے پہلے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے"۔

ارسال دینی کے متعلق فرمایا: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا (٤٥)﴾(۳۱)۔

"ہم نے آپ کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا، اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ﴾(۳۲)۔

"ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا"۔

لفظ "جعل" بھی دو طرح مستعمل ہے: **۱۔ جعل تکوینی، ۲۔ جعل دینی۔**

جعل تکوینی کی مثال اس آیت کریمہ میں ہے:

﴿وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ﴾(۳۳)۔

"اور ہم نے انہیں ایسے راہبر بنایا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں"۔

جعل دینی کے متعلق فرمایا: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾

(۳۰) سورۃ الفرقان: ۴۸۔
(۳۱) سورۃ الأحزاب: ۴۵۔
(۳۲) سورۃ نوح: ۱۔
(۳۳) سورۃ القصص: ۴۱۔

Www.IslamicBooks.Website

(۳۴)۔

"تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے ایک دستور اور راہ مقرر کر دی ہے"۔

لفظ "تحریم" بھی دو معنوں میں مستعمل ہے: ۱- تحریم تکوینی، ۲- تحریم دینی۔

تحریم تکوینی: ﴿وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ﴾(۳۵)۔

"ہم نے موسیٰ علیہ السلام پر پہلے ہی سے دائیوں کے دودھ حرام کر دیئے تھے"۔

تحریم دینی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾(۳۶)۔

"تم پر مرا ہوا جانور، اور خنزیر کا گوشت، اور غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام کر دیا گیا ہے"۔

کلمات تکوینیہ کے متعلق فرمایا: ﴿وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ﴾(۳۷)۔

"اپنے پروردگار کے کلام اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی رہیں"۔

شیطان کے شر سے بچنے کی دعاء: صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے آپ فرمایا کرتے تھے: **"أعوذ بكلمات الله التامات، كلها من شر ما خلق ومن غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشياطين وأن يحضرون"**(۳۸)۔

"میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات تامہ کے ساتھ مخلوقات کے شر سے اور اس کے

---

(۳۴) سورۃ المائدۃ: ۴۸۔
(۳۵) سورۃ القصص: ۱۲۔
(۳۶) سورۃ المائدۃ: ۳۔(۳۷) سورۃ التحریم: ۱۲۔
(۳۸) رواہ احمد، وابوداود، والترمذی، عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ، وقال الترمذی: حسن غریب، انظر: الترمذی، ۵/ ۲۰۰، ابواب الدعوات، باب: (۹۶)، رقم: (۳۵۹۰)، وابو داود، فی الطب، باب کیف الرقی، رقم: (۳۸۹۳)۔

Www.IslamicBooks.Website

غضب سے اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیاطین کے وسوسوں سے کہ وہ میرے پاس آئیں، پناہ مانگتا ہوں"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی منزل (مقام) پر اترے اور یہ دعا پڑھ لے تو جب تک وہ اس منزل میں رہے گا اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی: **"أعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق"** (۳۹)۔

مخلوق الٰہی کے شر سے اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں،

نیز آپ یہ دعا پڑھا کرتے تھے: **"أعوذ بكلمات الله التامات التي لا يجاوزهن بر ولا فاجر ومن شر ما ذرأ في الأرض ومن شر ما يخرج منها ومن شر فتن الليل والنهار، ومن شر كل طارق إلا طارقاً يطرق بخير يا رحمٰن"** (۴۰)۔

"میں اللہ کے ان کلمات تامہ کے ساتھ جن سے نہ نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ بد، زمین میں پیدا ہونے والی چیزوں کے شر سے اور زمین سے نکلنے والی چیزوں کے شر سے، رات اور دن کے فتنوں کے شر سے اور ہر اس چیز کے شر سے جو رات کو آئے پناہ مانگتا ہوں، اِلا یہ کہ کوئی رات کو آنے والا بھلائی کے ساتھ آئے، یا رحمٰن"۔

اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ جن کی حد سے کوئی نیک وبد تجاوز نہیں کرتا وہ ہیں جن کے ذریعہ کائنات وجود میں آئی ہے، اللہ کی تکوین، اسکی مشیت اور اس کی قدرت سے نیک وبد کوئی خارج نہیں ہے۔

کلمات دینیہ: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں اور ان کتابوں کے اندر موجود اوامر ونواہی ہیں، نیک لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں، اور بدکردار نافرمانی کرتے ہیں۔

---

(۳۹) رواہ مسلم، ۴/ ۲۰۸۰، کتاب الذکر، باب فی التعوذ من سوء القضاء، رقم: (۲۷۰۸)، من حدیث خولۃ بنت حکیم رضی اللہ عنہا۔

(۴۰) رواہ مالک فی الموطا، ۲/ ۹۵۰، کتاب الشعر، باب مایؤمر بہ من التعوذ، رقم: (۱۰)، واحمد فی المسند، ۳/ ۴۱۹، من حدیث عبد الرحمٰن بن خنبش، وھو حدیث صحیح۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ کے متقی ولی وہی ہیں جو اس کے کلمات دینیہ، جعل دینی، اذن دینی، اور ارادۂ دینیہ کے مطیع و فرمانبردار ہیں۔

وہ تکوینی کلمات جن سے اچھے یا برے کسی کو تجاوز کی طاقت نہیں اس کے اندر تمام مخلوقات شامل ہیں، حتی کہ ابلیس، اس کے لشکر، تمام کفار، اور اہل جہنم سبھی اس میں شامل ہیں، تخلیق، مشیئت، قدرت اور تقدیر میں گو سب کے سب متفق ہیں مگر امر و نھی، محبت و رضا، اور غضب میں مختلف ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے متقی ولی وہی ہیں، جو ماموارت کی تعمیل کرتے ہیں، اور منہیات کو ترک کر دیتے ہیں، اور تقدیر پر صبر کرتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ان سے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

اللہ کے دشمن شیطان کے ولی گو اس کی قدرت اور مشیئت کے تحت ہیں، مگر اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں، قابل نفرت ہیں، مغضوب ہیں، ملعون ہیں، اللہ کی ان سے دشمنی ہے۔

ان اجمالی تذکروں کی تفصیل دوسرے مقام پر کی جائے گی، یہاں ہم نے رحمٰن والوں اور شیطان والوں کے درمیان بنیادی فرق کی وضاحت کر دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی حق و باطل کا میزان ہے

ان دونوں گروہوں کا بنیادی فرق یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو دیکھا جائے کہ وہ کہاں تک نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتا ہے، کیونکہ آپ ہی کی ذات گرامی وہ ہے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء و اعداء یعنی اپنے خوشبخت اولیاء اور بدبخت اعداء، اپنے جنتی اولیاء اور جہنمی اعداء، اپنے اصحاب رشد و ہدیٰ اولیاء، اور گمراہ اور مفسد اعداء، اپنی رحمانی فوج والوں اور شیطانی گروہ والوں کے درمیان فرق و امتیاز پیدا کیا ہے۔

اپنے ان اولیاء کے بارے میں جن کے دلوں میں اس نے ایمان بسایا، اور جن کو اپنی روح کے ذریعہ تائید فرمائی اس کا ارشاد ہے: ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

Www.IslamicBooks.Website

يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ﴾(۴۱)۔

"اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے"۔

اور فرمایا: ﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ(۱۲)﴾(۴۲)۔

"اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم گردنوں پر مارو، اور ان کے پور پور کو مارو"۔

اور اپنے دشمنوں کے بارے میں فرمایا: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ﴾(۴۳)۔

"اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں، تاکہ یہ تم سے جدال کریں"۔

اور فرمایا: ﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾(۴۴)۔

"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کیے تھے، کچھ آدمی اور کچھ جن، جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے تھے، تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں"۔

اور فرمایا: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ(۲۲۱)تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ

(۴۱) سورۃ المجادلۃ: ۲۲۔

(۴۲) سورۃ الأنفال: ۱۲۔ (۴۳) سورۃ الأنعام: ۱۲۱۔

(۴۴) سورۃ الأنعام: ۱۱۲۔

Www.IslamicBooks.Website

أَثِيمٍ(٢٢٢)يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ(٢٢٣)وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ(٢٢٤)أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ(٢٢٥)وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ(٢٢٦)إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ(٢٢٧)﴾(۴۵)۔

"کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں، وہ ہر ایک جھوٹے گنہ گار پر اترتے ہیں، اچٹتی ہوئی سنی سنائی پہنچا دیتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹ بولتے ہیں، شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں، اور وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں، سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا، اور اپنی مظلومی کے بعد انتقام لیا، جنھوں نے ظلم کیا ہے وہ بھی ابھی جان لیں گے کہ کس کروٹ الٹتے ہیں"۔

اور فرمایا: ﴿فَلَا أُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ(٣٨)وَمَا لَا تُبْصِرُونَ(٣٩)إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ(٤٠)وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ(٤١)وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ(٤٢)تَنزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ(٤٣)وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ(٤٤)لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ(٤٥)ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ(٤٦)فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ(٤٧) وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ(٤٨)وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ(٤٩)وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ(٥٠)وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ(٥١)فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ(٥٢)﴾(۴۶)۔

"پس مجھے قسم ہے ان چیزوں کی جنھیں تم دیکھتے ہو، اور ان چیزوں کی جنھیں تم نہیں دیکھتے، کہ بیشک یہ (قرآن) بزرگ رسول کا قول ہے، یہ کسی شاعر کا قول نہیں، افسوس تم لوگ بہت ہی کم یقین کرتے ہو، اور نہ کسی کاہن کا قول ہے، افسوس بہت کم نصیحت لے رہے ہو، یہ تو

(۴۵) سورۃ الشعراء: ۲۲۱-۲۲۷۔

(۴۶) سورۃ الحاقۃ: ۳۸-۵۲۔

Www.IslamicBooks.Website

رب العالمین کا اتارا ہوا ہے، اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنالیتا تو البتہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے، پھر تم میں سے کوئی بھی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا، یقیناً یہ قرآن پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے، ہمیں پوری طرح معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس کے جھٹلانے والے ہیں، بیشک (یہ جھٹلانا) کافروں پر حسرت ہے، اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ یقیناً برحق ہے، تو اے پیغمبر! تم اپنے رب عظیم کی پاکی بیان کرو"۔

اور فرمایا: ﴿فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ(٢٩)أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ(٣٠)قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ(٣١)أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ(٣٢)أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَل لَا يُؤْمِنُونَ(٣٣) فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِثْلِهِ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ(٣٤)﴾(۴۷)۔

"تو آپ سمجھاتے رہیں کیونکہ آپ اپنے رب کے فضل سے نہ تو کاہن ہیں نہ دیوانہ، کیا کافریوں کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے، ہم اس پر زمانے کے حوادث (یعنی موت) کا انتظار کر رہے ہیں، کہہ دیجئے! تم منتظر رہو، میں تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں، کیا ان کی عقلیں انہیں یہی سکھاتی ہیں، یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں، کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نبی نے (قرآن) خود گھڑ لیا ہے، واقعی یہ ہے کہ وہ ایمان ہی نہیں لانا چاہتے، اچھا اگر یہ سچے ہیں، تو اس جیسی ایک (ہی) بات یہ (بھی) تو لے آئیں"۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو کاہن، شعراء اور مجنون شیطانوں سے پاک ٹھہرایا ہے اور واضح کردیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ اور معزز فرشتہ ان کے پاس قرآن لے آیا ہے، ارشاد ہے: ﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ﴾(۴۸)۔

"اللہ تعالیٰ فرشتوں اور انسانوں میں سے اپنے ایلچی منتخب کرتا ہے"۔

اور فرمایا: ﴿وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ(١٩٢)نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ(١٩٣)عَلَى

---

(۴۷) سورۃ الطور: ۲۹-۳۴۔

(۴۸) سورۃ الحج: ۷۵۔

Www.IslamicBooks.Website

قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ(١٩٤)بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ(١٩٥)﴾(٤٩)۔

"اور کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے، اسے امانتدار فرشتہ لے کر آیا ہے، آپ کے دل پر اترا ہے، کہ آپ آگاہ کرنے والوں میں سے ہو جائیں، فصیح عربی زبان میں ہے"۔

اور فرمایا:﴿قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾(٥٠)۔

"کہہ دیجئے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہے ہوا کرے، اس نے تو اللہ کے حکم سے آپ کے دل پر پیغام باری اتارا ہے"۔

اور فرمایا:﴿فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ(٩٨)إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ(٩٩)إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ(١٠٠)وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ(١٠١)قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ(١٠٢)﴾(٥١)۔

"قرآن پڑھتے وقت راندے ہوئے شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کرو، ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلق نہیں چلتا، ہاں اس کا غلبہ تو ان پر یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں، اور اسے اللہ کا شریک ٹھہرائیں، اور جب ہم کسی آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نازل فرماتا ہے، اسے وہ خوب جانتا ہے، تو یہ کہتے ہیں کہ تو تو بہتان باز ہے، بات یہ ہے کہ ان میں سے اکثر جانتے ہی نہیں، کہہ دیجئے کہ اسے آپ کے رب کی طرف سے جبریل حق کے ساتھ لے کر آئے ہیں، تاکہ ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ

---

(٤٩) سورۃ الشعراء: ١٩٢-١٩٨۔

(٥٠) سورۃ البقرۃ: ٩٧۔

(٥١) سورۃ النحل: ٩٨-١٠٢۔

Www.IslamicBooks.Website

استقامت عطا فرمائے، اور مسلمانوں کی رہنمائی اور بشارت ہو جائے"۔

چنانچہ اللہ نے جبریل علیہ السلام کا نام روح القدس اور روح الأمین رکھا ہے، اور فرمایا:

﴿فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ(١٥)الْجَوَارِي الْكُنَّسِ(١٦)﴾(٥٢)۔

"میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے، چلنے پھرنے والے، چھپنے والے ستاروں کی"۔

ان سے مراد وہ کواکب ہیں جو طلوع سے قبل آسمان میں روپوش رہتے ہیں، اور جب ظاہر ہوتے ہیں تو لوگوں کو رواں دواں دکھائی دیتے ہیں، اور جب غروب ہوتے ہیں تو اپنی کناس (قیام گاہ) کی طرف چلے جاتے ہیں، جو ان کو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل رکھتی ہیں،

﴿وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ(١٧)﴾(٥٣)۔

"رات کی قسم جب اس کی سیاہی بھاگتی چلی جاتی ہے"، "**عسعس**" سے مراد "أدبر" ہے، یعنی جب رات پیٹھ پھیر کر چلی جاتی ہے۔

﴿وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ(١٨)﴾(٥٤)، "اور صبح کی قسم جب اس کی پو پھوٹتی ہے"، "تنفس" سے مراد صبح کی آمد ہے، ﴿إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ(١٩)﴾(٥٥)، "یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے"، رسول سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں، ﴿ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ(٢٠)﴾(٥٦)، "بڑی قوت والا، عرش والے کے یہاں بڑے مرتبے والا، وہاں کے فرشتے اس کا حکم مانتے ہیں اور وہ امانتدار ہے"، "ثَمّ" سے مراد آسمان ہے، ﴿وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ(٢٢)﴾(٥٧)، "اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے"، یعنی وہ ساتھی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ احسان کیا کہ اس کو تمہاری ہی جنس سے رسول بنا کر بھیجا وہ اس

---

(٥٢) سورۃ التکویر: ١٥، ١٦۔

(٥٣) سورۃ التکویر: ١٧۔ (٥٤) سورۃ التکویر: ١٨۔

(٥٥) سورۃ التکویر: ١٩۔

(٥٦) سورۃ التکویر: ٢٠، ٢١۔

(٥٧) سورۃ التکویر: ٢٢۔

Www.IslamicBooks.Website

وقت تمہارا ساتھ دیتا ہے، جب تم فرشتوں کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنظَرُونَ(٨)وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِم مَّا يَلْبِسُونَ(٩)﴾(۵۸)۔

''اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا، اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا، پھر ان کو ذرا مہلت ہی نہ دی جاتی، اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے، تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے، اور ہمارے اس فعل سے ان پر پھر وہی اشکال ہوتا جواب اشکال کر رہے ہیں''۔

اور فرمایا: ﴿وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ الْمُبِينِ(٢٣)﴾(۵۹)۔

''اس نے اس (فرشتے) کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے''۔

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ(٢٤)﴾(۶۰)۔

''اور وہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل بھی نہیں ہے''۔

''ظنین'' سے مراد متہم ہے، دوسری قراءت میں ''ضنین'' ہے جو بخیل کے معنی میں ہے، جو علم کو چھپائے اور کچھ لئے بغیر ظاہر نہ کرے، جیسا کہ علم چھپانے والے معاوضہ کے بغیر اپنا علم ظاہر نہیں کرتے۔

﴿وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ(٢٥)﴾(۶۱)۔

''اور نہ وہ شیطان مردود کی بنائی ہوئی باتیں ہیں''۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو اس بات سے پاک وصاف قرار دیا کہ وہ

(۵۸) سورۃ الأنعام: ۸،۹۔

(۵۹) سورۃ التکویر: ۲۳۔

(۶۰) سورۃ التکویر: ۲۴۔

(۶۱) سورۃ التکویر: ۲۵۔

Www.IslamicBooks.Website

شیطان ہیں بالکل ایسے ہی جیسے محمد ﷺ کو شعر و کہانت سے دور اور مبرا اقرار دیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے متقی ولی وہی ہیں جو نبی کریم ﷺ کی اتباع کرتے ہیں، جس کا آپ نے حکم دیا ہے اسے بجالاتے ہیں، اور جس بات سے روکا ہے اس سے رک جاتے ہیں، اور جن باتوں کے اندر آپ نے اپنی اتباع کرنے کی وضاحت فرمائی ہے ان میں آپ ﷺ کی پیشوائی انہیں قبول ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں اور جبریل علیہم السلام کے ذریعہ ایسے لوگوں کی تائید اور ان کے دلوں کو اپنے انوار سے منور کرتا ہے، انہیں وہ کرامات حاصل ہوتی ہیں، جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی ولیوں کو عزت بخشی ہے۔

معجزہ اور کرامت کا مقصد اور چند معجزات

اللہ کے بہترین اولیاء سے کرامتوں کا ظہور کسی دینی حجت کے طور پر یا مسلمانوں کی کسی ضرورت کے تحت ہوتا ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے معجزات کا حال تھا۔

اولیاء اللہ کی کرامات نبی کریم ﷺ کی اتباع کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں، جو اصل میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات ہی میں داخل ہیں، مثلاً، چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا (۶۲)، آپ کے ہاتھ میں کنکریوں کا تسبیحیں کہنا (۶۳)، درختوں کا آپ کی طرف چلے آنا (۶۴)، سوکھی لکڑی کا آپ کی جانب اشتیاق (۶۵)، معراج کی رات آپ کا بیت المقدس کا حلیہ بتانا (۶۶)، ما

---

(۶۲) ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ(۱)﴾ (القمر :۱)، صحیح البخاری، ۳/ ۱۳۳۰، کتاب المناقب، باب سوال المشرکین ان یریھم النبی ﷺ آیۃ، رقم :(۳۴۳۷)، و مسلم کتاب المنافقین، باب انشقاق القمر، ۴/ ۲۱۵۸، رقم :(۲۸۰۰)۔

(۶۳) مجمع الزوائد للھیثمی، ۸/ ۲۹۹، ودلائل النبوۃ لابی نعیم، ص :(۲۱۴)۔

(۶۴) رواہ مسلم، ۴/ ۲۳۰۶، کتاب الزھد والرقائق، باب حدیث جابر الطویل، رقم :(۳۰۰۲)۔

(۶۵) رواہ البخاری، ۳/ ۱۳۱۳، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، رقم :(۳۳۹۰)، و مسلم، ۱/ ۳۸۶، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب جواز الخطوۃ او الخطوتین فی الصلاۃ، رقم :(۵۴۴)۔

(۶۶) رواہ البخاری، ۳/ ۱۴۰۹۔ ۱۴۱۰، و کتاب فضائل الصحابۃ باب حدیث الإسراء، رقم :(۳۶۷۳)، و مسلم، ۱/ ۱۵۶، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح بن مریم والدجال، رقم :(۱۷۰)۔

Www.IslamicBooks.Website

کان ومایکون کی خبریں دینا(٦٧)، کتاب عزیز لانا(٦٨)، متعدد مرتبہ کھانے پینے کی چیزوں کا زیادہ کر دینا، جیسا غزوۂ خندق کے موقعہ پر پیش آیا تھا(٦٩)، خندق کے موقعہ پر آپ ﷺ نے تھوڑے کھانے سے پورے لشکر کو پیٹ بھر کھلایا، اور کھانا کچھ کم نہ ہوا، غزوۂ خیبر میں پانی کے ایک مشکیزہ سے پورے لشکر کی پیاس بجھ گئی، اور مشکیزہ کا پانی کم نہ ہوا(٧٠)، تبوک میں اسلامی لشکر کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی، تھوڑا سا کھانا تھا، جس سے تمام لشکر کے برتنوں کو آپ نے بھر دیا، اور کھانے میں کمی نہیں آئی(٧١)۔

کئی مرتبہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے اس قدر پانی نکلا کہ ساتھ میں رہنے والے تمام لوگ پی کر سیر ہو گئے، حدیبیہ کے موقعہ پر چودہ یا پندرہ سو آدمی اسی طرح سیراب ہوئے(٧٢)۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی ایک آنکھ ان کے رخسار پر بہہ نکلی تھی، نبی کریم ﷺ نے اسے اس طرح لوٹا دیا کہ دوسری آنکھ کے مقابلہ میں حسین تر ہو گئی(٧٣)۔

---

(٦٧) رواہ البخاری، ٣/١١٦٦، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ: ﴿وهو الذی یبدأ الخلق ثم یعیده، وهو أهون علیه﴾، رقم: (٣٠٢٠)، و مسلم، ٤/٢٢١٦، ٢٢١٧، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اِخبار النبی ﷺ فیما یکون اِلی قیام الساعۃ، رقم: (٢٨٩١، ٢٨٩٢)۔

(٦٨) اس کی دلیل کے لئے دیکھئے: سورۃ الإسراء: ٨٨، سورۃ ھود: ١٣، سورۃ یونس: ٣٨، وغیرہ۔

(٦٩) البدایۃ والنھایۃ: ٤/١٠٤۔

(٧٠) صحیح البخاری، ٢/٢٦٩، کتاب التیمم، باب الصعید الطیب وضوء المسلم، رقم: (٣٤٤)، و مسلم، ١/٤٧٢، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب قضاء الصلاۃ الفائتۃ، رقم: (٦٨٢)۔

(٧١) رواہ مسلم، ١/٥٦، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی من مات علی التوحید دخل الجنۃ، قطعاً، رقم: (٢٧)، وانظر: البدایۃ والنھایۃ: ٥/٣۔

(٧٢) رواہ البخاری، ٤/١٥٢٦، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ رقم: (٣٩٢١)، و مسلم، ٤/١٧٨٣، کتاب الفضائل، باب فی معجزات النبی ﷺ، رقم: (٢٢٧٩)۔

(٧٣) دلائل النبوۃ للبیھقی، ٢/٧٣، وسیرۃ النبی لابن ھشام، ٣/٣٠، و مجمع الزوائد، للھیثمی، ٨/٢٩٧۔

Www.IslamicBooks.Website

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو کعب بن اشرف کے قتل کے لئے بھیجا گیا تھا، راستہ میں گرنے سے پاؤں ٹوٹ گیا، توآپ ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، جس سے صحت ہو گئی (۷۴)۔

ایک بکری کا شکم آپ ﷺ نے ایک سو تیس آدمیوں کو کھلایا، ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک ٹکڑا کاٹا، اور اسے دو پیالوں میں رکھا، تمام لوگوں نے کھایا اور تھوڑا بچ بھی گیا (۷۵)۔

ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حزام الأنصاری رضی اللہ عنہ کے ذمہ ایک یہودی کا قرض تھا جس کی مقدار تیس وسق تھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تم اپنے قرضہ کے عوض وہ تمام کھجوریں لے لو، جو میری ملکیت میں ہیں، یہودی نے منظور نہیں کیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کھجوروں کے باغ میں چلے، اور جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کھجوریں کاٹ کر دو، چنانچہ یہودی کو تیس وسق پورے کر دیئے گئے، سترہ وسق بچ بھی گئے (۷۶)۔

اسی طرح کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں، میں نے اپنی ایک کتاب کے اندر تقریباً ایک ہزار معجزات جمع کئے ہیں (۷۷)۔

---

(۷۴) رواہ البخاری، ۴ / ۸۲ ۱۴، کتاب المغازی، باب قتل ابی رافع، رقم: (۳۸۱۲)، ودلائل النبوۃ للبیھقی، ۲ / ۴۶۵۔

(۷۵) انظر صحیح البخاری، ۵ / ۲۰۵۸، کتاب الأطعمۃ، باب من اکل حتی شبع، رقم: (۵۰۶۷)، و مسلم کتاب الأشربۃ، باب اکرام الضیف، و فضل إیثارہ، ۳ / ۱۶۲۶، رقم: (۲۰۵۶)۔

(۷۶) انظر: صحیح البخاری، ۲ / ۸۴۴، کتاب الاستقراض، باب إذا قاص او جازفہ فی دین، رقم: (۲۲۶۶)۔ (ایک وسق برابر ڈیڑھ کوئنٹل، مترجم)۔

(۷۷) نبی کریم ﷺ کے ایک ہزار معجزات پر مشتمل مستقل و غیر مستقل کتابیں، موجود ہیں، جیسے: دلائل النبوۃ، لابی نعیم، ودلائل النبوۃ للبیھقی، وغیرہ، (اردو میں "معجزات نبوی"، مطبوعہ الدار السلفیۃ ممبئی، وغیرہ ملاحظہ کر سکتے ہیں، مترجم)۔

Www.IslamicBooks.Website

کرامات صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کی کرامات بہت زیادہ ہیں، جن میں سے چند حسب ذیل ہیں :

حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ جب سورۂ کہف پڑھا کرتے تو آسمان سے ایسی چیز اترتی جو چھتری کی مانند ہوتی، اس میں لکیر اور دھاری جیسی چیزیں ہوتیں، یہ فرشتے ہوتے تھے جو ان کی قراءت سننے کے لئے آتے تھے (۷۸)۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو فرشتے سلام کیا کرتے تھے (۷۹)۔

سلمان فارسی و ابو الدرداء رضی اللہ عنہما ایک پلیٹ میں کھانا کھاتے تھے، پلیٹ یا جو کچھ اس میں ہوتا سب اللہ کی تسبیح خواں ہوتیں (۸۰)۔

عباد بن بشر اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے یہاں سے ایک تاریک رات میں نکلے ان دونوں کے سامنے ایک روشنی کنار تازیانہ کی طرح نمودار ہوئی، اور جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو وہ روشنی بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئی (۸۱)۔

صحیحین میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ وہ تین مہمانوں کے ہمراہ اپنے گھر تشریف لے گئے، اور جو لقمہ کھاتے تھے اس کے نیچے کھانا بڑھ کر اس سے زیادہ ہو جاتا، چنانچہ سب نے پیٹ بھر کر کھایا بھی اور کھانا پہلے کی بہ نسبت زیادہ بھی ہو گیا، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان

---

(۷۸) صحیح البخاری، ۴/۱۹۱۶، کتاب فضائل القرآن، باب نزول السکینۃ والملائکۃ عند قراءۃ القرآن، رقم: (۴۷۳۰)، و صحیح مسلم، ۱/۵۴۸، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب نزول السکینۃ لقراءۃ القرآن، رقم: (۷۹۶)۔

(۷۹) صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی، ۱/۶۸۱، اسد الغابۃ لابن الأثیر، ۴/۱۳۸۔

(۸۰) حلیۃ الأولیاء: لابی نعیم، ۱/۲۲۴۔

(۸۱) انظر صحیح البخاری، ۳/۱۳۸۴، کتاب فضائل الصحابۃ، باب منقبۃ اسید بن حضیر، وعباد بن بشر، رقم: (۳۵۹۴)۔

Www.IslamicBooks.Website

کی بیوی نے جب دیکھا کہ کھانا پہلے سے زیادہ ہے، تو سے نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے، وہاں بہت سے لوگ آئے اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا (۸۲)۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مشرکین کے پاس قید تھے، ان کے پاس انگور آتا تھا جسے وہ کھاتے تھے، حالانکہ مکہ میں انگور نہیں تھا (۸۳)۔

عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے، لوگوں نے ان کی لاش کو ڈھونڈا لیکن وہ نہ ملی، اس لئے کہ قتل ہوتے ہی ان کی لاش اٹھالی گئی تھی، عامر بن طفیل نے اسے بلند ہوتے ہوئے دیکھا، عروہ کہتے ہیں کہ لوگوں کے خیال میں انہیں فرشتوں نے دفن کیا (۸۴)۔

ام ایمن جب ہجرت کیلئے سفر پر نکلیں تو ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان نہ تھا، پیاس کی شدت سے وہ روزہ سے تھیں، مگر جب افطار کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے سر پر کوئی آہٹ محسوس کی، سر اٹھایا تو دیکھتی ہیں کہ ایک سفید رسی سے ایک ڈول لٹک رہا ہے، آپ نے اس سے سیراب ہو کر پانی پیا، پھر بقیہ عمر (زندگی بھر) انہیں کبھی پیاس نہیں لگی (۸۵)۔

رسول اللہ ﷺ کے غلام سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر کو بتایا کہ میں غلام مصطفیٰ ﷺ

---

(۸۲) رواہ البخاری، و مسلم، عن عبد الرحمن بن ابی بکر، انظر صحیح البخاری، ۱/ ۲۱۶، کتاب مواقیت الصلاۃ باب السمر مع الضیف والأھل، رقم: (۵۷۳)، و صحیح مسلم، ۳/ ۱۶۲۷، کتاب الأشربۃ، باب اکرام الضیف و فضل آثارہ، رقم: (۲۰۵۷)۔

(۸۳) رواہ البخاری، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، ۳/ ۱۱۰۸، کتاب الجھاد، باب ھل یستأسر الرجل، رقم: (۲۸۸۰)۔

(۸۴) صحیح البخاری، ۴/ ۱۵۰۲، کتاب المغازی، باب غزوۃ الرجیع، رقم: (۳۸۶۷)، والطبقات الکبریٰ، لابن سعد، ۳/ ۲۳۰۔

(۸۵) حلیۃ الأولیاء لابی نعیم، ۲/ ۶۷، اسد الغابۃ لابن الأثیر، ۵/ ۵۶۷، صفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی، ۲/ ۵۴۔

Www.IslamicBooks.Website

ہوں، شیر ان کے ساتھ ہولیا اور انھیں منزل پر پہنچا کر واپس ہوا (۸۶)۔

براء بن مالک رضی اللہ عنہ جب اللہ کی قسم کھا لیتے تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری کر دیتا، جہاد میں گھمسان کا رن ہوتا، اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کا زور ہوتا تو صحابہ کرام فرمایا کرتے، اے براء اپنے رب کی قسم کھاؤ، تو اس وقت براء رضی اللہ عنہ کہتے، اے میرے پروردگار میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں کے کندھے ہمارے حوالے کردے، چنانچہ دشمن کو شکست ہو جاتی، جب قادسیہ کے دن آپ نے کہا: پروردگار! میں تیری قسم کھا کر کہتا ہوں جب تو ان لوگوں کے کندھے ہمارے حوالے کردے تو مجھے پہلا شہید بنا، اس کے بعد کفار کو شکست ہو گئی اور حضرت براء رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے (۸۷)۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب ایک مستحکم قلعہ کا محاصرہ کیا تو کفار کو اسلام کی دعوت دی، انہوں نے کہا، ہم اس وقت تک اسلام نہیں قبول کریں گے، جب تک آپ زہر نہ پی لیں، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے زہر کا پیالہ منگوایا اور بسم اللہ کہہ کر پی لیا، انہیں کوئی نقصان

---

(۸۶) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے، آپ کا نام مہران تھا، اصلاً فارسی تھے، ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا، مگر آزادی کے لئے شرط یہ لگائی کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت کریں گے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیثیں بھی روایت کی ہیں، مزید تفصیل کے لئے، اسد الغابۃ ۲/۳۲۴، اور الإصابۃ ۳/۱۳۲، دیکھئے۔

وہ ایک مرتبہ کشتی میں سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے، کشتی ٹوٹ گئی، اور اس کے اعضاء بکھر گئے، چنانچہ یہ ایک جزیرہ پر جا کر کنارے لگے، وہاں اچانک ایک شیر سامنے آگیا، تو انھوں نے کہا میں سفینہ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں، شیر نے اپنا سر ہلایا، اور ان کے ساتھ ساتھ راستہ بتاتا ہوا چلا، جب انہیں عام شاہراہ تک پہنچا دیا، تو الوداع کہتا ہوا واپس چلا گیا، مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص: (۲۱۲)، واسد الغابۃ، لابن الأثیر، ۲/۳۲۴، ومجمع الزوائد للھیثمی، ۹/۳۶۶۔

(۸۷) حلیۃ الأولیاء، ۱/۳۵۰، صفوۃ الصفوۃ، ۱/۶۲۵، اسد الغابۃ، ۱/۱۷۲، البدایۃ والنہایۃ، ۷/۹۵، وانظر سنن الترمذی، ۵/۳۵۵، کتاب المناقب، باب مناقب البراء بن مالک، رقم: (۳۹۴۵)۔

Www.IslamicBooks.Website

نہیں پہنچا(۸۸)۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات تھے، جو دعا بھی کی قبول ہوئی، انھوں نے ہی کسریٰ کے لشکر کو شکست دی اور عراق کو فتح کیا(۸۹)

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جب ایک لشکر بھیجا تو ساریہ بن زنیم کنانی کو اس کا امیر بنایا، لشکر کی روانگی کے بعد عمر رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے، اسی دوران منبر پر زور سے بولنے لگے: "یا ساریۃ الجبل، یا ساریۃ الجبل" اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اے ساریہ پہاڑ کی طرف، جب لشکر کا قاصد آیا تو اس سے لشکر کا حال پوچھا، اس نے بتایا، امیر المومنین! دشمن سے جب ہمارا مقابلہ ہوا تو اس نے ہمیں شکست دے دی، اسی دوران ہمیں ایسی آواز سنائی دی، گویا کوئی چیخ رہا ہے کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اے ساریہ پہاڑ کی طرف، اس کے بعد ہم نے پہاڑ کی طرف پیٹھ کرلی، اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دے دی(۹۰)۔

زنیرہ رضی اللہ عنہا کو اسلام قبول کرنیکی وجہ سے سخت عذاب دیا گیا، مگر اس کے باوجود اسلام پر ثابت قدم رہیں، ان کی بینائی چلی گئی، جس پر مشرکین نے کہا: "لات اور عزیٰ نے اسکی آنکھ کی روشنی چھین لی ہے"، زنیرہ رضی اللہ عنہا نے کہا، قسم ہے اللہ کی ایسا ہر گز نہیں ہے، اس کے بعد اللہ نے ان کی بینائی لوٹادی(۹۱)۔

سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے اروی بنت حکم کو بد دعا دی اور وہ اندھی ہوگئی، جس کی وجہ یہ تھی کہ اروی نے حضرت سعید پر کوئی جھوٹا الزام لگایا، تو سعید رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اے اللہ اگر وہ جھوٹی ہے تو اس کی آنکھوں کی روشنی چھین لے، اور اسے اسی کی زمین

---

(۸۸) مجمع الزوائد للھیثمی، ۹/ ۳۵۰، وقال الھیثمی، رواہ ابو یعلی والطبرانی بنحوہ، ورجالہ رجال الصحیح، وھو مرسل ورجالھما ثقات۔

(۸۹) البدایۃ والنھایۃ، ۷/ ۳۳۔

(۹۰) دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص: ۲۱۰، الاصابۃ لابن حجر، ۳/ ۴، وقال اسنادہ حسن۔

(۹۱) السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ۱/ ۳۴۰، والاصابۃ، ۷/ ۶۶۴، والاستیعاب، ۴/ ۱۸۴۹۔

Www.IslamicBooks.Website

میں ہلاک کردے، چنانچہ وہ اندھی ہوگئی اور اپنی زمین کے ایک گڑھے میں گر کر مر گئی (۹۲)۔

علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے بحرین کے گورنر تھے اور اپنی دعاء میں کہا کرتے تھے : یا علیم، یا حلیم، یا علی، یا عظیم، توان کی دعا قبول ہوجایا کرتی تھی، ایک مرتبہ ان کے کچھ ساتھیوں کے پاس وضو اور پینے کا پانی ختم ہوگیا، توآپ نے دعا کی اور قبول ہوگئی، ایک مرتبہ سمندر ان کے سامنے آگیا، اور وہ گھوڑوں کے ذریعہ اسے عبور کرنے پر قادر نہ تھے، آپ نے دعا کی تو ساری جماعت پانی کے اندر سے پار ہوگئی، اور ان کے گھوڑوں کی زینیں تر نہ ہوئیں، پھر آپ نے اللہ سے دعا کی کہ میں مر جاؤں تو یہ لوگ میری لاش نہ دیکھ پائیں، چنانچہ لحد میں انہیں رکھا گیا تو لاش غائب تھی (۹۳)

کرامات تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ

ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی جو آگ میں ڈال دیئے گئے تھے، اسی قسم کا واقعہ پیش آیا، آپ اپنے لشکر کے ساتھیوں کے ساتھ دریائے دجلہ سے گزرے، اس وقت طغیانی کی وجہ سے وہ دور سے لکڑیاں پھینک رہا تھا، ابو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: تمہارا کوئی سامان گم ہو تو بتاؤ، تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں، ایک نے کہا میرا چارہ دان گم ہوگیا، ، فرمایا: میرے پیچھے آؤ، چنانچہ وہ ان کے پیچھے چلے، اچانک دیکھا کہ چارہ دان کسی چیز سے لٹکا ہوا ہے، انھوں نے اسے حاصل کرلیا (۹۴)۔

اسود عنسی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو بلا کر کہا، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں ؟آپ نے فرمایا: مجھے سنائی نہیں دیتا، اس نے پھر کہا، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے ؟ فرمایا: ہاں، اس پر انہیں آگ میں ڈال دینے کا

---

(۹۲) رواہ مسلم، عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ، انظر صحیح مسلم، ۳/ ۱۲۳۰، کتاب المساقاۃ، باب تحریم الظلم، رقم: (۱۶۱۰)۔

(۹۳) حلیۃ الأولیاء، ۱/ ۷، دلائل النبوۃ، ص: ۲۰۸، صفوۃ الصفوۃ، ۱/ ۶۹۴۔

(۹۴) صفوۃ الصفوۃ، ۴/ ۲۰۸، البدایۃ والنھایۃ، ۶/ ۲۹۵۔

Www.IslamicBooks.Website

حکم دیا، لوگوں نے دیکھا کہ آپ آگ میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں، آگ ان کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی، (۹۵)۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد جب آپ مدینہ آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو اپنے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے درمیان بٹھا کر فرمایا، اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اپنی زندگی میں امت محمد ﷺ کے ایک ایسے شخص کو دیکھ لیا ہے جس کے ساتھ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا سلوک کیا گیا (۹۶)۔

ان کی لونڈی نے آپ کے کھانے میں زہر ملا دیا تھا لیکن آپ کو اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ (التشوف إلی رجال التصوف لابن الزیات، ص: (۴۴)۔

ایک عورت نے آپ کی بیوی کو آپ کے خلاف بھکایا، آپ نے اس کو بد دعا دی، اور وہ اندھی ہو گئی، پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر توبہ واستغفار اور معافی کی طلبگار ہوئی، جس پر آپ نے اس کے لئے دعا کی، اللہ نے اس کی آنکھیں لوٹا دیں (۹۷)۔

عامر بن عبد قیس رحمۃ اللہ علیہ دو ہزار درہم صدقہ اپنی آستین میں رکھ کر نکلتے تھے اور جو سائل بھی ملتا، اسے گنے بغیر دیتے جاتے تھے، پھر جب وہ گھر واپس آتے تو مال کی تعداد کم ہوتی تھی، اور نہ وزن کم ہوتا (۹۸)۔

آپ کا گزر ایک ایسے قافلہ سے ہوا جسے شیر نے گھیر رکھا تھا، آپ نے آکر اپنے کپڑوں سے شیر کا منہ مس کیا، پھر اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھ کر فرمایا! تو تو رحمٰن کا ایک کتا ہے، اور مجھے شرم آتی ہے کہ رحمٰن کے سوا کسی اور چیز سے ڈروں، اس کے بعد قافلہ سلامتی کے ساتھ گزر

(۹۵) حلیۃ الأولیاء، ۲/ ۱۲۸، صفوۃ الصفوۃ، ۴/ ۲۰۸۔

(۹۶) المصدر السابق۔

(۹۷) جامع العلوم والحکم لابن رجب ص: ۳۲۲۔

(۹۸) کتاب الزھد لابن المبارک، ص: ۲۹۵، والرسالۃ القشیریۃ، للقشیری، ۲/ ۶۸۸۔

Www.IslamicBooks.Website

گیا(۹۹)۔

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جاڑے کے موسم میں ان کے لئے وضو کا پانی آسان ہو جائے، چنانچہ آپ کو ایسا پانی ملنے لگا جس سے بھاپ اٹھتی تھی (۱۰۰)۔

انھوں نے رب سے دعا کی کہ میرے دل میں شیطان نہ داخل ہو، چنانچہ اس دعا کے بعد شیطان کو ان پر قدرت نہ رہی (۱۰۱)۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حجاج بن یوسف سے روپوش ہو گئے، حجاج کے لوگ چھ مرتبہ ان کے یہاں آئے، آپ نے دعا کی چنانچہ انھیں نہ دیکھ سکے (۱۰۲)۔

ایک خارجی آپ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا، آپ نے بددعا کی، چنانچہ وہ گر کر ہلاک ہو گیا (۱۰۳)۔

صلہ بن اشیم کا گھوڑا جنگ کی حالت میں مر گیا، انھوں نے دعا کرتے ہوئے فرمایا: "بار الٰہ! مجھ پر کسی مخلوق کا احسان نہ ہو" اللہ تعالیٰ نے ان کا گھوڑا زندہ کر دیا، گھر پہنچے تو کہا، بیٹے گھوڑے کی زین لے لو، یہ منگنی کا ہے، بچے نے زین اتار لی، گھوڑا اس کے بعد مر گیا (۱۰۴)۔

ایک بار اہواز میں انھیں بھوک لگی، اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے کھانا مانگا، آپ کے پیچھے ایک ریشمی پارچہ کے اندر رطب کھجوروں کی ایک ٹوکری گری، آپ نے کھجوریں کھالیں، پارچہ

---

(۹۹) حلیۃ الأولیاء، ۲/ ۹۲۔

(۱۰۰) کتاب الزہد لابن المبارک، ص: ۲۹۵۔

(۱۰۱) کتاب الزہد لابن المبارک، ص: ۲۹۵، والرسالۃ القشیریۃ، للقشیری، ۲/ ۷۰۷۔

(۱۰۲) مولف فرماتے ہیں: "لم أقف علی شیء من ھذا"۔

(۱۰۳) جامع العلوم والحکم لابن رجب ص: ۳۲۲۔

(۱۰۴) دیکھئے: الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ للمناوی، ۱/ ۱۲۵، وصفوۃ الصفوۃ لابن الجوزی، ۳/ ۲۱۷، وکتاب الزہد لابن المبارک، ص: ۲۹۵، البتہ انھوں نے خچر کے چلے جانے کا ذکر کیا ہے موت کا نہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

عرصہ تک بیوی کے پاس رہا(۱۰۵)۔

ایک مرتبہ رات میں ایک جھاڑی کے اندر، نماز پڑھ رہے تھے، ایک شیر ان کے پاس آیا، آپ نے سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: ''کسی اور جگہ سے اپنا رزق ڈھونڈو'' یہ سنتے ہی شیر دھاڑتا ہوا واپس چلا گیا(۱۰۶)۔

سعید بن مسیّب ایام حرہ میں نماز کے اوقات میں نبی کریم ﷺ کی قبر سے اذان کی آواز سنا کرتے تھے، اور یہ ایسے وقت میں ہوتا تھا کہ باقی آدمی چلے جاتے تھے اور مسجد ان کے سوا تمام آدمیوں سے خالی ہو جاتی تھی(۱۰۷)۔

قبیلہ نخع کے ایک آدمی کے پاس گدھا تھا، جو راستے میں مر گیا، اس کے دوستوں نے اس سے کہا کہ لاؤ ہم تمہارے سامان کو تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر رکھ لیں، اس نے کہا، مجھے تھوڑی سی مہلت دو، اس نے اچھی طرح وضو کیا، پھر دو رکعت نماز ادا کی، اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا، اور اس نے اپنا سامان اس پر لاد لیا(۱۰۸)۔

ابراہیم التیمی مہینہ دو مہینہ تک کھانا نہیں کھاتے تھے، جب وہ اپنے اہل وعیال کے لئے کھانا لینے کے لئے نکلتے، تو انھیں جب کچھ نہ ملتا تو سرخ ریت کی ایک گٹھری باندھ لیتے، اور اپنی بیوی کے پاس پہنچ کر اسے کھولتے، تو وہ سرخ گیہوں ہو جاتا تھا، جب انہیں کھیت میں بوتے تھے، ایسے پودے اگتے تھے، جو جڑ سے شاخ تک گھنے دانوں والے خوشوں سے لدے ہوتے تھے(۱۰۹)۔

---

(۱۰۵) حلیۃ الأولیاء لابی نعیم، ۲/ ۲۳۹، وکتاب الزهد لابن المبارک، ص: ۲۹۵۔ والکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، ۱/ ۱۲۵، (اہواز جنوب ایران میں ایک شہر کا نام ہے)۔

(۱۰۶) حلیۃ الأولیاء لابی نعیم، ۲/ ۲۴۰، وکتاب الزهد لابن المبارک، ص: ۲۹۵۔

(۱۰۷) الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۵/ ۱۳۲، والکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، ۱/ ۱۱۴۔

(۱۰۸) البدایۃ والنہایۃ، ۶/ ۱۷۵۔

(۱۰۹) ابراہیم التیمی تابعی ہیں، عابد وزاہد تھے، امام احمد نے انھیں صدوق (سچا) کہا ہے، دیکھئے: کتاب الزهد للامام احمد، ص: (۳۶۲)، وصفوۃ الصفوۃ ۳/ ۹۰۔

Www.IslamicBooks.Website

عتبہ نامی ایک شخص نے اپنے پروردگار سے یہ تین چیزیں مانگیں، اچھی آواز، کھلے آنسو، اور بغیر تکلیف کے کھانا، چنانچہ جب وہ پڑھتا تھا، تو خود بھی روتا اور دوسروں کو بھی رلاتا، اس کے آنسو عمر بھر جاری رہے، اور جب وہ اپنے مکان پر آتا تو اسے وہاں اپنا کھانا مل جاتا، اور اسے یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے (۱۱۰)۔

اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا، تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کے کپڑوں میں کفن کے کپڑے پڑے ہوئے ہیں، جو پہلے ان کے پاس نہ تھے، ایک چٹیل جگہ میں ان کی قبر کھدی ہوئی ہے، جس میں چٹان کے اندر لحد بنی ہوئی ہے، چنانچہ انہیں اسی قبر میں کفن کے انہی کپڑوں میں دفن کر دیا گیا (۱۱۱)۔

جب احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، تو ایک شخص کی ٹوپی آپ کی قبر میں گر پڑی، پھر جب وہ اپنی ٹوپی لینے کے لئے جھکا تو دیکھا کہ ان کی قبر حد نگاہ تک وسیع ہو گئی ہے (۱۱۲)۔

عبد الواحد بن زید مفلوج ہو گئے، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وضو کے وقت ان کے اعضاء کھل جایا کریں، چنانچہ وضو کے وقت اعضاء کھل جایا کرتے تھے (۱۱۳)۔

مطرف بن عبد اللہ بن شخیر جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ان کے برتن ان کے ساتھ تسبیحیں کہا کرتے، اور آپ اپنے ایک دوست کے ہمراہ اندھیرے میں چلا کرتے تو تازیانے کا کنارہ ان کے لئے روشنی کیا کرتا تھا (۱۱۴)۔

---

(۱۱۰) حلیۃ الأولیاء، ۶/ ۲۳۶۔

(۱۱۱) حلیۃ الأولیاء، ۲/ ۸۳۔

(۱۱۲) احنف بن قیس طبقۂ اولیٰ کے تابعی ہیں، بصرہ کے رہنے والے حلم میں بے مثال تھے، ۶۷ھ میں وفات ہوئی، دیکھئے: اسد الغابۃ، ۱/ ۵۵، والإصابۃ، ۱/ ۱۸۷، ت ۴۲۹۔

(۱۱۳) حلیۃ الأولیاء، ۶/ ۱۵۵، والرسالۃ القشیریۃ، ۲/ ۷۰۶۔

(۱۱۴) کتاب الزہد، للإمام احمد، ص: ۲۴۱، وحلیۃ الأولیاء، ۲/ ۲۰۵، والطبقات الکبریٰ لابن سعد، ۷/ ۱۴۴۔

Www.IslamicBooks.Website

عمرو بن عتبہ بن فرقد ایک دن سخت گرمی میں نماز ادا کر رہے تھے کہ بادلوں نے ان پر سایہ کر دیا، اپنے دوستوں کے ساتھ آپ کا یہ عہد تھا کہ جہاد کے دن آپ ان کی خدمت کیا کریں گے، اسی لئے آپ پنے دوستوں کی سواریوں کا پہرہ دیتے تھے، اور ایک درندہ ان کی حفاظت کیا کرتا تھا(۱۱۵)۔

یہ بڑا وسیع باب ہے، دوسرے مقام پر کرامات اولیاء کے تعلق سے تفصیلی بحث کی جا چکی ہے، باقی دور حاضر کے اندر جن واقعات کو ہم خود دیکھ چکے ہیں اور جن کا ہمیں علم ہوا ہے وہ بہ کثرت ہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ کرامات کا ظہور انسان کی ضرورت کے مطابق ہوا کرتا ہے، جب ضعیف الإیمان اور ضرورت مند شخص کو کرامات کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لئے کرامت کا ظہور اس کے ایمان و عقیدہ کے استحکام اور تکمیل حاجت کا ذریعہ بن جاتا ہے، مگر جو شخص ولایت میں درجۂ کمال کی حد تک ہو تو اس سے وہ بے نیاز ہوتا ہے، اسلئے اس سے کرامتیں ظاہر نہیں ہوتیں، کیونکہ اس کا اس سے بلند و بالا درجہ اور شکوہ بے نیازی حاصل ہوتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ ان سے کرامتوں کا عدم ظہور ان کی ولایت میں کسی کمی کا باعث ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کرامات تابعین میں صحابۂ کرام کی بہ نسبت زیادہ پائی جاتی ہیں، البتہ اگر کسی شخص سے خارق عادات کا ظہور لوگوں کی ہدایت اور ان کی ضرورت کے لئے ہو تو ایسے شخص کا درجہ سب سے بلند و بالا ہے۔

ایمانی حالات کے برعکس شیطانی حالات والے

مذکورہ بالا کرامات کے برعکس شیطانی حالات ہوتے ہیں، اس کی ایک مثال عبد اللہ بن صیاد کی ہے، یہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نمودار ہوا، بعض صحابہ نے اسے دجال خیال کیا، ابتداءً نبی کریم ﷺ نے اس کے باب میں توقف فرمایا، بعد میں واضح ہو گیا کہ وہ دجال نہیں ہے، بلکہ

(۱۱۵) حلیۃ الأولیاء، ۲/ ۱۵۷، و کتاب الزہد لابن المبارک، ص: ۳۰۱۔

Www.IslamicBooks.Website

کوئی کاہن ہے، نبی کریم ﷺ نے سورۂ دخان پوشیدہ رکھ کر پوچھاتاؤ میں نے کیا چھپا رکھا ہے، وہ کہنے لگا: "دخ دخ"، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "اخسأ فلن تعدو قدرک" (تو اپنی حد سے ہرگز آگے نہ بڑھ سکے گا)(۱۱۶)۔

آپ ﷺ کی مراد یہ تھی کہ تو تو بس ایک کاہن ہی ہے، بعض کاہنوں کے ساتھی شیاطین ہوتے ہیں جو انہیں بہت سی غیب کی باتیں جو چوری سے سن لیتے ہیں انہیں بتاتے ہیں، شیطانوں کا طریقہ ہے کہ وہ سچ اور جھوٹ کو خلط ملط کر دیتے ہیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **"إن الملائكة تنزل في العنان وهو السحاب فتذكر الأمر قضي في السماء فتسترق الشياطين السمع ، فتوحيه إلى الكهان فيكذبون معها مائة كذبة من عند أنفسهم"** (۱۱۷)۔

"فرشتے بادلوں کے ساتھ اترتے ہیں، اور آسمان میں کئے گئے امر کا تذکرہ کرتے ہیں چنانچہ شیاطین اسے چوری چھپے سن لیتے ہیں اور کاہنوں تک پہنچا دیتے ہیں جس میں وہ سو جھوٹ اپنی طرف سے ملاتے ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ انصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے، کہ اچانک ایک ستارہ ٹوٹا اور چمک پیدا ہوئی، نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: **"ما كنتم تقولون لمثل هذا في الجاهلية إذا رأيتموه"** زمانہ جاہلیت میں جب تم اس طرح کی بات دیکھتے تھے تو اس کے متعلق تمہارا کیا خیال تھا؟، انھوں نے کہا ہمارا یہ خیال تھا کہ یا تو کوئی بڑا آدمی مرے گا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوگا، آپ ﷺ نے فرمایا: **"فإنه لا يرمى بها لا لموت أحد ولا لحياته ، ولكن ربنا تبارك وتعالىٰ**

---

(۱۱۶) رواہ البخاری، ۳ / ۱۱۱۲، کتاب الجهاد، باب کیف یعرض الاسلام علی الصبي، رقم: (۲۸۹۰)، و مسلم، ۴ / ۲۲۴۰، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد، رقم: (۲۹۲۴)۔

(۱۱۷) رواہ البخاری، ۳ / ۱۱۷۵، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ رقم: (۳۰۳۸)، و مسلم، ۴ / ۱۴۵۰، کتاب السلام، باب تحریم الکهانة و اتیان الکاهن، رقم: (۲۲۲۸)۔

Www.IslamicBooks.Website

إذا قضىٰ أمراً سبح حملة العرش ثم سبح أهل السماء الذين يلونهم ثم الذين يلونهم......"۔

"وہ کسی کی موت یا زندگی کے لئے نہیں ٹوٹتا، بلکہ جب ہمارا بلند وبالا اور مبارک پروردگار کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملان عرش اس پر تسبیح خواں ہو جاتے ہیں، پھر بعد کے آسمان والے، پھر اس کے بعد والے یہاں تک کہ تسبیح خوانی کا سلسلہ ان آسمان والوں تک پہنچتا ہے، پھر ساتویں آسمان والے حاملین عرش سے پوچھتے ہیں ہمارے رب نے کیا فرمایا، تو وہ انہیں بتاتے ہیں، اسی طرح ہر آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں یہاں تک کہ خبر نچلے آسمان تک پہنچ جاتی ہے، جسے شیاطین اچک لیتے ہیں چنانچہ وہ مارے جاتے ہیں اور وہ چرائی ہوئی خبر اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں، صحیح رخ سے خبر دیں تو وہ تو سچی ہوتی ہے مگر اس میں وہ اضافہ کر دیتے ہیں (۱۱۸)۔

ایک دوسری روایت میں معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کیا زمانۂ جاہلیت میں بھی ان (ستاروں) کے ذریعہ مار پڑتی تھی؟ فرمایا: "ہاں" مگر بعثت نبوی ﷺ کے وقت مار اور زیادہ سخت کر دی گئی (۱۱۹)۔

اسود عنسی کا جو نبوت کا دعویدار تھا بعض شیاطین سے تعلق تھا جو اسے غیب کی کچھ باتیں بتا دیا کرتے تھے جب مسلمانوں نے اس سے جنگ کی تو وہ ڈرتے تھے کہ کہیں اس کے شیاطین ہمارے درمیان اس کے متعلق کہی ہوئی باتیں پہنچا نہ دیں، یہاں تک کہ اس کی بیوی کو جب اس کا کافر ہونا معلوم ہو گیا تو اس نے اس کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی، چنانچہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا (۱۲۰)۔

(۱۱۸) رواہ مسلم، ۴/ ۱۷۵۰، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ، وإتیان الکھان، رقم: (۲۲۲۹)، والترمذی، ۵/ ۴۰، ابواب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ النبأ، رقم: (۳۲۷۷)۔

(۱۹۷) مسند احمد، ۱/ ۲۱۸۔

(۱۲۰) البدایۃ والنھایۃ، ۶/ ۳۴۷، والکامل فی التاریخ لابن الأثیر، ۲/ ۳۳۶۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح مسیلمہ کذاب کے ساتھ بھی شیاطین تھے جو اسے غیب کی خبریں پہنچایا کرتے تھے اور بہت سارے کاموں میں اس کی مدد کرتے تھے۔

اس قسم کی مثالیں بے شمار ہیں، جیسے حارث دمشقی جس کا خروج ملک شام میں عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں ہوا، اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور شیاطین اس کے پیر کو بیڑیوں سے نکال دیا کرتے تھے اس پر ہتھیاروں کی کاٹ روک دیتے تھے، سفید پتھر پر ہاتھ مارتا تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا، وہ لوگوں کو دکھاتا تھا کہ کوہ قاسیون پر کچھ لوگ ہیں جو گھوڑوں پر ہوا میں اڑ رہے ہیں، اور کہتا تھا کہ یہ فرشتے ہیں حالانکہ وہ جنات ہوا کرتے تھے مسلمانوں نے اسے قتل کرنے کے لئے گرفتار کیا تو کسی نے اسے نیزہ مارا مگر نیزے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا، عبد الملک بن مروان نے کہا نیزہ مارتے وقت تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ) نہیں لیا، اس کے مارنے والے نے بسم اللہ کہہ کر نیزہ مارا تو اسے ہلاک کر دیا (۱۲۱)۔

اسی طرح شیطانی حالات والے لوگ ہوا کرتے ہیں، جب آیۃ الکرسی جیسی چیز پڑھی جاتی ہے تو شیاطین راہ فرار اختیار کر لیتے ہیں۔

صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب انہیں صدقۂ فطر کی حفاظت کے لئے مقرر کیا تو رات شیطان آکر اس میں سے کچھ چرا لیا کرتا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اسے پکڑ لیتے مگر جب وہ توبہ کر لیتا تو اسے چھوڑ دیتے تھے، نبی کریم ﷺ ان سے پوچھتے کہ: "**مافعل أسيرك البارحة؟**" "کل رات تمہارے قیدی نے کیا کام کیا؟"، تو وہ جواب دیتے کہ اس نے دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "**كذبك وإنه سيعود**" اس نے تم سے جھوٹ کہا ہے وہ پھر آئے گا، جب تیسری مرتبہ ایسا ہی ہوا تو چور نے کہا: مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسی بات سکھاتا ہوں، جو تمہیں فائدہ پہنچائے گی، جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی: ﴿**الله لا إله إلا هو الحی القيوم ......الخ**﴾ پڑھ لیا کرو، کیونکہ وہ تمہیں

(۱۲۱) تلبیس ابلیس لابن الجوزی، ص: ۳۷۹۔

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کرتی رہے گی، اور صبح تک تمہارے پاس کوئی شیطان نہ آسکے گا، جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اس وقعہ کی خبر دی، تو آپ نے فرمایا :"صدقك وهو كذوب" وہ جھوٹا ہے مگر بات سچی کہی ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا : وہ شیطان ہے (۱۲۲)۔

یہی وجہ ہے کہ اس آیت کو جب کوئی شیطانی حالات کے وقت صدق دل سے پڑھے تو اس سے وہ زائل ہو جاتے ہیں، شیطانی حالات کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں :

بحال شیطانی کوئی آگ میں داخل ہو گیا ہو، یا سیٹیاں اور تالیاں بجانے کی محفل میں حاضر ہو، شیطان یہاں اس پر اترتے ہیں اور اس کی زبان سے ایسی باتیں کرتے ہیں، جن کا اسے علم نہیں ہوتا، گاہ علم ہوتا ہے مگر اس کی سمجھ سے بالاتر ہوتی ہیں۔

بعض دفعہ حاضرین مجلس میں سے کسی کے دل کا بھید بیان کر دیتا ہے کبھی وہ مختلف زبانوں میں باتیں کرتا ہے، جیسا کہ جن مرگی زدہ مریض کی زبان سے باتیں کرتا ہے، جس انسان پر یہ حال طاری ہوتا ہے اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا، بمنزلۂ مرگی زدہ مریض جسے چھو کر شیطان خبط الحواس کر دیتا ہے۔

جن اس کے لباس میں آجاتا ہے، اور اس کی زبان سے بولنے لگتا ہے ہوش میں آنے کے بعد اسے کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ اس نے کیا کہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کبھی مرگی زدہ شخص کو بری طرح مارا جاتا ہے، ایسی مار کہ اس طرح کی مار سے انسان مر جائے یا بیمار ہو جائے مگر اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا، ہوش میں آنے کے بعد وہ بتاتا ہے کہ اسے کچھ محسوس نہیں ہوا، کیونکہ چوٹ اس جنات کو لگتی ہے جو اس پر سوار ہوتا ہے۔ ایسے حضرات بھی پائے جاتے ہیں جن کے یہاں شیطان کچھ کھانے، میوے اور مٹھائیاں وغیرہ لاتے ہیں جو اس جگہ نہیں پائی جاتیں۔

---

(۱۲۲) رواہ البخاری، ۲ / ۸۱۲، کتاب الوکالۃ، باب إذا وکل رجلا فترک الوکیل شیئاً فأجازہ المؤکل، رقم : (۲۱۸۷)۔

Www.IslamicBooks.Website

کچھ کو جنات مکہ، مدینہ بیت المقدس یا دوسرے مقامات پر ہوا کے دوش پر لے جاتے ہیں۔

کچھ وہ جسے عرفہ کی شام جن اٹھا کر لے جاتا ہے، اور اسی رات واپس لے آتا ہے، وہ کوئی شرعی حج ادا نہیں کرتا، اپنے معمول کے کپڑوں میں جاتا ہے، میقات پر نہ احرام باندھتا ہے نہ لبیک کہتا ہے، نہ مزدلفہ میں وقوف کرتا ہے نہ بیت اللہ کا طواف کرتا ہے، نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے نہ کنکریاں مارتا ہے، بلکہ عرفہ میں اپنے معمول کے لباس میں وقوف کرنے کے بعد اسی رات واپس لوٹ آتا ہے، تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اس کا حج شرعی نہیں ہوا، بلکہ اسکی مثال اس شخص کی ہے جو جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوتا ہے اور وضو کے بغیر نیز قبلہ رو ہوئے بغیر نماز پڑھ لیتا ہے۔

ان حضرات میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ فرشتے تمام حاجیوں کے نام لکھ رہے ہیں، اس نے کہا کیا میرا نام نہیں لکھیں گے؟ فرشتوں نے جواب دیا! تمہارا شمار حاجیوں میں نہیں ہے، یعنی تم نے شرعی حج نہیں کیا ہے۔

کرامات اولیاء اور مشابہ احوال شیطانی میں فرق

کرامات اولیاء اور مشابہ کرامات باحوال شیطانی کے درمیان متعدد فرق ہیں:

ایک یہ ہے کہ اولیاء کی کرامات کا باعث ایمان اور تقویٰ ہوتا ہے، اور احوال شیطانی کا سبب وہ چیزیں ہیں، جن سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے، اور احوال شیطانی کے ذریعہ ہی ممنوعات کے خلاف مدد لی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ(٣٣)﴾(١٢٣)۔

"آپ فرما دیجئے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے ان تمام فحش باتوں کو جو

---

(١١١) سورۃ الأعراف: ٣٣۔

Www.IslamicBooks.Website

علانیہ ہیں اور جو پوشیدہ ہیں، اور ہر گناہ کی بات کو اور ناحق کسی پر ظلم کرنے کو، اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگادو جس کو تم نہیں جانتے"۔

پس بغیر علم اللہ تعالیٰ کے خلاف عقیدہ رکھنا، شرک، ظلم، اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ان سب باتوں کو حرام کردیا ہے۔ اس قسم کے کام کرنے والے کرامتوں سے سرفراز نہیں کئے جاتے، نہ ان باتوں کے لئے کرامتوں کے ذریعہ مدد حاصل کی جاتی ہے۔

چونکہ خارق عادات مظاہر نماز، ذکر، اور تلاوت قرآن کے ذریعہ نہیں بلکہ مخلوقات کے ذریعہ مدد طلبی، اور ان چیزوں سے حاصل ہوتے ہیں جنھیں شیطان پسند کرتا ہے، یا وہ مخلوقات پر ظلم اور بدی کے کاموں کے ذریعہ ظہور پذیر ہوتے ہیں، اس لئے رحمانی کرامتیں نہیں شیطانی حالات ہوتے ہیں۔

ان میں سے بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو سیٹیوں اور تالیوں کی محفل سماع میں آتے ہیں تو وہاں ان پر ان کے شیطان اترتے ہیں اور انہیں ہوا کے دوش پر اٹھا لیتے ہیں اور اس مقام سے نکال لے جاتے ہیں اگر اللہ کا کوئی ولی وہاں آجائے تو ان کے شیطانوں کو بھگادے، اور پھر وہ دھم سے گر پڑیں، اس قسم کا واقعہ کئی لوگوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو زندہ یا مردہ مخلوق سے حاجتیں مانگتے ہیں، خواہ وہ مخلوق مسلمان یا عیسائی، یا مشرک کچھ بھی ہو، مگر وہ سمجھتے ہیں یہ وہی شخص ہے جس سے حاجت مانگی گئی ہے، یا کوئی فرشتہ اس کے بھیس میں سامنے آگیا ہے، حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے، جو اس لئے گمراہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے شرک کیا، بالکل ایسے ہی جیسے شیاطین بتوں میں داخل ہو کر مشرکین سے باتیں کرتے ہیں۔

ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جن کے یہاں شیطان خاص صورت میں ظاہر ہو کر

Www.IslamicBooks.Website

کہتا ہے کہ میں خضر ہوں، گاہے اسے بعض باتوں کی خبر دیتا ہے، اور اس کے بعض مقاصد کی تکمیل میں اس کی مدد بھی کرتا ہے جیسا کہ بہتیرے مسلمانوں، یہودیوں اور نصرانیوں کے ساتھ پیش آچکا ہے۔

سرزمین مشرق و مغرب میں بہت سارے کافر ہیں، جن کا کوئی آدمی مرتا ہے تو مرنے کے بعد اس کی شکل میں شیطان آتا ہے، ان کا عقیدہ ہوتا ہے کہ یہ وہی مردہ شخص ہے وہ قرضے ادا کرتا، امانتیں واپس کرتا ہے، اور وہ تمام کام کرتا ہے جو میت سے متعلق ہوتے ہیں، اور اس کی بیوی کے پاس جاتا ہے، پھر واپس ہو جاتا ہے، حالانکہ گاہ وہ ہندی کافروں کی طرح میت کو آگ میں جلا چکے ہوتے ہیں، پھر بھی گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد زندہ ہو گیا ہے۔

انہیں لوگوں میں سے مصر کا ایک شیخ تھا، جس نے اپنے خادم کو وصیت کرتے ہوئے کہا: میں مر جاؤں تو کسی کو مجھے غسل دینے کے لئے نہ بلانا، میں خود آؤنگا اور اپنے آپ کو غسل دوں گا، جب وہ مر گیا تو خادم نے اسی کی صورت میں ایک شخص کو دیکھا اسے خیال ہوا کہ یہ وہی ہے، چنانچہ وہ اندر آیا، اور خود کو غسل دیا، جب آنے والا غسل دے چکا تو غائب ہو گیا، حقیقت میں یہ شیطان تھا، جس نے میت کو گمراہ کیا تھا، کہ تم مرنے کے بعد آؤ گے، اور اپنے آپ کو غسل دو گے، چنانچہ جب وہ مر گیا تو اس کی شکل میں آیا، تاکہ جس طرح اس نے مرنے والے کو گمراہ کیا اسی طرح زندوں کو بھی گمراہ کرے۔

ان میں سے بعض وہ ہیں، جن کو ہوا میں تخت اور تخت پر روشنی نظر آتی ہے، اور کسی کو کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ "میں تمہارا رب ہوں"، اگر وہ اہل معرفت ہوں گے تو سمجھ لیں گے کہ وہ کوئی شیطان ہے، چنانچہ وہ ڈانٹ پلائیں گے، اور اس سے اللہ کی پناہ مانگیں گے، نتیجہ میں وہ سارا تماشہ ختم ہو جائے گا۔

کسی کو بیداری کی حالت میں کچھ ہیولے نظر آتے ہیں، کوئی ہیولیٰ ان میں سے نبی، صدیق، یا نیک بزرگ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، مگر وہ شیطان ہوتا ہے، ایسا واقعہ کئی لوگوں کے

Www.IslamicBooks.Website

ساتھ پیش آچکا ہے۔

کوئی کسی قبر کی زیارت کے وقت دیکھتا ہے کہ، قبر پھٹی اور اس سے ایک صورت برآمد ہوئی، جسے وہ سمجھتا ہے کہ وہی میت ہے، مگر وہ جن ہوتا ہے جو میت کا لبادہ اوڑھ رکھتا ہے۔

کوئی دیکھتا ہے کہ اس کی قبر سے ایک گھوڑا نکلا، اور پھر اسی میں داخل ہو گیا، یہ اصل میں شیطان ہوتا ہے، جو کوئی بھی یہ کہے کہ اس نے اپنے سر کی آنکھوں سے ایک نبی دیکھا ہے تو اصل میں ایسا ہے کہ اس نے کوئی خیالی تصویر دیکھی ہے۔

کسی کو خواب دکھائی دیتا ہے کہ صدیق نے یا کسی اور نے اسکے بال کاٹے یا مونڈے، یا اسے اپنی ٹوپی یا کپڑا پہنا دیا ہے، صبح کو اسکے سر پر ٹوپی اور بال منڈے ہوئے یا کترے ہوئے نظر آئے، تو دراصل یہ جن ہوتے ہیں، جو بالوں کو مونڈتے یا کتر دیتے ہیں۔

یہ سب شیطانی احوال ہیں جو کتاب وسنت کے دائرے سے نکل جانے والوں کو پیش آتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے کئی درجے ہوتے ہیں، جن جنوں کا ان کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، وہ انہیں کی جنس اور انہیں کے مذہب پر ہوتے ہیں، جنوں میں کافر فاسق، خطاکار سبھی ہوتے ہیں، ، اگر انسان کافر فاسق یا جاہل ہوتا ہے تو جن کفر، فسق اور گمراہی میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

یہ جن جس کفر کو اختیار کرتے ہیں آدمی اس میں ان کی موافقت کرتا ہے، تو وہ اس کی مدد کرتے ہیں، مثلاً انہیں ان جنوں وغیرہ کی قسم دلائیں، جو ان کے اکابر واعاظم ہوتے ہیں، یا مثلاً اللہ کے اسماء یا اللہ کے بعض کلام کو نجاست سے لکھیں، یا فاتحہ، اخلاص، آیۃ الکرسی وغیرہ کو الٹ کر پڑھیں اور انھیں نجاست سے لکھیں تو اس کے لئے وہ جن حضرات پانی کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں، یا اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ باعث رضا کافرانہ کام انجام دینے کے نتیجہ میں منتقل کر دیتے ہیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جن حضرات اس کی کوئی پسندیدہ عورت یا لڑکا ہوا میں اڑا کر یا زبردستی اس کے یہاں حاضر کر دیتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ اور اسی طرح کی بہت ساری مثالیں، موجود ہیں، جن کا تذکرہ باعث طوالت، اور جن پر ایمان رکھنا جبت اور طاغوت پر ایمان لانے کے مترادف ہے، جبت سے مراد سحر اور طاغوت سے مراد شیطان اور اصنام ہیں۔

انسان ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مطیع و فرمانبردار ہو تو ان شیاطین کو اس کے ساتھ کسی قسم کی مداخلت یا مصالحت ممکن نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی مشروع عبادت کی ادائیگی مسجدوں میں ہوتی ہے جو اللہ کے گھر ہیں، اس لئے مسجدوں کو آباد کرنے والے شیطانی حالات سے دور ہوتے ہیں (۱۲۴)۔

قبروں کی تعظیم مشرکین اور اہل بدعت کا طریقہ ہے

اہل شرک وبدعت جو قبروں اور مردوں کے مزاروں کی تعظیم کرتے ہیں، یا مردوں کو پکارتے ہیں، یا دعا میں ان کو وسیلہ بناتے ہیں، یا یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر ان کے پاس دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے، شیطانی حالات سے قریب تر ہوتے ہیں۔

صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "**لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مساجد**" (۱۲۵)۔

اللہ تعالیٰ یہود ونصاریٰ پر لعنت برسائے (غارت کرے) جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا تھا"۔

---

(۱۲۴) یہاں پر کسی کو یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ مشروع عبادت صرف مسجد ہی میں ادا کی جاسکتی ہے، بلکہ شیخ کے کلام کا مفہوم یہ ہے کہ چونکہ مساجد عبادات کی جگہیں ہیں، اس لئے وہ اور اس کے لوگ احوال شیطانی سے محفوظ رہتے ہیں، برخلاف قبروں کے جہاں عبادت کرنا بدعت، اور غیر مشروع ہے، اور جس کے لوگ احوال شیطانی کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔

(۱۲۵) رواہ البخاری، ۳/ ۳۰۰، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، رقم: (۱۳۳۰)، و مسلم، ۱/ ۷ ۳، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، و کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب النھی عن بناء المساجد علی القبور، رقم: (۵۲۹)۔

Www.IslamicBooks.Website

صحیح مسلم میں آپ ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پانچ راتیں قبل فرمایا تھا: "إن أمن الناس علي في صحبته وذات يده أبو بكر، ولو كنت متخذاً خليلاً من أهل الأرض لاتخذت أبابكر خليلاً، ولكن صاحبكم خليل الله، لا يبقين في المسجد خوخة إلا سددت، إلا خوخة أبي بكر، إن من كان قبلكم يتخذون القبور مساجد، ألا فلا تتخذوا القبور مساجد فإني أنهاكم عن ذلك"(۱۲۶)۔

"صحبت اور سخاوت کے لحاظ سے مجھ پر تمام لوگوں سے زیادہ احسان ابو بکر کا ہے، اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر ہی کو بناتا، لیکن تمہارا یہ ساتھی، (محمد ﷺ) اللہ کا خلیل ہے، مسجد میں جتنے دروازے ہیں سب بند کر دیئے جائیں مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہے گا، تم سے پہلے کے لوگ قبروں کو مسجدیں بنالیا کرتے تھے، خبر دار تم قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا، میں تمہیں اس بات سے منع کرتا ہوں"۔

صحیحین میں وارد ہے بیماری کے دنوں میں آپ ﷺ کے سامنے ملک حبشہ کے ایک کلیسا (گرجا گھر) کا تذکرہ کیا گیا، اور اس کی خوبصورتی اور آویزاں تصویروں کا بھی ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أولئك إذا مات فيهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجداً وصوروا فيها تلك التصاوير، أولئك شرار الخلق عند الله يوم القيامة" (۱۲۷)۔

"یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا ہے، تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں اور اس میں ان کی تصویر نقش کر دیتے ہیں، قیامت کے دن یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہونگے"۔

مسند احمد اور ابن ابی حاتم میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "إن من شرار الناس من

(۱۲۶) رواه مسلم، ۱/ ۳۷۷، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور، رقم: (۵۲۹)۔

(۱۲۷) رواه البخاری، ۱/ ۴۵۰، کتاب الجنائز، باب بناء المسجد على القبر، رقم: (۱۲۷۶)، و مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاة، باب النهي عن بناء المساجد على القبور، رقم: (۵۲۸)۔

Www.IslamicBooks.Website

تدر كهم الساعة وهم أحياء ، وهم الذين اتخذوا القبور مساجد"(١٢٨)۔

"لوگوں میں انتہائی بدترین وہ ہونگے جو زندہ ہونگے اور قیامت آجائے گی، اور وہ ہونگے جو قبروں کو عبادت گاہ بنالیتے ہیں"۔

صحیح مسلم میں ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :"**لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا إليها**"(١٢٩)۔

"تم قبروں پر نہ بیٹھو، نہ ان کی طرف رخ کرکے نماز پڑھو"۔

مؤطا میں آپ ﷺ سے مروی ہے، آپ نے فرمایا(دعا کیا) :"**اللهم لا تجعل قبري وثناً يعبد ، اشتد غضب الله على قومٍ اتخذوا قبور انبيائهم مساجد**"(١٣٠)۔

اے اللہ میری قبر کو پوجا جانے والا بت نہ بنانا، ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا سخت قہر نازل ہوا، جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا تھا"۔

سنن میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے :"**لا تتخذوا قبري عيداً وصلوا علي حيثما كنتم فإن صلاتكم تبلغني**"(١٣١)۔

"میری قبر کو جشن (میلا) نہ بنالینا، تم جہاں کہیں بھی رہو مجھ پر درود بھیجتے رہنا، تمہارا درود مجھ تک پہنچ جائے گا"۔

نیز ارشاد ہے :"**ما من رجل يسلم علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه**

---

(١٢٨) رواه احمد فی المسند، عن ابن عباس، ١/ ٤٣٥، وابن حبان، فی موارد الظمآن ص :(١٠٤)۔

(١٢٩) رواه مسلم، ٢/ ٦٦٨، کتاب الجنائز، باب النهی عن الجلوس علی القبر والصلاۃ علیه، رقم :(٩٧٢)، وأيضاً رواه أبو داود والترمذی والنسائی۔

(١٣٠) رواه مالک فی المؤطا، ١/ ١٧٢، کتاب قصر الصلاۃ فی السفر، باب جامع الصلاۃ، رقم :(٨٥)، والمسند، ١٣/ ٨٦، رقم :(٧٣٥٢) بتحقیق احمد شاکر، واسناده صحیح۔

(١٣١) رواه احمد وابو داود، عن ابی ہریرۃ، باسناد حسن، ورواته ثقات، انظر المسند :٢/ ٣٦٧، رقم :(٢٠٤٢)۔

Www.IslamicBooks.Website

السلام"(۱۳۲)۔

"جب کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو اس حد تک لوٹا دیتا ہے، کہ میں اس کے سلام کا جواب دیدوں"۔

ارشاد ہے: "إن الله وكل بقبري ملائكة يبلغونني عن أمتي السلام"(۱۳۳)۔

"اللہ نے میری قبر پر فرشتے تعینات کر رکھے ہیں، جو میری امت کا سلام مجھے پہنچادیا کرتے ہیں"۔

نیز ارشاد ہے: "أكثروا علي من الصلاة يوم الجمعة وليلة الجمعة ، فإن صلاتكم معروضة علي ، قالوا : يا رسول الله ﷺ كيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت؟ -يقولون بليت- فقال: "إن الله حرم على الأرض أن تأكل لحوم الأنبياء"(۱۳۴)۔

"جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ تمہارا درود میرے سامنے پیش ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ کے سامنے کس طرح پیش ہوگا، جب کہ آپ کا جسم مبارک بوسیدہ ہو جائے گا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا گوشت حرام کردیا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قوم نوح علیہ السلام کے مشرکین کے بارے میں

---

(۱۳۲) رواہ احمد وابو داود، عن ابی ہریرۃ، انظر المسند: ۲/ ۵۲۷، وسنن ابی داود، ۲/ ۵۳۴، کتاب المناسک، باب زیارۃ القبور، رقم: (۲۰۴۱)، وقد بین المؤلف فی الاقتضاء، انہ علی شرط مسلم، انظر اقتضاء الصراط المستقیم: بتحقیق ناصر العقل، ۲/ ۶۵۸۔

(۱۳۳) رواہ احمد والنسائی والدارمی عن ابن مسعود، انظر سنن النسائی، کتاب السہو، باب السلام علی النبی ﷺ، ۳/ ۴۳، والدارمی، ۲/ ۳۱۷، کتاب الرقائق، باب فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ۔

(۱۳۴) رواہ ابو داود، وابن ماجۃ عن اوس بن اوس واسنادہ صحیح، انظر سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ، ۱/ ۶۳۵، رقم: (۱۰۴۷)، وابن ماجۃ فی الجنائز، باب ذکر وفاتہ ودفنہ ﷺ، ۱/ ۵۲۴، رقم: (۱۶۳۶)۔

Www.IslamicBooks.Website

فرمایا:﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا(۲۳)﴾(۱۳۵)۔

"اور کہا اپنے معبودوں کو ہر گز نہ چھوڑنا، نہ وڈ کو چھوڑنا، نہ سواع کو، نہ یغوث اور نہ نسر کو"۔

ابن عباس اور دیگر سلف صالحین کا بیان ہے کہ زیر تذکرہ ود سواع وغیرہ قوم نوح کے نیک لوگ تھے، جب وہ مر گئے تو لوگ ان کی قبروں پر معتکف ہوئے اور ان کی مورتیاں بنا کر پوجنے لگے، بتوں کی پرستش کا یہی آغاز تھا۔

پس نبی کریم ﷺ نے شرک کا سد باب کرنے کے لئے قبروں کو مسجدیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے، جس طرح سورج کے طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اس وقت مشرکین سورج کی پوجا کرتے تھے، اور طلوع و غروب کے وقت شیطان سورج کا ساتھی ہوتا ہے، چونکہ اس وقت نماز پڑھنے سے مشرکین کی عبادت کی مشابہت ہوتی ہے، اس لئے اس کا دروازہ بند کر دیا۔

شیطانی مکروفریب کی چند مثالیں

شیطان حتی الإمکان انسان کو گمراہ کرتا ہے، پس جو شخص سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا کرتا ہے، اور ان سے دعائیں مانگتا ہے، جیسا کہ کواکب پرستوں کا طریقہ ہے، تو اس پر شیطان نازل ہو کر اس سے مخاطب ہوتا ہے، اور بعض باتوں کی انہیں خبر دیتا ہے، لوگ اسے "روحانیت کواکب" کہتے ہیں، حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے۔

شیطان اگرچہ انسان کے بعض مقاصد میں اس کی مدد کرتا ہے، مگر اس نفع سے کئی گنا زیادہ اسے نقصان پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی کی توبہ قبول فرمالے تو اور بات ہے، ورنہ جس نے شیطان کی بات مان لی اس کا انجام بے حد برا ہے۔

---

(۱۳۵) سورۂ نوح : ۲۳۔

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح کبھی کبھی بت پرستوں سے بھی شیاطین باتیں کرتے ہیں، باتیں اس سے بھی کرتے ہیں جو میت یا غائب سے فریاد طلب ہو، یہی حالت اس شخص کی ہے جو میت سے دعا مانگے، یا اس کے وسیلہ سے مانگے، یا یہ خیال کرے کہ اس کی قبر کے پاس دعا کرنا گھروں اور مسجدوں کی بہ نسبت افضل ہے، اس قسم کے لوگ ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں، جو اہل علم کے متفقہ فیصلہ کے مطابق من گھڑت اور جھوٹی ہے، وہ یہ ہے: **"إذا أعيتكم الأمور فعليكم بأصحاب القبور"** (جب مشکلات تمہیں عاجز کردیں تو قبر والوں کے پاس جاؤ)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ حدیث شرک کا دروازہ کھولنے کے لئے وضع کی گئی ہے، مزارات کے پاس اہل شرک اور اصنام پرستوں، نصاریٰ اور گمراہ مسلمانوں میں ان کے مشابہ اہل بدعت کے ایسے احوال ملتے ہیں، جنھیں وہ کرامات سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شیطانی احوال ہوتے ہیں۔

مثلاً قبر کے پاس رکھیں پائجامہ تو اس میں گرہ پڑ جاتی ہے، مرگی زدہ مریض رکھا جائے تو شیطان اس کا جدا ہوتا دکھائی دیتا ہے، یہ سارے کام شیطان گمراہ کرنے کے لئے کرتا ہے، صدق دل سے آیۃ الکرسی یہاں پڑھی جائے تو یہ سارا تماشہ ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ توحید کی بات سن کر شیطان راہ فرار اختیار کرلیتا ہے، اسی لئے ایسا ہوا کہ ایک آدمی ہوا میں اٹھایا گیا، اور اس نے "لا الٰہ إلا اللہ" پڑھا تو نیچے گر پڑا، اسی طرح کوئی دیکھتا ہے کہ قبر پھٹ گئی، اور اس میں سے ایک انسان برآمد ہوا، وہ سمجھتا ہے کہ مردہ نکل پڑا ہے، حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے، یہ ایک وسیع باب ہے یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔

غاروں اور جنگلوں میں ٹک رہنا بدعت ہے

قطع تعلق کرکے غاروں اور جنگلوں میں رہ پڑنا چونکہ ان بدعات میں ہے جنھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع نہیں کیا ہے، اس لئے زیادہ تر شیاطین انہی غاروں اور

Www.IslamicBooks.Website

کوہساروں میں پائے جاتے ہیں، مثلاً "کوہ دم"، جو جبل قاسیون میں ہے، (۱۳۶)، "کوہ لبنان" جو شام کے ساحل پر واقع ہے، "کوہ باسوان" جو مصر میں ہے، روم اور خراسان (۱۳۷) کے پہاڑ، جزیرہ (۱۳۸) پہاڑ، اور اس کے علاوہ "کوہ لکام"، "کوہ احیش" اور "کوہ سبلان" جو اردبیل (شمال غرب ایران) کے قریب واقع ہے، نیز "کوہ سھل" جو تبریز کے قریب ہے، "کوہ ماشکو" جو اتشوان کے نزدیک ہے، "کوہ نہاوند" (۱۳۹) اور دیگر پہاڑوں کے متعلق بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ، ان میں صالح آدمی رہتے ہیں، ان آدمیوں کو وہ رجال غیب "مردان غیب" کے نام سے معروف و مشہور کرتے ہیں، حالانکہ وہاں کچھ جنات رہتے ہیں، جس طرح انسانوں میں مرد ہوتے ہیں، اسی طرح مرد جناتوں میں بھی ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنْ الإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنْ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا(٦)﴾(۱۴۰)۔

"اور چند انسان بعض جناتوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے"۔

ان میں کچھ مالدار آدمی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں، بشرہ کیا معلوم ہوتا ہے جیسے بکری کی کھال، جو شخص نہیں پہچانتا، وہ سمجھتا ہے کہ آدمی ہیں حالانکہ جن ہوتے ہیں۔

مذکورہ بالا پہاڑوں کے بارے میں عقیدہ ہے کہ ہر پہاڑ میں چالیس ابدال رہتے ہیں، مگر

---

(۱۳۶) جبل قاسیون، دمشق کے شمالی حصہ میں واقع ہے، اور "مغارۃ الدم" خون کا غار، مشہور ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔

(۱۳۷) خراسان سے مراد موجودہ ایران ہے۔

(۱۳۸) جزیرہ کا اطلاق مختلف علاقوں پر ہوتا ہے، جن میں سے جزیرۃ العرب بھی ہے، اور ایک جزیرہ سوریا میں ہے، شاید مولف نے یہی آخری والا مراد لیا ہے۔

(۱۳۹) "نہاوند" ایران کا ایک بڑا سا شہر ہے، جسے مسلمانوں نے ۲۰ھ میں فتح کیا تھا، معجم البلدان لیاقوت الحموی، ۵/ ۳۱۳۔

(۱۴۰) سورۃ الجن: ۷۔

Www.IslamicBooks.Website

یہ ابدال نہیں جن ہیں، جیسا کہ مختلف ذرائع سے معروف و معلوم ہے۔

یہ ایک ایسا باب ہے جسے شرح وبسط کے ساتھ پیش کرنے اور اس سلسلہ میں ہماری جو معلومات ہیں انہیں بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے، ہم نے اسکے متعلق جو کچھ دیکھا اور سنا ہے اسے اس مختصر سے رسالہ میں بیان کر دینا باعث طوالت ہے، یہ رسالہ صرف ان لوگوں کیلئے لکھا گیا ہے، جنھوں نے ہم سے اولیاء اللہ کے تعلق سے اجمالی طور پر لکھنے کی درخواست کی تھی۔

خوارق عادت کے باب میں لوگوں کی قسمیں

اس باب میں لوگ تین طرح کے ہیں :

۱- ایک وہ جو انبیاء کے علاوہ کسی اور سے خارق عادات کے ظہور کے منکر ہیں، گاہ اجمالاً تصدیق کرتے ہیں، مگر بکثرت روایتوں سے تذکرہ کیا جاتا رہے تو چونکہ ان کا ظہور انبیاء سے نہیں ہوا ہے اس لئے وہ جھٹلا دیتے ہیں۔

۲- دوسرے وہ جن کا عقیدہ یہ ہے کہ جس سے بھی کرامت کا ظہور ہوتا ہے، وہ اللہ کا ولی ہوتا ہے۔

یہ دونوں عقیدے غلط ہیں، یہی وجہ ہے کہ آخر الذکر حضرات مشرکین اور اہل کتاب کے کچھ مددگاروں کا تذکرہ کرتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف جنگ میں ان کی اعانت کرتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ یہ اللہ کے ولی ہوتے ہیں، بر عکس ازایں پہلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ مشرکین واہل کتاب کے ساتھ کوئی ایسا گروہ ہو ہی نہیں سکتا جس سے خرق عادت کا ظہور ہو۔

۳- صحیح تیسرا قول ہے، وہ یہ کہ ان کی معیت میں جن ہوتے ہیں جو ان کی مدد کرتے ہیں، اللہ کے ولی نہیں ہوتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾(۱۴۱)۔

"اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے

(۱۴۱) سورۃ المائدۃ: ۵۱۔

Www.IslamicBooks.Website

دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے، وہ بیشک انہیں میں سے ہے"۔

یہ عابد وزاہد حضرات جو اللہ کے متقی ولی اور کتاب وسنت کے متبع نہیں ہیں، ان سے شیاطین کا اتصال ہوتا ہے، چنانچہ مناسب حال ان سے خارق عادات کا ظہور ہوتا ہے، تاہم ان کے یہ کرشمے باہم متعارض ہوتے ہیں، اگر کوئی زوردار اللہ کا ولی سامنے آجاتا ہے تو ان کے سارے تماشے بے کار ہو جاتے ہیں۔

یہاں متصلہ شیاطین کے مناسب حال دانستہ یا نادانستہ کوئی جھوٹ اور گناہ ضرور ملے گا، اور یہی اللہ کے متقی ولیوں کی اور ان کی شباہت اختیار کر لینے والے شیطان کے ولیوں کے درمیان مابہ الفرق ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ(٢٢١) تَنَزَّلُ عَلَى كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ(٢٢٢)﴾(۱۴۲)۔

"کیا میں تمہیں بتادوں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں، وہ ہر ایک جھوٹے گنہ گار پر اترتے ہیں"۔

"اُفاک" کے معنی کذاب اور "اُثیم" کے معنی فاجر کے ہیں۔

احوال شیطانی کے مقویات

جن باتوں سے احوال شیطانی کو تقویت حاصل ہوتی ہے، ان میں لہو ولعب اور گانے کا سماع داخل ہے، یہ مشرکین کی رسم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً﴾(۱۴۳)۔

"اور ان کی نماز کعبہ کے پاس صرف سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا رہ گئی تھی"۔

ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما، اور دیگر سلف صالحین کا قول ہے کہ "تصدیۃ" سے

---

(۱۴۲) سورۃ الشعراء: ۲۲۱، ۲۲۲۔

(۱۴۳) سورۃ الأنفال: ۳۵۔

Www.IslamicBooks.Website

مراد ہاتھ سے تالیاں بجانا، اور "مکاء" سیٹی جیسی چیز کو کہتے ہیں، مشرکین اسے عبادت سمجھتے تھے۔

نبی کریم ﷺ اور اور صحابۂ کرام کا جہاں تک تعلق ہے، ان کی عبادت وہی تھی جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، یعنی نماز، تلاوت قرآن، ذکر ودعاء وغیرہ نیز شرعی مجلسیں۔

نبی کریم ﷺ اور صحابۂ کرام کبھی سماع غناء کے لئے یکجا نہیں ہوئے، نہ ہاتھوں سے تالیاں، نہ دف کا استعمال رہا، نہ وجد طاری ہوا، نہ چادر گری، اس سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا جاتا ہے بہ اتفاق اہل علم، سب جھوٹ اور افتراء ہے۔

تلاوت قرآن اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ جب جمع ہوتے تھے تو کوئی ایک قرآن پڑھتا تھا اور دوسرے سنتے تھے، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں رب کی یاد دلاؤ، اس کے بعد ابو موسیٰ قرآن پڑھتے تھے اور سب سنتے تھے۔

ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قرآن پڑھ رہے تھے اسی درمیان نبی کریم ﷺ کا گزر ہوا، آپ نے ان سے فرمایا: **"مررت بك البارحة وأنت تقرأ فجعلت استمع لقراء تك، فقال: لو علمت أنك تستمع لحبرته لك تحبيرا"** (۱۴۴)۔

"کل رات میں تمہارے پاس سے گزرا تم قرآن پڑھ رہے تھے، میں تمہاری قراءت سننے لگا، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ سن رہے ہیں، تو اور زیادہ حسن پیدا کر دیتا"۔

---

(۱۴۴) اخرجہ بھذا اللفظ الحاکم، وقال: حدیث صحیح الاسناد، ورواہ مسلم، عن ابی موسی الأشعری، باختلاف فی بعض الفاظہ، واصلہ فی البخاری، انظر المستدرک، ۳/ ۴۶۶، وصحیح مسلم، ۱/ ۵۴۶، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب استحباب تحسین الصوت فی القرآن، رقم: (۷۹۳)، وصحیح البخاری، ۳/ ۱۹۲۵، کتاب فضائل القرآن، باب حسن الصوت بالقراءۃ للقرآن، رقم: (۴۷۶۱)۔

Www.IslamicBooks.Website

جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: "زينوا القرآن بأصواتكم" (۱۴۵)۔

"اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو"۔

نیز فرمایا: "لله أشد أذناً – أي استماعاً – إلى الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القينة إلى قينته" (۱۴۶)۔

"اللہ تعالیٰ اچھی آواز والے آدمی کی قراءت اسقدر خوش ہو کر سنتا ہے کہ کوئی اپنی مغنیہ کے گانے سے اتنا خوش نہیں ہوتا"۔

نبی کریم ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "إقرأ علي القرآن" فقال: أ أقرأ عليك وعليك أنزل؟ فقال: إني أحب أن أسمعه من غيرى، قال: فقرأت عليه سورة النساء، حتى إلى هذه الآية: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (٤١)﴾ قال: حسبك، فإذا عيناه تذرفان من البكاء" (۱۴۷)۔

"مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ، انھوں نے عرض کیا: آپ کو پڑھ کر سناؤں، جب کہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں دوسروں سے سننا پسند کرتا ہوں، ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس کے بعد میں نے سورۂ نساء پڑھ کر سنائی، جب اس آیت: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا (٤١)﴾ "پس کیا حال ہوگا جس

---

(۱۴۵) رواہ ابوداود والنسائی، والدارمی، والحاکم، عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ، انظر سنن ابی داود، ۲ / ۱۵۵، کتاب الصلاۃ، باب استحباب الترتیل فی القراءۃ، رقم: (۱۴۶۸) واسنادہ صحیح۔

(۱۴۶) رواہ ابن ماجۃ والحاکم، عن فضالۃ بن عبید، وقال الحاکم، صحیح علی شرط الشیخین، ولم یوافقہ الذہبی، انظر سنن ابن ماجۃ، ۱ / ۴۲۵، کتاب اقامۃ الصلاۃ، والسنۃ فیھا، باب فی حسن الصوت بالقرآن، رقم: (۱۳۴۰)، والمستدرک، ۱/ ۵۷۱۔

(۱۴۷) رواہ البخاری ومسلم، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، انظر صحیح البخاری، ۴ / ۱۹۲۵، کتاب فضائل القرآن، باب من احب ان یسمع القرآن من غیرہ، رقم: (۴۷۶۲)، وصحیح مسلم، ۱/ ۵۵۱، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، باب فضل استماع القرآن، رقم: (۸۰۰)۔

Www.IslamicBooks.Website

وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے، اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے"۔ تک پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بس کافی ہے، اس وقت آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں اشک بار تھیں"۔

یہ ہے سماع انبیاء اور ان کے متبعین کا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر فرمایا ہے: ﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ أَنعَمَ اللهُ عَلَيهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْرَائِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَانِ خَرُّوا سُجَّدًا وَبُكِيًّا(٥٨)﴾(١٤٨)۔

"یہی وہ انبیاء ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم کیا، جو اولاد آدم میں سے ہیں، اور ان لوگوں کی نسل سے ہیں، جنھیں ہم نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں چڑھا لیا تھا، اور اولاد ابراہیم و یعقوب سے اور ہماری طرف سے ہدایت یافتہ، اور پسندیدہ لوگوں میں سے، ان کے سامنے جب اللہ رحمٰن کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی تھی یہ سجدہ ریز ہوتے، اور روتے گڑگڑاتے گر پڑتے تھے"۔

اہل معرفت کے باب میں فرمایا: ﴿وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ﴾(١٤٩)۔

"اور جب وہ رسول کی طرف نازل کردہ (کلام) کو سنتے ہیں تو حق کو پہچاننے کی وجہ سے آپ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں"۔

اس طرح سے ایمان بڑھتا ہے، جسم لرزتا ہے، آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے سماع والوں کی تعریف کی ہے، فرمایا: ﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى

(١٤٨) سورہ مریم: ٥٨۔

(١٤٩) سورۃ المائدۃ: ٨٣۔

Www.IslamicBooks.Website

ذِكْرِ اللّٰهِ﴾(۱۵۰)۔

"اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے، جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی، اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے، جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں، پھر ان کے جسم اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں"۔

نیز فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ(٢)الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ(٣)أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ(٤)﴾(۱۵۱)۔

"پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں، اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہی ہیں سچے ایمان والے لوگ، ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس بڑے درجے ہیں، اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے"۔

اہل بدعت کا سماع ڈھول دف اور بانسری ہے، صحابہ، تابعین اور اکابر ائمۂ دین اس طرح کے سماع کو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ بناتے تھے اور نہ ہی اسے تقرب اور طاعت شمار کرتے تھے، بلکہ اسے مذموم بدعت قرار دیتے تھے، شافعیؒ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ بغداد میں زندیقوں کی ایجاد کردہ ایک بدعت چھوڑ آیا ہوں، جسے وہ تغبیر (۱۵۲) کہتے ہیں، اس کے ذریعہ وہ

---

(۱۵۰) سورۃ الزمر: ۲۳۔

(۱۵۱) سورۃ الأنفال: ۲-۴۔

(۱۵۲) تغبیر: لا إلہ إلا اللہ کا مخصوص انداز میں ورد کرنا، جیسا کہ اپنے زمانے میں ہم صوفیاء اور مشائخ کو دیکھتے ہیں، یہ طریقہ اس غرض سے اختیار کیا گیا تھا کہ لوگوں کو غابرہ (باقیہ، آخرت) کی ترغیب ہو، اب اس نے باقاعدہ ایک فن کی شکل اختیار کر لیا ہے، ابن قدامہ مقدسی نے شافعی سے اس روایت کا تذکرہ، مدعیان تصوف کے طریقہ کی مذمت میں کیا ہے، (مصحح کتاب، عبد المجید اصلاحی)۔

Www.IslamicBooks.Website

لوگوں کو قرآن سے روکتے ہیں۔

اللہ کے اہل معرفت ولی اسے پہچانتے تھے، انہیں معلوم تھا کہ اس بدعت میں شیطان کا بڑا حصہ ہے، اس لئے حاضرین مجلس میں جو اچھے لوگ تھے وہ تائب ہو گئے، مگر جو معرفت سے دور اور کمال ولایت سے پرے تھے ان سے شیطان کو زیادہ نصیبہ ملا۔

یہ طریقہ بمنزلۂ شراب ہے، بلکہ دلوں پر اس کی تاثیر شراب سے زیادہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کی بدمستی جب زیادہ زور پر ہوتی ہے تو شیطان اترتے ہیں اور ان بدمستوں کی زبان سے بولنے لگتے ہیں، بعض کو ہوا پر سوار کر دیتے ہیں۔

کبھی ان میں باہم عداوت ہو جاتی ہے، جس طرح شرابی باہم برسرپیکار ہو جاتے ہیں، چنانچہ جس کے شیطان زیادہ طاقتور ہوتے ہیں وہ اس کے مدمقابل کو قتل کر دیتے ہیں۔

جہلاء کا عقیدہ ہے کہ یہ اللہ کے متقی ولیوں کی کرامات ہیں، حالانکہ یہ سب کرتوت صاحب کردار کو اللہ تعالیٰ سے دور کر دیتے ہیں، یہ سب شیطانی احوال ہیں، اسلئے کہ مسلمان کا قتل وہیں حلال ہے جہاں اللہ نے حلال کیا ہے، پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ معصوم لوگوں کا قتل ان کرامات میں شمار ہو جن سے اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو سرفراز کرتا ہے، کرامت تو یہ ہے کہ دین حق پر صبر و استقامت کا مظاہرہ ہو، کسی بندہ کی تکریم اس سے بڑھ کر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی محبوب اور پسندیدہ راہ چلنے میں اسکی مدد کرے اور تقرب اور رفع درجات کے جو اسباب ہیں اس کے لئے انہیں اور زیادہ کرے۔

خارق عادت کی قسمیں

بعض خارق عادات از قسم علم ہیں، مثلاً، مکاشفات، بعض از قسم قدرت وملک ہیں مثلاً خارق عادت تصرفات، اور بعض از قسم غنیٰ ہوتے ہیں، یعنی علم، قدرت اور مال دولت جو لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں، یہ اور اسی طرح کی دیگر باتوں کے ذریعہ بندہ کو اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے، اگر اسے وہ اللہ کی محبت، رضا اور تقرب کے لئے نیز باعث رفع درجات اور احکام الٰہی اور احکام رسول

Www.IslamicBooks.Website

کی تعمیل میں معاون بنائے تو اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک اس کا رتبہ اور مقام بلند سے بلند تر ہو جائے گا۔

برعکس ازیں مذکورہ حاصل شدہ کیفیت کو اللہ اور اس کے رسول کے ممنوعات مثلاً شرک، ظلم، اور بے حیائی کے کاموں میں معاون بنائے تو مذمت اور سزا کا مستحق ہوگا، اگر توبہ اور حسنات کے ذریعہ تدارک نہ کرے تو اس کا شمار گناہ گاروں میں ہوگا۔

یہی وجہ ہے کہ زیادہ تر معجزات و کرامات کے حامل سزا پاتے ہیں، گاہ یہ کرامتیں سلب کر لی جاتی ہیں، جیسے بادشاہ کو حکومت سے معزول کر دیا جاتا ہے، عالم سے اس کا علم چھین لیا جاتا ہے، گاہ اس کے نوافل سلب کر لئے جاتے ہیں، چنانچہ ولایت خاصہ سے وہ نیچے اتر کر ولایت عامہ میں داخل ہو جاتا ہے، کبھی وہ فاسقوں کے درجے تک چلا جاتا ہے، کبھی اسلام سے پھر جاتا ہے، یہ سب باتیں زیادہ تر ان لوگوں کے ساتھ پیش آتی ہیں جو شیطانی کرامات کے حامل ہوتے ہیں، کیونکہ ارتداد کے واقعات انہیں کے اندر زیادہ ملتے ہیں۔

بکثرت لوگ ایسے ہیں جنھیں معلوم نہیں کہ یہ شیطانی کرامات ہیں، انہیں وہ اولیاء اللہ کی کرامات تصور کرتے ہیں، کچھ کا گمان تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو جب کوئی کرامت دیتا ہے تو اس پر اسکا محاسبہ نہیں کرتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی یہ خیال کر بیٹھے کہ بندے کو جب اللہ تعالیٰ اقتدار، دولت اور تصرف کا اختیار بخشتا ہے تو اس سے حساب نہیں لیتا ہے۔

بعض لوگ کرامات کو ان امور کو حاصل کرنے کے لئے معاون بناتے ہیں جو مباح اور جائز ہوتے ہیں، نہ ممنوع ہوتے ہیں نہ مامور بہا ہوتے ہیں، یہ ولایت عامہ کا درجہ ہے اور یہ درمیانی درجہ کے نیکوکار ہوتے ہیں، مقرب سابقین کا جہاں تک تعلق ہے ان کا درجہ ان حضرات سے بلند تر ہوتا ہے، جیسا کہ بندہ پیغامبر (عبد رسول) نبی بادشاہ سے اعلیٰ وارفع ہوتا ہے۔

چونکہ کرامات کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس سے آدمی کا درجہ کم ہو جاتا ہے، اسلئے اکثر صلحاء

Www.IslamicBooks.Website

اس سے اسی طرح تائب اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کے طالب ہوتے ہیں جس طرح زنا اور سرقہ سے توبہ و استغفار کیا جاتا ہے، کرامات کے حالات بعض صالحین کو پیش آتے ہیں مگر وہ اس کے خاتمہ کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہیں، یہ سارے صالحین مرید سالک کو حکم دیتے ہیں کہ ان کرامات کی حد تک نہ رہیں، نہ ہی انہیں اپنی ہمت و حوصلہ کا مرکز بنائیں، اور نہ ہی کرامات سمجھ کر ان کے ذریعہ فخر و غرور سے اپنا سر اونچا کریں۔

یہ تو حقیقی کرامات کا حال تھا، پھر غور کریں ان کرامات کا کیا حال ہوگا، جو در حقیقت شیطانی ہوتی ہیں، جن کے ذریعہ شیطان ضلالت و گمراہی کا جال بچھاتا ہے۔

میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جن سے نباتات محو کلام ہو کر انہیں اپنے فوائد و منافع سے باخبر کرتے ہیں، حقیقت میں وہ شیطان ہوتا ہے، جو نباتات کے اندر داخل ہو کر آدمی کو مخاطب کرتا ہے، کچھ ایسے بھی ہیں جنھیں شجر و حجر مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں "مبارک! اللہ کے ولی" مگر آیۃ الکرسی کی تلاوت سے یہ کیفیت جاتی رہتی ہے، کچھ ایسے بھی ہیں جو پرندوں کے شکار کا قصد کرتے ہیں، کنجشک فرومایہ وغیرہ اسے مخاطب کر کے کہتی ہیں: "مجھے لے لو! فقراء مجھے کھائیں گے"، شیطان ان کے اندر داخل ہو کر ان سے بات کرتا ہے، جس طرح انسان کے اندر داخل ہوتا ہے اور اس کی زبان سے بات کرتا ہے، کچھ ایسے بھی ہیں جو گھر کے اندر ہوتے ہیں، گھر بند ہوتا ہے، مگر خود اس کے باہر دیکھتے ہیں، گھر ہنوز بند ہوتا ہے، برعکس ازیں حالت بھی دیکھنے میں آئی ہے۔

اسی طرح شہر کے دروازوں پر بھی دیکھا گیا ہے، جن تیزی سے آدمی کو داخل اور خارج کرتے ہیں، اسے روشنیاں دکھاتے ہیں، اور اس کے پاس اسے حاضر کر دیتے ہیں جس کا وہ طالب ہوتا ہے۔ یہ سب شیطانی کرتب ہیں، جو اپنے ساتھیوں کا بھیس بدل لیتے ہیں، یکے بعد دیگرے آیۃ الکرسی کی تلاوت سے یہ ساری کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔

میرے علم میں وہ بھی ہے جسے مخاطب کر کے کوئی کہتا ہے: "میں حکم الٰہی ہوں"، تم

Www.IslamicBooks.Website

وہی مہدی ہو جس کی بشارت نبی کریم ﷺ نے دی ہے، اس کے لئے وہ کرامات ظاہر کرتا ہے، مثلاً اس کے دل میں ہوا کے اندر پرندوں اور ٹڈیوں اور زمین میں مویشیوں کا خیال گزرے، پرندوں اور ٹڈیوں کے دائیں اور بائیں جانے کا خیال آئے تو ایسا ہی ہوگا، اسی طرح دل کے اندر مویشیوں کے کھڑے ہونے سونے یا جانے کا خیال آئے تو ایسا ہی ہوگا، اسے کوئی حرکت نہیں کرنی ہوگی۔ مخاطب اسے مکہ لے جاتے ہیں اور لے آتے ہیں، اس کے پاس خوبصورت اشخاص حاضر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کروبی فرشتے ہیں تمہاری زیارت کے لئے آئے ہیں، وہ سوچتا ہے کہ فرشتوں نے بے ریش لڑکوں کی صورت کیسے اختیار کرلی، پھر سر اٹھاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ ان کی داڑھیاں نکل آئی ہیں، مخاطب اس سے کہتا ہے تم مہدی ہو، اس کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے جسم میں تل اگے گا، چنانچہ وہ اگ آتا ہے، اسے وہ دیکھتا بھی ہے، وغیرہ یہ سب شیطانی مکروفریب ہیں۔

یہ بہت وسیع باب ہے اس کے متعلق جو باتیں مجھے معلوم ہیں، اگر ذکر کروں تو ایک ضخیم جلد کی ضروت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِي (١٥) وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِي (١٦)﴾ (١٥٣)۔

"انسان کا یہ حال ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے اور عزت و نعمت دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دار بنایا، اور جب اسے آزماتا ہے اور اس کی روزی تنگ کردیتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری اہانت کی (اور ذلیل کیا)"۔

اس کے بعد فرماتا ہے "کلا" ہرگز نہیں، یہ لفظ زجر و تنبیہ کیلئے ہے، زجر اس طرح کا تصور رکھنے سے اور تنبیہ اس بات پر جس کی خبر اور جس کا حکم مابعد کو دیا جارہا ہے، اس اجمال کی

---

(١٥٣) سورۃ الفجر: ١٥، ١٦۔

Www.IslamicBooks.Website

تفصیل یہ ہے کہ ہر وہ شخص جسے کرامت شمار کی جانے والی دنیوی نعمتیں حاصل ہوں، تو ضروری نہیں کہ اللہ عزوجل کی جانب سے اس کی تکریم ہوئی ہو، اور جس پر رزق کا دروازہ تنگ کر دیا گیا ہو، وہ اللہ کے نزدیک رسوا اور ذلیل ہو، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوشحالی وتنگ حالی میں رکھ کر بندہ کو آزماتا ہے، دنیوی نعمتیں اسے بھی دیتا ہے جس سے اسے محبت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اللہ کے نزدیک ایک بزرگ اور شریف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نعمتیں دیکر اسے موقع دیتا ہے کہ قابل گرفت کوئی حرکت کر بیٹھے، وہ اپنے محبوب بندے اور ولی کو دنیوی نعمتوں سے دور رکھتا ہے تاکہ اس کے یہاں اس کا مرتبہ کم نہ ہو، یا ان کی وجہ سے وہ ایسی باتوں میں نہ پڑ جائے جو اسے ناپسند ہیں۔

کرامت کی بنیاد ایمان اور تقویٰ

یہ بھی ضروری ہے کہ اولیاء کی کرامات کا باعث ایمان اور تقویٰ ہو، جن کرامات کا باعث کفر، فسق اور معصیت ہو وہ اولیاء کی نہیں اللہ کے دشمنوں کی کرامات ہوں گی، حصول کرامات کا ذریعہ نماز، قراءت، ذکر، قیام لیل، اور دعا نہ ہو بلکہ شرک ہو مثلاً، مردوں یا غائب از نظر سے دعا کی جائے، یا حصول کرامات کا ذریعہ فسق ومعصیت اور سانپ، زنبور، گبریلوں اور خون جیسی نجاستیں اور خبیث اشیاء کھا کر ہوں، یا ان کا ذریعہ بالخصوص اجنبی خواتین، اور بے ریش لڑکوں کے ساتھ رقص وسرود کی محفل جما کر ہو، صاحب کرامات کا حال اور اس کی کرامتیں قرآن سن کر زائل ہو جاتی ہوں، اور شیطانی باجوں کو سن کر تیز ہو جاتی ہوں، چنانچہ رات بھر رقص کرتا رہے، نماز کا وقت آجائے تو بیٹھ کر، اور مرغ کی طرح ٹھونگ مار کر نماز پڑھے، سماع قرآن سے اسے نفرت ہو، یا سنتا تو ہو مگر بہ تکلف سنتا ہو، نہ ذوق ہو، نہ محبت ہو، نہ لذت وجدان، سیٹی اور تالیوں کی آواز محبوب ہو، اور لذت وجدان حاصل ہو، تو یہ سارے احوال شیطانی ہیں، ایسا صاحب کرامات اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ارشاد کے مصداق ہے: ﴿وَمَنْ يَعْشُ

Www.IslamicBooks.Website

عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَانِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ(٣٦)﴾(١٥٤)۔

"اور جو شخص رحمٰن کی یاد (ذکر) سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیتے ہیں، وہی اس کا ساتھی رہتا ہے"۔

آیت میں "ذکر رحمٰن" سے مراد قرآن ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى(١٢٤)قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا(١٢٥)قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنسَى(١٢٦)﴾(١٥٥)۔

"اور جو میری یاد سے روگردانی کرے گا، اس کی زندگی میں تنگی رہے گی، اور ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے، وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو بینا تھا، (جواب ملے گا کہ) اسی طرح ہونا چاہیئے تھا تو میری آئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جائے گا"۔

"فَنَسِيتَهَا" کے معنی ہیں تو نے ان آیات پر عمل کرنا چھوڑ دیا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "جو شخص اللہ کی کتاب کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ اس بات کا کفیل رہے گا کہ وہ نہ دنیا میں گمراہ ہو اور نہ آخرت میں بدبخت ہو، یہ فرما کر انھوں نے مذکورہ آیت کریمہ پڑھی (١٥٦)۔

---

(١٥٤) سورۃ الزخرف: ٣٦۔

(١٥٥) سورۃ طٰہٰ: ١٢٤-١٢٦۔

(١٥٦) تفسیر ابن کثیر، ٣/ ١٤٧۔

Www.IslamicBooks.Website

فصل (۱۴): تمام جن وانس کے لئے نبی کریم ﷺ کی رسالت عامہ

ہر شخص پر یہ علم رکھنا واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے، اس لئے ہر جن وانس کے لئے آپ ﷺ پر ایمان لانا، آپ کی پیروی کرنا، آپ کی باتوں کو صحیح تسلیم کرنا، آپکا حکم ماننا واجب اور ضروری ہے، جس شخص پر آپ ﷺ کی رسالت کے باب میں حجت قائم ہو گئی، اور وہ آپ پر ایمان نہیں لایا تو وہ کافر ہے، خواہ انسان ہو یا جن۔

باتفاق اہل اسلام محمد ﷺ جن وانس دونوں کے پیغامبر ہیں، جنوں کے ایک گروہ نے قرآن سنا تھا، اور اپنی قوم کی طرف جا کر انھوں نے اسے ڈرایا تھا، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب نبی کریم ﷺ طائف سے واپس ہوتے ہوئے صحابہ کے ساتھ وادی نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس واقعہ کی خبر قرآن کے ذریعہ دی اور فرمایا: ﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ(٢٩)قَالُوا يَاقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُسْتَقِيمٍ(٣٠)يَاقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ(٣١)وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ(٣٢)﴾(۱)۔

"اور یاد کرو! جب ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو آپ کی طرف متوجہ کیا کہ وہ قران سنیں، پس جب نبی کے پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے، خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا، تو اپنی قوم کو خبر دار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے، کہنے لگے اے ہماری قوم، ہم نے یقیناً وہ کتاب سنی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بعد نازل کی گئی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے، جو سچے دین کی اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اے ہماری

---

(۱) سورۃ الأحقاف: ۲۹-۳۲۔

Www.IslamicBooks.Website

قوم! اللہ کے بلانے والے کا کہا مانو، اس پر ایمان لاؤ تو اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا، اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دے گا، اور جو شخص اللہ کے داعی (بلانے والے) کا کہنا مانے گا، تو وہ زمین میں کہیں (بھاگ کر اللہ کو) عاجز نہیں کر سکتا، نہ اللہ کے سوا اور کوئی اس کے مددگار ہونگے، یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں"۔

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا(١) يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا(٢) وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا(٣) وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا(٤) وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ تَقُولَ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا(٥) وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنْسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا(٦)﴾ (٢)۔

"اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا اور کہا کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے، جو راہ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے، ہم اس پر ایمان لا چکے، (اب) ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنائیں گے اور بیشک ہمارے رب کی شان بڑی بلند ہے، نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا، اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ کے بارے میں خلاف حق باتیں کہا کرتا تھا، اور ہم تو یہی سمجھتے رہے کہ ناممکن ہے کہ انسان اور جنات اللہ پر جھوٹی بات لگائیں، بات یہ ہے کہ چند انسان، بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے"۔

علماء کے واضح ترین قول کے مطابق "سفیھنا" سے مراد "السفیہ منا" (ہم میں جو احمق ہیں) ہے، بیشتر بزرگان قدیم کا بیان ہے کہ: کوئی آدمی جب وادی میں اترتا تھا تو کہتا تھا: "میں سفیہان قوم کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ چاہتا ہوں"۔ انسان نے جب

---

(٢) سورۃ الجن: ١-٦۔

Www.IslamicBooks.Website

جنوں کی پناہ مانگی تو سرکشی اور کفر میں جن اور بڑھ گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا(٦)وَأَنَّهُمْ ظَنُّوا كَمَا ظَنَنتُمْ أَنْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ أَحَدًا(٧)وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا(٨)﴾(٣)۔

"اور چند انسان، بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جسے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے، اور (انسانوں) نے بھی تم جنوں کی طرح گمان کر لیا تھا کہ اللہ کسی کو نہ بھیجے گا، (یا کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا) اور ہم نے آسمان کو ٹٹول کر دیکھا تو اسے سخت چوکیداروں اور سخت شعلوں سے پُر پایا"۔

نزول قرآن سے پہلے بھی شیاطین پر شہاب کی مار پڑتی تھی مگر گاہ شہاب کے پہنچنے سے پہلے ہی شیاطین چوری سے کچھ سن لیتے تھے، جب محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو آسمان پر سخت حراست اور اسے شہاب ثاقب سے بھر دیا گیا، سننے سے پہلے ہی شہاب ان کی گھات لگائے رہے، جیسا کہ شیطانوں نے کہا: ﴿وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا(٩)﴾(٤)۔

"اس سے پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان میں جگہ جگہ بیٹھ جایا کرتے تھے، اب جو بھی کان لگاتا ہے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے"

دوسری آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ(٢١٠)وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ(٢١١)إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ(٢١٢)﴾(٥)۔

"اس قرآن کو شیاطین لے کر نہیں آئے، نہ انہیں اسکی طاقت ہے، بلکہ وہ تو سننے سے بھی محروم کر دیئے گئے ہیں"۔

---

(٣) سورۃ الجن: ٦-٨۔

(٤) سورۃ الجن: ٨۔

(٥) سورۃ الشعراء: ٢١٠-٢١٢۔

Www.IslamicBooks.Website

انھوں نے کہا: ﴿وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا(۱۰)وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَٰلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا(۱۱)﴾(۶)۔

"اور ہم نہیں جانتے کہ زمین والوں کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ کیا گیا ہے، یا ان کے رب کا ارادہ ان کے ساتھ بھلائی کا ہے، اور یہ کہ بیشک بعض تو ہم میں نیکو کار ہیں، اور بعض اس کے بر عکس بھی ہیں، ہم مختلف طریقوں میں بٹے ہوئے ہیں"۔

"طرائق قدداً" سے مراد مختلف مذاہب ہیں، جیسا کہ علماء نے کہا ہے، ان میں مسلم، مشرک، یہودی، نصرانی سنی، بدعتی سب ہی پائے جاتے ہیں: ﴿وَأَنَّا ظَنَنَّا أَنْ لَنْ نُعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نُعْجِزَهُ هَرَبًا(۱۲)﴾(۷)۔

"اور ہم نے یقین کر لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں ہر گز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ ہم بھاگ کر ہرا سکتے ہیں"۔

انھوں نے بتایا کہ وہ اللہ کو ہر گز نہیں ہرا سکتے، زمین میں رہ کر یا بھاگ کر کسی حال میں بھی۔

﴿وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا(۱۳)وَأَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا(۱۴)وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا(۱۵)وَأَلَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا(۱۶)لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا(۱۷)وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا(۱۸)وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا(۱۹)قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا(۲۰)قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا(۲۱)قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا(۲۲)إِلَّا بَلَاغًا مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ

(۶) سورۃ الجن: ۱۰،۱۱۔

(۷) سورۃ الجن: ۱۲۔

Www.IslamicBooks.Website

نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا(٢٣)حَتَّى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضْعَفُ نَاصِرًا وَأَقَلُّ عَدَدًا(٢٤)﴾(٨)۔

"ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہی اس پر ایمان لا چکے اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا، اسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہے نہ ظلم وستم کا، ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں، پس جو فرمانبردار ہو گئے انھوں نے تو راہ راست کا قصد کیا، اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے، اور (اے نبی یہ بھی کہہ دو) کہ اگر لوگ راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقیناً ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے، تاکہ ہم اس میں انہیں آزمالیں، اور جو شخص اپنے پروردگار کے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا، اور یہ کہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں، پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو، اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لئے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نقصان نفع کا اختیار نہیں، کہہ دیجئے کہ مجھے ہرگز کوئی اللہ سے بچا نہیں سکتا، اور میں ہرگز اس کے سوا کوئی جائے پناہ بھی نہیں پا سکتا، البتہ (میرا کام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں تک) پہنچا دینا ہے، اب جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نہ مانے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے، (ان کی آنکھ نہ کھلے گی) یہاں تک کہ اسے دیکھ لیں، جس کا انکو وعدہ دیا جاتا ہے، پس عنقریب جان لیں گے کہ کس کا مددگار کمزور اور کس کی جماعت کم ہے"۔

"قاسطون" سے مراد ظالم لوگ ہیں، جب کوئی عدل کرتا ہے تو "أقسط" (انصاف کیا) اور جب ظلم وجور ہوتا ہے تو "قسط" کہا جاتا ہے۔

(٨) سورۃ الجن: ١٣-٢٤۔

Www.IslamicBooks.Website

جنوں کا سماع :

جب جنوں نے قرآن سنا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ پر ایمان لائے یہ شہر "نصیبین" (۹) کے جن تھے، جیسا کہ صحیح میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے، مروی ہے کہ آپ نے انہیں سورۂ رحمٰن پڑھ کر سنایا، اور جب اس آیت پر پہنچے: ﴿فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (١٣)﴾ (۱۰)، "اے جنو اور انسانو! تم اپنے پروردگار کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے"۔

تو جن کہنے لگے: **"لا بشيء من آلائك ربنا نكذب ولك الحمد" (۱۱)**۔

"پروردگار! تیرے کسی بھی کرشمے کو ہم نہیں جھٹلائیں گے، تیرے لئے سب تعریف ہے"۔

جب وہ نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوئے تو آپ سے اپنے لئے اور اپنے مویشیوں کے لئے توشہ کا مطالبہ کیا، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: **"لكم كل عظم ذكر اسم الله عليه تجدونه أوفر ما يكون لحماً، وكل بعرة علف لدوابكم"، قال النبي ﷺ: "فلا تستنجوا بهما فإنهما زاد إخوانكم من الجن" (۱۲)**۔

"جس ہڈی پر اللہ کا نام لیا جائے وہ تمہارے لئے ہے، تم گوشت سے بھرپور پاؤ گے، اور ہر مینگنی تمہارے مویشیوں کا چارہ ہے"، آپ ﷺ نے فرمایا: "ان دو چیزوں سے (یعنی ہڈی اور گوبر کے ساتھ) استنجاء پاک نہ کرو، کیونکہ یہ تمہارے جن بھائیوں کا توشہ ہے"۔

یہ ممانعت نبی کریم ﷺ سے کئی طریقوں سے ثابت ہے، ان چیزوں سے استنجاء پاک

---

(۹) موصل اور دمشق کے درمیان ایک شہر کا نام ہے، مسلمانوں نے ۱۷ھ میں اسے فتح کیا۔

(۱۰) سورۃ الرحمٰن: ۱۳۔

(۱۱) رواہ الترمذی، ۵/ ۷۳، ابواب تفسیر القرآن، تفسیر سورۃ الرحمٰن، رقم: (۳۲۴۵)۔

(۱۲) رواہ مسلم، ۱/ ۳۳۲، کتاب الصلاۃ، باب الجہر بالقراءۃ فی الصبح والقراءۃ علی الجن، رقم: (۴۵۰)، وانظر: ابن کثیر، ۴/ ۱۴۶۔

Www.IslamicBooks.Website

نہ کرنے کی دلیل علماء نے اس حدیث سے لی ہے، علماء نے کہا ہے کہ جب جنوں اور ان کے مویشی کی خوراک سے استنجاء پاک کرنا ممنوع ہے تو جو غذا اور چارہ انسانوں اور ان کے مویشیوں کے لئے تیار کیا گیا ہے ان سے استنجاء پاک کرنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہے۔

محمد ﷺ کی رسالت تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہے، یہ رتبہ اور یہ منزلت، سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں کی تسخیر سے بڑھ کر ہے، کیونکہ سلیمان علیہ السلام پر جنوں کا تصرف بادشاہ کی حیثیت سے تھا، جب کہ محمد عربی ﷺ کی رسالت اس لئے تھی کہ انہیں، انہیں ان باتوں کا حکم دیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اس طرح آپ اللہ کا بندہ اور رسول ہوئے، اور بندہ رسول درجہ میں بادشاہ نبی سے افضل وبلند تر ہوتا ہے۔

نص اور اجماع دونوں سے ثابت ہے کہ جنوں میں جو کافر ہیں وہ جہنم میں جائیں گے اور جو مومن ہیں جمہور علماء کے مطابق وہ جنت میں جائیں گے۔

جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ رسول انسانوں میں سے ہوئے ہیں، جنوں میں سے کسی کو رسول نہیں بنایا گیا، البتہ جنوں میں نذیر (ڈرانے والے) پیدا ہوئے، ان مسائل کی تفصیل کے لئے جگہ اور ہے (۱۳)۔

انسانوں کے ساتھ جنوں کے حالات:

مقصود یہاں یہ ہے کہ انسانوں ے ساتھ جنوں کے کئی حالات ہوتے ہیں:

جو انسان جنوں کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق حکم دے، یعنی ایک اللہ کی عبادت اور اس کے نبی کی اطاعت کی تلقین کرے، اور انسانوں کو بھی ایسا ہی حکم دے، تو اس کا شمار اللہ تعالیٰ کے افضل ترین اولیاء میں ہوگا، اس حیثیت سے وہ رسول کے خلفاء اور نمائندوں کے صف میں داخل ہوگا۔

جو شخص جنوں سے جائز کام لے وہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی انسانوں سے جائز کام لے، وہ

---

(۱۳) جیسے مؤلف رحمہ اللہ کی ''کتاب النبوات'' ص: (۲۶۱)۔

Www.IslamicBooks.Website

جب واجبات کا حکم دے اور حرام کاموں سے منع کرے اور انہیں مباح کاموں میں استعمال کرے تو وہ بمنزلہ ان بادشاہوں کے ہے جو ایسا کرتے ہیں، اور اگر یہ مان لیا جائے کہ وہ اللہ کا ولی ہے تو یہ ولایت ولایت عامہ ہو گی، جیسا کہ عبد رسول کے ساتھ نبی بادشاہ کی نسبت ہوتی ہے، اس کی مثال سلیمان و یوسف بمقابلہ ابراہیم، عیسیٰ اور محمد صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی ہے۔

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ممنوعات میں جنوں کو استعمال کرے، مثلاً شرک میں، قتل ناحق میں، یا بے گناہ کو بیمار یا اس کے علم اور ذکر الٰہی پر نسیان طاری کر دینے میں، یہ اور اسی طرح کے دوسرے مظالم میں، نیز کسی کی بے حیائی کے کام میں، مثلاً اسے حاضر کرالے جس کے باب میں بے حیائی کا ارادہ ہو، تو ایسا شخص جنوں کو گناہ اور ظلم و زیادتی کے کاموں پر معاون بناتا ہے، اگر ان سے معاونت کفر کے کاموں پر لیتا ہے تو کافر، اور اگر معصیت کے کاموں پر معاونت حاصل کرتا ہے تو عاصی ہے فاسق یا غیر فاسق۔

شیطانی مکر اپنے دوستوں کے ساتھ ان کے درجہ کے لحاظ سے ہوتا ہے

جو شخص شریعت کا مکمل علم نہ رکھتا ہو اور بزعم خویش کرامات کے ضمن میں جنوں کو استعمال کرتا ہو، مثلاً خرافاتی سماع کے وقت جن اسے اڑا دیں یا عرفات لے جائیں، جہاں وہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق شرعی حج نہ کرے، یا اسے ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائیں وغیرہ، تو ایسا شخص فریب خوردہ ہے، شیاطین کے جال میں ہے۔

ان میں بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ یہ جنوں کے کرتوت ہیں، انھوں نے سن رکھا ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کی کچھ کرامات ہوتی ہیں، جو خارق عادات ہوا کرتی ہیں، مگر اس کے پاس چونکہ حقائق ایمانی اور معرفت قرآنی کی وہ باتیں نہیں ہوتیں جس کے ذریعہ وہ فرق کر سکے کہ کیا رحمانی کرامتیں ہیں اور کیا شیطانی تلبیسات، اسلئے اپنے عقیدہ کے مطابق وہ شیطانی مکر و فریب کا شکار ہو جاتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

چنانچہ عقیدہ کے مطابق مشرک ہو، کواکب اور اوثان پرست ہو تو اس کے دل میں شیطان یہ خیال پیدا کرتا ہے کہ اس پرستش سے اسے نفع ہوگا، کہ جس بادشاہ نبی یا شیخ صالح کی شکل پر اس نے بت بنایا ہے، اس کی پرستش کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اسے وسیلہ بنایا جائے اور اس کی شفاعت حاصل کی جائے، وہ سمجھتا ہے کہ وہ نبی یا صالح کی پرستش کرتا ہے، مگر حقیقت میں وہ شیطان کی پوجا کر رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ(٤٠)قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ(٤١)﴾(۱۴)۔

''اور ان سب کو اللہ تعالیٰ اس دن جمع کر کے فرشتوں سے دریافت فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے! تیری ذات پاک ہے، اور ہمارا ولی تو تو ہے نہ کہ یہ، بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے، ان میں سے اکثر کا انہیں پر ایمان تھا''۔

شیطان معبودان باطل کی شکل میں:

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ آفتاب و ماہتاب اور کواکب پرست ہوتے ہیں، جب ان چیزوں کے آگے سجدہ ریز ہونے کا ارادہ کرتے ہیں، تو سجدہ کے وقت شیطان ان چیزوں کے ساتھ مل جاتا ہے، تاکہ سجدہ اسی کے لئے ہو۔

نیز اسی لئے شیطان اس شخص کی صورت اختیار کر لیتا ہے جس سے مشرکین حاجت طلب کرتے ہیں، چنانچہ اگر نصرانی ہے اور جرجس (۱۵) یا کسی سے مدد کا طالب ہوتا ہے، تو شیطان جرجس یا کسی اور دوسرے کے بھیس میں آجاتا ہے۔

---

(۱۴) سورۃ سبا: ۴۰، ۴۱۔

(۱۵) جرجس، نصرانیوں کے درمیان بڑا معروف نام ہے، ۲۰۸ء میں پیدا ہوا، ۳۰۳ء میں وفات ہوئی، فلسطین میں دفن کیا گیا، کنیسہ اس کے نام کو بہت اہمیت دیتا ہے، انظر: دائرۃ المعارف الحدیثہ، ص: (۶۱۲)۔

Www.IslamicBooks.Website

اور اگر اس کا تعلق اسلام سے ہے اور کسی ایسے مسلم شیخ سے فریاد کرے جس سے حسن ظن رکھتا ہو تو شیطان اسی شیخ کے بھیس میں آجاتا ہے، اور اگر وہ ہندوستانی مشرک ہے تو شیطان اس شخص کی صورت اختیار کر لیتا ہے، جو اس مشرک کے نزدیک معظم ہوتا ہے۔

پھر مطلوب اگر شریعت سے واقف ہے تو شیطان اسے محسوس نہیں ہونے دیتا کہ وہ طالبین کے سامنے آیا ہے۔

اور اگر وہ شریعت سے بے خبر ہے تو شیطان طالب و مطلوب کے درمیان گفتگو کا ذریعہ بن جاتا ہے اور طالب یہ سمجھتا ہے کہ مطلوب دور سے اس کی آواز سنتا ہے حالانکہ درمیان میں شیطان واسطہ بنا ہوتا ہے۔

اس طرح کا ماجرا کشف و خطاب کے ذریعہ بعض شیوخ کے ساتھ پیش آچکا ہے، انھوں نے بتایا کہ جن مجھے پانی اور شیشہ جیسی چمکدار چیز دکھاتے ہیں اور جس خبر کو پہنچانا مطلوب ہوتا ہے اس کے لئے سامنے آتے ہیں، چنانچہ لوگوں کو اس کی خبر دیتے ہیں طالبین کا کلام مجھ تک پہنچاتے ہیں، میں اس کا جواب دیتا ہوں، جسے وہ طالبین تک پہنچا دیتے ہیں۔

بہت سارے شیوخ جنھیں یہ کرامات حاصل ہوتی ہیں، جب کوئی ناواقف جھٹلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسا تم لوگ مختلف تدبیروں سے کام لیکر کرتے ہو، جیسے کوئی سنگ طلق (١٦)، پوست نارنگ (١٧)، اور روغن غوک (١٨)، وغیرہ جسم پر مل کر آگ میں داخل ہو جاتا ہے، اور اس پر اثر نہیں ہوتا، تو یہ شیوخ حیرت سے کہتے ہیں کہ بخدا ہمیں ایسی کسی تدبیر کا علم نہیں ہے، مگر واقف کار جو ہوتا ہے وہ بتاتا ہے کہ اس باب میں آپ سچے ہیں، مگر یہ سب شیطانی کرتب ہیں،

---

(١٦) سنگ طلق: ایک شفاف، چمکدار، پرت در پرت پتھر ہوتا ہے، توڑنے پر چوڑے چوڑے پرت نکل آتے ہیں، پیسنے پر سفید سفوف بن جاتا ہے، جسم پر ذرور کرنے سے ٹھنڈک اور نرمی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے باعث آگ میں داخل ہونے سے کوئی اثر نہیں ہوتا۔

(١٧) پوست نارنگ: سنگترے کا چھلکا۔

(١٨) روغن غوک: مینڈک کی چربی۔

Www.IslamicBooks.Website

چنانچہ حق واضح اور مختلف ذرائع سے ان حالات کے شیطانی ہونے کا علم ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے توبہ کی توفیق پانے والے توبہ کر لیتے ہیں، کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ اس طرح کے حالات، مذموم بدعات وخرافات، اور اللہ اور رسول کی نافرمانی کر کے پیدا ہوئے ہیں، اللہ اور رسول کی محبوب شرعی عبادات کے ذریعہ نہیں، اس لئے ان کا شیطانی ہونا سمجھ میں آجاتا ہے، اس وقت علم میں یہ بات آجاتی ہے کہ یہ حالات شیطانی کرامات ہیں، جو شیطان والوں کو حاصل ہوتی ہیں، نہ کہ رحمانی کرامات جن سے اللہ والے سرفراز ہوتے ہیں۔

صحت وصواب کیا ہے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے وہی مرجع ومآب ہے۔

درود وسلام ہو سید الرسل محمد عربی اور انبیاء کرام پر، آپ ﷺ کے آل واصحاب پر، انصار واعوان پر، اور خلفاء پر، ایسا درود وسلام جس کے طفیل میں آپ ﷺ کی شفاعت نصیب ہو ، (آمین)۔

Www.IslamicBooks.Website

کتاب کے محقق نسخہ میں درج ذیل مراجع ومصادر سے استفادہ کیا گیا ہے

۱- أحاديث القصاص، ابن تيمية، الطبعة الأولى، ۱۳۹۲ھ، المكتب الإسلامي۔

۲- الاحتجاج بالقدر، ابن تيمية، المكتب الإسلامي، ۱۳۹۸ھ۔

۳- إحياء علوم الدين، أبو حامد الغزالی، دار المعرفة، بیروت، ۱۴۰۲ھ۔

۴- اختيارات شيخ الإسلام ابن تيمية، لابن قيم الجوزية، مكتبة الرشد، الرياض، ۱۴۰۳ھ۔

۵- الاختيارات الفقهية من فتاوى شيخ الاسلام ابن تيمية، علاء الدين البعلی، المؤسسة السعيدية، الرياض۔

۶- الاستبصار في نسب الصحابة من الأنصار، موفق الدين، عبد الله بن قدامة المقدسی، دار الفكر، ۱۳۹۲ھ۔

۷- الاستيعاب في معرفة الأصحاب، ابن عبد البر، مكتبة نهضة مصر۔

۸- أسد الغابة في معرفة الصحابة، ابن الأثير، جمعية المعارف ۱۳۸۰ھ۔

۹- أسماء مؤلفات ابن تيمية، ابن قيم الجوزية، دار الكتاب الجديد، بیروت، ۱۹۷۶م۔

۱۰- كتاب الأسماء والصفات، البيهقی، مطبعة السعادة بمصر۔

۱۱- الإصابة في معرفة الصحابة، ابن حجر العسقلانی، دار نهضة مصر۔

۱۲- اصطلاحات الصوفية، السمرقندی۔

۱۳- أطلس التاريخ الإسلامی، ترجمة إبراهيم زكی، مكتبة النهضة المصرية۔

۱۴- اعتقادات فرق المسلمين والمشركين، فخر الدين الرازی، دار الكتب العلمية، بیروت، ۱۴۰۲ھ۔

۱۵- الأعلام، خير الدين الزركلی، دار العلم للملايين، بیروت، ۱۹۸۰م۔

۱۶- الأعلام العلية في مناقب ابن تيمية، عمر بن علی البزاز، المكتب الإسلامی، ۱۳۹۶ھ۔

Www.IslamicBooks.Website

۱۷- إغاثة اللهفان من مصائد الشيطان، ابن قیم الجوزیة، دار المعرفة بیروت۔

۱۸- اقتضاء الصراط المستقیم، ابن تیمیة، تحقیق، د/ ناصر العقل، شرکة العبیکان للطباعة والنشر، ۱۴۰۴ھ۔

۱۹- کتاب الأولیاء، ابن ابی الدنیا، جمعیة النشر والتالیف بالأزھر، الطبعة الأولیٰ۔

۲۰- البدایة والنھایة فی التاریخ، أبو الفداء اسماعیل ابن کثیر، مکتبة الفلاح، الریاض۔

۲۱- البرھان فی علوم القرآن، بدر الدین الزرکشی، عیسیٰ البابی، الطبعة الثانیة۔

۲۲- بھجة المحافل وبغیة الأماثل، عماد الدین أبی بکر العامری، طبعة سنة ۱۳۳۰ھ۔

۲۳- بیان تلبیس الجھمیة، ابن تیمیة، مطبعة الحکومة، مکة المکرمة، ۱۳۹۱ھ۔

۲۴- بین یدی الساعة من القرآن الکریم والسنة المطھرة، د/ عبد الباقی سلامة، مکتبة المعارف، الریاض، ۱۴۰۱ھ۔

۲۵- تاریخ بغداد، أبو بکر البغدادی، مطبعة السعادة بمصر، ۱۳۴۹ھ۔

۲۶- التبصرة، ابن الجوزی، عیسیٰ البابی، الطبعة الأولیٰ، ۱۳۹۰ھ۔

۲۷- تحفة الأحوذی بشرح جامع الترمذی، محمد بن عبد الرحمٰن۔

۲۸- تذکرة الحفاظ، الذھبی، مجلس دائرة المعارف، الھند، الطبعة الثانیة۔

۲۹- تذکرة الموضاعات، محمد بن طاھر الفتنی، المکتبة القیمة، الھند۔

۳۰- التشوف إلیٰ رجال التصوف، ابن الزیات، مطبوعات إفریقیة، الرباط، ۱۹۵۸ھ۔

۳۱- کتاب التعریفات، علی بن محمد الجرجانی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۳۲- تفسیر سورة الإخلاص، ابن تیمیة، دار الطباعة المحمدیة، بالأزھر۔

۳۳- تفسیر القرآن العظیم، أبو الفداء، إسماعیل بن کثیر، دار القلم، بیروت۔

۳۴- تقریب التھذیب، ابن حجر العسقلانی، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۹۵ھ۔

۳۵- التکملة لوفیات، عبد العظیم المنذری، مؤسسة الرسالة، بیروت ۱۴۰۱ھ۔

Www.IslamicBooks.Website

۳۶- تلبیس إبلیس، ابن الجوزی، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۳۶۸ھ۔

۳۷- تھذیب الأسماء واللغات، محی الدین بن شرف النووی، إدارة الطباعة المنیریة۔

۳۸- تھذیب التھذیب، ابن حجر العسقلانی، دائرة المعارف، الھند، الطبعة الأولیٰ، ۱۳۲۶ھ۔

۳۹- تھذیب اللغة، أبی منصور الأزھری، الدار المصریة للتألیف والترجمة۔

۴۰- جامع البیان عن تأویل آي القرآن، أبو جعفر الطبری، دار المعارف بمصر، تحقیق محمود شاکر۔

۴۱- جامع الرسائل، تحقیق د/ محمد رشاد سالم، الطبعة الأولیٰ، ۱۳۸۹ھ۔

۴۲- جامع العلوم والحکم، ابن رجب، من توزیع رئاسة البحوث العلمیة والإفتاء والدعوة والإرشاد، بالریاض۔

۴۳- جامع کرامات الأولیاء، النبھانی، دار الکتب بمصر، ۱۳۲۹ھ۔

۴۴- الجامع لأحکام القرآن، القرطبی، دار الکتاب العربی، القاھرة۔

۴۵- الحسن البصری، لابن الجوزی، الطبعة الأولیٰ، مکتبة الخانجی بمصر۔

۴۶- حسن المحاضرة، جلال الدین السیوطی، دار إحیاء الکتب العربیة، ۱۳۸۷ھ۔

۴۷- حقیقة مذھب الاتحادیین، ابن تیمیة، إدارة الترجمة والتالیف، باکستان۔

۴۸- حلیة الأولیاء وطبقات الأصفیاء، أبونعیم الأصفھانی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

۴۹- حیاة الحیوان الکبریٰ، کمال الدین الدمیری، الطبعة الرابعة، ۱۳۸۹ھ، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی۔

۵۰- خطبة الحاجة، محمد ناصر الدین الألبانی، المکتب الإسلامی، ۱۳۹۷ھ۔

۵۱- دائرة المعارف، بطرس البستانی، مطبعة المعارف بیروت۔

۵۲- دائرة المعارف الحدیثة، أحمد عطیة الله، مکتبة الأنجلو المصریة، ۱۹۵۳م۔

۵۳- الدر المنثور، فی التفسیر بالمأثور، جلال الدین السیوطی، نشر محمد أمین، بیروت۔

Www.IslamicBooks.Website

۵۴- الدرر المنتثرة في الأحاديث المشتهرة، جلال الدين السيوطي، جامعة الملك سعود، بالرياض، ۱۴۰۳ھ۔

۵۵- درء تعارض العقل والنقل، ابن تيمية، جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية بالرياض، ۱۴۰۳ھ۔

۵۶- دلائل النبوة، أبو نعيم الأصفهاني، عالم الكتب بيروت۔

۵۷- دلائل النبوة، أحمد بن الحسين البيهقي، المكتبة السلفية، المدينة، ۱۳۸۹ھ۔

۵۸- ديوان ابن الفارض، مصطفى البابي، ۱۳۷۲ھ۔

۵۹- ذم ما عليه مدعو التصوف، موفق الدين ابن قدامة المقدسي، المكتب الإسلامي، ۱۴۰۳ھ۔

۶۰- الرد الأقوم على ما في فصوص الحكم، ابن تيمية، المطبعة السلفية، ۱۹۴۹م۔

۶۱- الرد على الجهمية والزنادقة، الإمام أحمد، دار اللواء، الرياض، ۱۳۹۷ھ۔

۶۲- كتاب الرد على المنطقيين، ابن تيمية، إدارة ترجمان السنة، باكستان، ۱۳۹۶ھ۔

۶۳- الرسالة القشيرية، أبو القاسم القشيري، دار الكتب الحديثة، القاهرة۔

۶۴- روح المعاني، الآلوسي، إدارة الطباعة المنيرية۔

۶۵- الروحية الحديثة، دعوة هدامة، محمد محمد حسين، دار الإرشاد، بيروت، ۱۳۸۸ھ۔

۶۶- الروض الآنف في شرح السيرة النبوية لابن هشام، دار الكتب الحديثة، مصر۔

۶۷- رياض الصالحين، أبو زكريا النووي، دار المأمون للتراث، دمشق۔

۶۸- الرياض النضرة في مناقب العشرة، أبو جعفر الطبري، مكتبة محمد نجيب، ۱۳۷۲ھ۔

۶۹- زاد المسير في علم التفسير، ابن الجوزي، المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى۔

۷۰- كتاب الزهد، الإمام أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۳۹۸ھ۔

۷۱- كتب الزهد الكبير، أحمد بن حسين البيهقي، دار القلم، الكويت، ۱۴۰۳ھ۔

Www.IslamicBooks.Website

۷۲- الزهد والرقائق، ابن المبارک، مجلس احیاء المعارف، الھند، ۱۳۸۵ھ۔

۷۳- سلسلة الأحادیث الصحیحة، محمد ناصر الدین الألبانی، المکتب الإسلامی۔

۷۴- سلسلة الأحادیث الضعیفة، محمد ناصر الدین الألبانی، المکتب الإسلامی، ۱۳۹۸ھ۔

۷۵- سنن الترمذی، (الجامع الصحیح الترمذی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

۷۶- سنن الدار قطنی، الدار قطنی، دار المعاش للطباعة، القاھرة، ۱۳۸۶ھ۔

۷۷- سنن الدارمی، الدارمی، دار احیاء السنة النبویة۔

۷۸- سنن أبی داود، أبو داود، نشر محمد علی السید، حمص، ۱۳۸۸ھ۔

۷۹- سنن ابن ماجة، ابن ماجة، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۵ھ۔

۸۰- سنن النسائی بشرح السیوطی، دار الکتاب العربی، بیروت۔

۸۱- سیر أعلام النبلاء، شمس الدین ابراھیم، دار المعارف بمصر۔

۸۲- السیرة النبویة، ابن ھشام، دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۱ھ۔

۸۳- شذرات الذھب فی أخبار من ذھب، عبد الحی ابن العماد، مکتبة القدس بمصر، ۱۳۵۹ھ۔

۸۴- شرح السنة، الحسین بن مسعود البغوی، المکتب الإسلامی، الطبعة الأولیٰ، ۱۳۹۰ھ۔

۸۵- شفاء العلیل، ابن قیم الجوزیة، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

۸۶- صحیح البخاری، الإمام البخاری، دار القلم، ودار البخاری، ۱۴۰۱ھ۔

۸۷- صحیح ابن حبان، ج /۱، ابو حاتم محمد بن حبان البستی، تحقیق الأرناؤوطی، طبع مؤسسة الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۴ھ، وأیضاً تحقیق احمد شاکر، مؤسسة الرسالة، بیروت، ۱۴۰۴ھ۔

۸۸- صحیح مسلم، الإمام مسلم، دار احیاء الکتب العربیة، ۱۳۷۴ھ۔

۸۹- صفوة الصفوة، ابن الجوزی، دار الوعی بحلب، ۱۳۹۳ھ، دار المعرفة، بیروت، ۱۳۹۹ھ۔

۹۰- طبقات الأولیاء، ابن الملقن، مکتبة الخانجی بالقاھرة، ۱۳۹۳ھ۔

Www.IslamicBooks.Website

۹۱- طبقات الحنابلة، محمد بن أبی یعلی، مطبعة السنة المحمدیہ، القاهرة۔

۹۲- الطبقات الکبریٰ، لابن سعد، دار بیروت ودار صادر۔

۹۳- طبقات الصوفیة، ابو عبد الرحمٰن السلمی، مکتبة الخانجی، ۱۳۸۹ھ۔

۹۴- الطبقات الکبریٰ، للشعرانی، مصطفیٰ البابی، ۱۳۷۳ھ۔

۹۵- طریق الهجرتین وباب السعادتین، ابن قیم الجوزیة، دار مکتبة الحیاة، بیروت، ۱۹۸۰ء۔

۹۶- العقود الدریة فی مناقب شیخ الاسلام ابن تیمیة، ابن عبد الهادی، دار الکتاب العربی۔

۹۷- عوارف المعارف، عمر بن محمد السهروردی، المکتبة العلامیة، بمصر، ۱۳۵۸ھ۔

۹۸- فتح الباری بشرح صحیح البخاری، ابن حجر العسقلانی، مکتبة الکلیات الأزهریة، ۱۳۹۸ھ۔

۹۹- الفتوحات المکیة، ابن عربی، دار الکتب العربیة بمصر، الهیئة المصریة العامة للکتاب، ۱۳۹۲ھ۔

۱۰۰- الفرق بین الفرق، عبد القاهر بن طاهر البغدادی، دار المعرفة بیروت۔

۱۰۱- فصوص الحکم، ابن عربی، دار إحیاء الکتب العربیة، ۱۳۶۵ھ۔

۱۰۲- الفوائد المجموعة فی الأحادیث الموضوعة، الشوکانی، الطبعة الثانیة، ۱۳۹۲ھ۔

۱۰۳- القاموس الفقهی، سعدی أبو جیب، دار الفکر، دمشق، ۱۴۰۲ھ۔

۱۰۴- القاموس المحیط، مجد الدین الفیروزآبادی، دار الفکر، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۱۰۵- قصص الأنبیاء، عبد الوهاب النجار، دار إحیاء التراث العربی، الطبعة الثالثة۔

۱۰۶- الکامل فی التاریخ، ابن الأثیر، دار صادر، بیروت، ۱۳۸۵ھ۔

۱۰۷- کشف الخفاء ومزیل الإلباس، إسماعیل بن محمد العجلونی، مؤسسة الرسالة، بیروت۔

۱۰۸- کشف الظنون عن أسماء الکتب والفنون، حاجی خلیفة، وکالة المعارف، ۱۳۶۲ھ۔

۱۰۹- کشف المحجوب، علی بن عثمان الهجویری، دار النهضة العربیة، بیروت۔

۱۱۰- الکواکب الدریة، فی تراجم السادة الصوفیة، عبد الرؤوف المناوی، الطبعة الأولی۔

Www.IslamicBooks.Website

١١١- اللآلي المصنوعة في الأحاديث الموضوعة، السيوطي، الطبعة الأولى على نفقة المكتبة الحسينية المصرية۔

١١٢- لسان العرب، ابن منظور، دار صادر ودار بيروت للطباعة والنشر۔

١١٣- لسان الميزان، ابن حجر العسقلاني، مجلس دائرة المعارف، الهند، ١٣٢٩ھ۔

١١٤- لطائف الأسرار، ابن عربي، دار الفكر العربي، ١٣٨٠ھ۔

١١٥- المبسوط، شمس الدين السرخسي، مطبعة السعادة بمصر، ١٣٢٤ھ۔

١١٦- المجروحين من المحدثين، محمد بن حبان المطبعة العزيزية، ١٣٩٠ھ۔

١١٧- مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار، محمد طاهر الفتني، مجلس دائرة المعارف، الهند، ١٣٩٣ھ۔

١١٨- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي، نشر دار الكتاب، بيروت۔

١١٩- مجموع فتاوىٰ ابن تيمية، عبد الرحمٰن بن قاسم، الطبعة الأولى۔

١٢٠- المستدرك على الصحيحين، أبو عبد الله الحاكم، مكتبة النهضة، الرياض۔

١٢١- المسند، الإمام أحمد، دار صادر بيروت، وطبعة أخرىٰ، تحقيق أحمد شاكر، دار المعارف بمصر، ١٣٧٣ھ۔

١٢٢- الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، ابن أبي شيبة۔

١٢٣- مجمع البلدان، ياقوت الحموي، دار صادر ودار بيروت، ١٣٧٦ھ۔

١٢٤- المعجم الصغير، الطبراني، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٠٣ھ۔

١٢٥- المعجم الكبير، الطبراني، دار العربية، بغداد۔

١٢٦- معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، أبو عبيد البكري الأندلسي، توزيع عباس الباز، مكة۔

١٢٧- المعجم المفهرس لألفاظ الحديث، عدد من المستشرقين، مكتبة بريل، ليون، ١٩٣٦م۔

Www.IslamicBooks.Website

۱۲۸- المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم، محمد عبد الباقي، مؤسسة جمال للنشر، بيروت۔

۱۲۹- المعجم الوجيز، مجمع اللغة العربية، الطبعة الأولى، ۱۴۰۰ھ۔

۱۳۰- المعجم الوسيط، إخراج د/ إبراهيم أنيس، مطابع دار المعارف، بمصر، ۱۳۹۳ھ۔

۱۳۱- المغني، أحمد بن محمد بن قدامة، مكتبة الرياض الحديثة۔

۱۳۲- مفتاح السعادة، أحمد بن مصطفى، دائرة المعارف، الطبعة الأولى۔

۱۳۳- مفتاح كنوز السنة، محمد عبد الباقي، مطبعة معارف، لاهور، ۱۳۹۷ھ۔

۱۳۴- الملل والنحل بهامش الفصل، محمد بن عبد الكريم الشهرستانى، دار المعرفة، بيروت، ۱۳۹۵ھ۔

۱۳۵- المنار المنيف فى الصحيح والضعيف، ابن قيم الجوزية، مكتبة المطبوعات الإسلامية، حلب، ۱۴۰۲ھ۔

۱۳۶- منهاج السنة النبوية، ابن تيمية، مكتبة الرياض الحديثة۔

۱۳۷- المهذب فى فقه الإمام الشافعي، أبو إسحاق الفيروزأبادى، دار المعرفة، بيروت، ۱۳۹۷ھ۔

۱۳۸- الموضوعات، ابن الجوزى، الطبعة الأولى، ۱۳۸۶ھ۔

۱۳۹- الموطأ، الإمام مالك بن أنس، دار إحياء الكتب العربية۔

۱۴۰- ميزان الإعتدال، الذهبى، دار إحياء الكتب العربية، ۱۳۸۲ھ۔

۱۴۱- كتاب النبوات، ابن تيمية، طبعة سنة ۱۳۴۶ھ۔

۱۴۲- النجوم الزاهرة فى ملوك مصر والقاهرة، جمال الدين الأتابكى، دار الكتب۔

۱۴۳- نصب الراية لأحاديث الهداية، جمال الدين الزيلعي، المكتبة الإسلامية۔

۱۴۴- نيل الأوطار فى شرح منتقى الأخبار، الشوكانى۔

۱۴۵- وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ابن خلكان، دار الثقافة، بيروت۔

Www.IslamicBooks.Website

فقہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

(کامل سات حصے)

"فقہ الحدیث النبوی صلی اللہ علیہ وسلم" اس کتاب کا پرانا نام "فقہ محمدیہ" ہے، لیکن جب اسے بعض مشہور اہلحدیث علماء کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے کتاب کی حقیقت اور نوعیت کے اعتبار سے اس کا نام "فقہ الحدیث النبویؐ" تجویز کیا جو اپنے اصل اور موضوع کے اعتبار سے بہت مناسب اور موزوں ہے یہ کتاب پوری اسلامی شریعت کا مفصل مجموعہ ہے جس میں ہر چھوٹا بڑا مسئلہ قرآن مجید کی آیات اور صحیح احادیث کے حوالے کے ساتھ مدلل طور پر مرتب کیا گیا ہے دراصل یہ کتاب امت کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وصیت "ترکت فیکم أمرین لن تضلوا اما تمسکتم بهما کتاب الله وسنتی" (میں نے تم میں دو مضبوط چیزیں چھوڑی ہیں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے اللہ کی کتاب قرآن مجید اور میری سنت) کی جیتی جاگتی مکمل تعبیر ہے، جس میں پیدائش سے لے کر جنازے تک زندگی بھر پیش آنے والے تمام مسائل قرآن اور احادیث صحیح حوالوں کے ساتھ لکھ کر عام مسلمانوں کو شریعت اسلامیہ کا کامل دستور دے دیا گیا ہے، الفاظ آسان، اور طرز بیان عام فہم، مردوں اور عورتوں سب کے لئے یکساں ضروری اور مفید ہے، جس گھر میں یہ کتاب موجود ہو گی اس میں ایک محقق عالم اور مفتی کا کام دے گی، عام دینی مجالس میں اسے پڑھ کر سنایا جا سکتا ہے، یہ ایک نہایت مستند اور مدلل و محقق اور صحیح ترین آسان کتاب ہے، جس میں پورے دین کے ہر چھوٹے بڑے مسائل موجود ہیں۔ کتاب کے مصنف مشہور عالم دین مولانا محی الدین ہیں، جو بہت پختہ اہلحدیث عالم تھے۔

کتابت اور طباعت نہایت جلی اور صاف ہے، مکمل سات حصوں کی اس کتاب کو الدار السلفیہ نے ایک جلد میں نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کی ہے۔

صفحات: ۹۰۴ قیمت ۱۸۵ روپے

ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

اسلامی آداب سے متعلق ایک ہزار سے زائد احادیث صحیحہ کا مجموعہ

الآداب

پانچویں صدی ہجری کے مشہور محدث حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی کی مشہور کتاب "الآداب" جو اسلامی آداب، اخلاق، فضائل و مکارم اور زندگی گذارنے کے طور طریقے پر قرآن و احادیث کا ایک عظیم الشان مجموعہ ہے جس میں دو سو چھیانوے ابواب ہیں جن کی بابت ایک ہزار بچانوے احادیث مذکور ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ہر باب سے متعلق قرآن مجید کی آیات کا ذکر کر کے اس کی اہمیت اور افادیت کو پوری طرح کامل کر دیا ہے، ایک مؤمن اور مؤحد متبع سنت مرد اور خاتون کیلئے یہ کتاب اسلامی تعلیمات کا مکمل نصاب ہے، جس کو دینی مجلسوں اور گھر کے چھوٹے بڑوں کو دینی تعلیم و تربیت کیلئے پڑھ کر سنانا چاہئے، کتاب اتنی اہم اور مفید ہے کہ اس کے ذریعے نہ صرف دین کی بنیادی تعلیم عام ہوگی بلکہ ایک مسلمان مرد و عورت اسلامی تعلیم کا مکمل آئینہ دار بن جائے گا۔ یہ کتاب اسوۂ رسول اکرم ﷺ کا مکمل مجموعہ ہے، دین و دنیا کی سعادت، فلاح اور کامیابی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جسے اس کتاب میں ذکر نہ کیا گیا ہو، پھر اس کتاب کو شریعت اسلامیہ کی حقیقی تعلیم میں بڑی اہمیت حاصل ہے، یہ کتاب آنحضرت ﷺ کی مکمل تعلیمات کا نچوڑ ہے، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا یہ صحیح ترین مجموعہ ہے حدیث رسول ﷺ کے اس مفید ترین مجموعہ کو ہر گھر میں پہنچانا چاہئے، آج کل بگڑے ہوئے معاشرے کی اصلاح کیلئے یہ مفید ترین نسخہ ہے، اس کتاب میں نیکی اور اجر و ثواب سمویا ہوا ہے اردو زبان میں ذخیرۂ احادیث کا یہ بہترین اضافہ ہے۔

سائز: 36 × 23   صفحات : 540   قیمت/ 160

ناشر: الدار السلفیہ، ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

الفرقان

بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان

لشيخ الإسلام/أحمد ابن تيمية رحمه الله

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

الدكتور/عبد الرحمن بن عبد الكريم اليحيى

اختصر تخريجه ونقله إلى الأردية

أنصار بن زبير المحمدي

راجعه

الشيخ/عبد المجيد الإصلاحي

قدم له

الدكتور/فضل الرحمن المدني

ناشر

الدار السلفية، ممبئی

Www.IslamicBooks.Website

MAKTABA
AL-DARUSSALAFIAH
242,Belasis Road (J.B.B.Marg)
Nagpada, Mumbai-400 008 (INDIA)
Tel: 2308 89 89 / 2308 27 37 Fax.2306 57 10

Rs. 115/-